بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلفاء راشدین

علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمہ

ترجمہ

علامہ مولانا شبیر احمد صاحب بریلوی علیہ الرحمہ

علم و عرفان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب ——— خلفائے راشدین
مصنف ——— علامہ جلال الدین سیوطی
ترجمہ ——— علامہ شبیر احمد بریلوی
ناشر ——— فضل کریم نقشبندی

مطبع ——— الرفیق افضالی پریس
فیصل آباد

سرورق ——— مبارک زند
طلعت کتابت سنٹر

صفحات ——— ۲۱۲
قیمت ——— ۱۸/۰۰ روپے

——— ناشر ———

علی برادران تاجران کتب
قادری کلاتھ مارکیٹ نزد جامعہ رضویہ
جھنگ بازار فیصل آباد

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حَمْدًا لِلّٰہِ الَّذِیْ وَعَدَ فَوَفّٰی وَاَوْعَدَ فَعَفٰی۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الشُّرَفَاءِ وَمَسْعُوْدِ الْخُلَفَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَھْلِ الْکَرَمِ وَالْوَفَاءِ۔ حمد وصلوٰۃ کے بعد اس کتاب لطیف میں مَیں نے خلفاء کی تاریخ یعنی امراء المومنین کے حالات کہ جن سے تنظیم امت قائم ہو بیان کی ہے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مسعود سے لیکر اپنے زمانہ کے خلیفہ تک کے حالات علی الترتیب قلم بند کئے ہیں اسی ضمن میں ان کے زمانہ کے عجیب وغریب واقعات اور ان علماء کرام وائمہ عظام کے حالات بھی تحریر کئے ہیں جو ان کے عہد خلافت میں موجود تھے۔ اس کتاب کی تالیف کا سبب یہ ہے کہ ان باتوں کے معلوم کرنے کا شوق ہر خاص وعام میں پایا جاتا ہے۔ اکثر حضرات نے اس مضمون پر کتابیں لکھی تھیں لیکن چونکہ انھوں نے اس میں تفصیل سے کام لیا تھا جو موجب ملال ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ مختلف طبقہ کے شخصوں کا ذکر ایک کتاب میں بیان کیا گیا تھا۔ لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ میں اپنی کتاب میں ہر فرقہ اور ہر طائفہ کی علیحدہ علیحدہ تاریخ لکھدوں تاکہ اس سبب سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہونچے نیز یاد کرنے میں بھی آسانی پیدا ہو۔ علی ہذا میں نے ایک کتاب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے حالات میں لکھی ہے اور ایک کتاب صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے حالات میں شیخ الاسلام ابی الفضل ابن حجر کی کتاب اصابہ سے خلاصہ کرکے لکھی ہے نیز ایک جامع کتاب مفسرین علیہم الرحمۃ کے احوال میں ایک مختصر کتاب طبقات ذہبی سے ملخص کرکے حافظین احادیث کی سوانح میں تالیف کی ہے اور ایک بڑی کتاب نحویوں اور لغویوں کے حالات میں بھی کہ جن کے

بارے میں اس جیسی پہلے کبھی کسی نے نہیں لکھی تھی بنائی ہے۔ اسیطرح ایک کتاب اصولیوں اور ایک
کتاب اولیاء اللہ اور ایک کتاب فرضیین اور ایک کتاب علما علم بیان اور ایک کتاب منشیوں
اور ایک کتاب خوشخطوں کے حالات میں بھی تحریر کی ہے۔ نیز ایک شعرا عرب کہ جن سے عربی میں
سند لیتے ہیں کے حالات میں بھی لکھی ہے۔ مذکورہ بالا تحریر میں اکثر اعیان مخصوص اُمت
آجاتے ہیں۔ رہے فقہا۔ انکے بارے میں بہت سے علما نے کتابیں لکھی ہیں جو کافی ہیں۔ اسی طرح
طبقات الذہبی اہل قرءت کے متعلق کافی ہے۔ مذکورہ بالا لوگوں میں قاضی بھی داخل ہیں جنپر
میں کتابیں لکھ چکا ہوں۔ اب بادشاہوں کے سوا کوئی ایسا خاص طبقہ یا گروہ باقی نہیں رہا۔
نیز ان اخباروں اور حالات معلوم کرنے کا لوگوں میں شوق بھی پایا جاتا ہے۔ بس میں نے خصوصاً
انکے لیے اس کتاب کا لکھنا شروع کر دیا۔

میں نے اس کتاب میں کسی ایسے شخص کا ذکر نہیں کیا جس نے فتنہ و فساد پیدا کرکے خلافت کا
دعویٰ کیا ہو اور ناکام رہا ہو۔ جیسے اکثر علویین اور بہت کم عباسیین گذرے ہیں۔ نہ میں نے
عبیدیین کا ذکر کیا ہے کیوں کہ ان کی امامت ہی چند وجوہ سے غیر صحیح تھی۔ اول یہ کہ وہ
قریشی نہیں تھے۔ عوام جاہلوں نے ان کا فاطمیین نام رکھ دیا تھا ورنہ ان کا دادا جو مورث
اعلیٰ تھا وہ مجوسی تھا۔ دیکھو قاضی عبدالجبار بصری کہتے ہیں کہ خلفاء مصر کے دادا کا نام سعید تھا
اس کا باپ مذہب کا یہودی۔ اور ذات کا لوہار اور نیز گر تھا۔ اور قاضی ابوبکر باقلانی فرماتے
ہیں کہ عبداللہ الملقب بہ مہدی کا دادا جس کا نام قدّاح تھا وہ مجوسی تھا عبیداللہ مغرب میں
آیا اور یہاں آکر اُسنے دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں مگر علماء نسب میں سے کسی نے بھی اسکے
اس دعویٰ کو تسلیم نہیں کیا ہاں جاہلوں نے اس کو فاطمیین کا خطاب دیدیا ابن خلکان لکھتے
ہیں کہ خلفاء مصر کے مورث اعلیٰ المہدی عبیداللہ کے نسب کو اکثر اہل علم نے صحیح نہیں مانا یہاں
تک کہ ایک روز عزیز باللہ بن معز اپنی تخت نشینی کے چند روز بعد جس وقت جمعہ کے روز
ممبر پر چڑھا تو اس نے ان اشعار کو ایک کاغذ پر لکھا ہوا ممبر پر پڑے دیکھا۔ ترجمہ اشعار۔
ہم نے سُنا ہے کہ ایک مکروہ نسب جامع مسجد کے ممبر پر چڑھکر خطبہ میں پڑھا جاتا ہے اگر اپنے
دعوے میں تو سچا ہے تو بتلا کہ ساتویں پشت کے بعد تیرا باپ کون تھا۔ اور اگر تو ہمارے قول کی

تحقیق چاہتا ہے تو تو اپنا حسب و نسب خلیفہ طائع کی طرح بیان کر۔ ورنہ تو اپنے اس چھپے ہوئے نسب کو چھوڑ دے اور کشادہ نسب میں داخل ہو جا اس واسطے کہ انساب بنی ہاشم تو ایسے ہیں کہ بڑے بڑے طامعین کا ہاتھ کوتاہ ہی رہا ہے۔

اسی عزیز باللہ نے ایک اندلس کے اموی خلیفہ کے نام ایک خط بھیجا تھا جس میں اس کو گالیاں دیں اور ہجو کی تھی۔ اموی خلیفہ نے اس کا جواب لکھا کہ حمد و صلوٰۃ کے بعد واضح ہو کہ تو نے ہمارے نسب کو پہچان لیا لہٰذا ہجو کی۔ اگر ہمیں بھی تیرا نسب معلوم ہوتا تو ہم ترکی بہ ترکی جواب دیتے (یہ بھی ہجو ملیح ہے کہ تو گم نام خاندان سے ہے) عزیز کو اگرچہ یہ جواب برا معلوم ہوا مگر اس کا جواب کچھ نہ دے سکا۔ ذہبی کہتے ہیں کہ محققین اس بات پر متفق ہیں کہ عبید اللہ المہدی علوی خاندان سے نہیں تھا۔ ابن طباطبا العلوی نے عبید اللہ سے اس کا حسب و نسب دریافت کیا تو کیا اچھا جواب ملا کہ اس نے اپنی نصف تلوار میان سے باہر کر کے کہا یہ میرا نسب ہے اور حاضرین دربار پر اشرفیاں پھینک کر کہا کہ یہ میرا حسب ہے (حسب دنیاوی عزت)

(۲) اُن کی امامت اور خلافت کے صحیح نہ ہونے کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ ان میں سے اکثر زندیق اور خارج الاسلام بھی تھے بعض سے انبیاء علیہم السلام کی گستاخی کا بھی (العیاذ باللہ) اظہار ہوا بعض نے شراب کو مباح کر دیا بعض نے اپنے لیے سجدہ کا حکم کیا۔ ان میں کا جو اچھا بادشاہ تھا وہ مذہب کا شیعہ اور نہایت خبیث اور لئیم تھا جس نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو گالیاں دینے کا حکم نافذ کر دیا تھا۔ اب ظاہر ہے کہ ایسے لوگوں سے نہ بیعت صحیح ہے نہ ایسوں کی امامت صحیح۔

قاضی ابو بکر باقلانی فرماتے ہیں کہ المہدی عبید اللہ فرقہ باطنی میں ایسا خبیث تھا کہ ملت اسلام کے زوال اور علماء اور فقہاء کے مٹانے اور ان کے قتل کرنے میں بہت زیادہ حریص تھا۔ تاکہ لوگوں کو گمراہ کرنا ممکن ہو۔ اس کی اولاد بھی اسی طریقہ پر چلی۔ اسکی اولاد نے شراب کو مباح کیا۔ زنا کو جائز قرار دیا شیعوں کے مذہب کو ترقی دی۔ ذہبی لکھتے ہیں کہ قائم بن مہدی اپنے باپ سے بھی زیادہ شریر، زندیق اور ملعون تھا اس سے بھی انبیاء علیہم السلام

کی شان میں گستاخی کا اظہار ہوا۔عبیدیین کا زمانہ اسلام کے لئے اہل تاتار سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوا۔

ابوالحسن قابسی کہتے ہیں کہ جن علماء اور عابدین کو محض اس جرم میں کہ وہ صحابہؓ سے محبت کیوں رکھتے ہیں۔ عبید اللہ اور اس کی اولاد نے قتل کیا ہے ان کی تعداد چار ہزار ہے مگر یہ لوگ بھی عجیب ایماندار تھے کہ موت کو ترجیح دی۔ کاش عبید اللہ فقط رافضی ہی ہوتا مگر افسوس وہ تو پورا پورا زندیق تھا۔

قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ابو محمد قیروانی الکیزانی مالکی مذہب کے عالم سے کسی نے دریافت کیا کہ خلفاء مصر کے عقائد قبول کرنے پر اگر کوئی شخص مجبور کیا جائے تو وہ قتل ہونا پسند کرے یا عقائد کو قبول کرے آپ نے جواب دیا کہ قتل ہونے کو اختیار کیا جاتے اور اس امر میں کوئی عذر نہ سنا جائے جو عقائد معلوم ہونے سے پہلے انکے ملک میں آگیا ہو لیکن ان کے عقائد معلوم ہو جانے کے بعد ان کے ملک سے فوراً نکل جانا چاہیئے۔ اور اگر کسی نے معلوم ہو جانے کے باوجود وہیں سکونت اختیار کرلی تو پھر خوف کا عذر سننے کے قابل نہیں ہے اس واسطے کہ جہاں شرع شریف کی بیحرمتی کی جاتی ہو وہاں رہنا ہی جائز نہیں ہے۔ جو شخص فقہاء میں سے ان کی سلطنت میں قیام پذیر ہوئے وہ تو اس خیال سے رہے کہ مسلمانوں کو گمراہی اور فتنہ میں ڈالنے کا انہیں موقع نہ ملے۔

یوسف رُعینی کہتے ہیں کہ قیروان کے علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ بنی عبیدہ کا حال مرتدوں اور زندیقوں جیسا ہے کیونکہ ان سے خلاف شریعت امور ظاہر ہوتے ہیں۔

ابن خلکان کے قول کے موافق یہ لوگ علم غیب کا دعویٰ کرتے تھے یہ اُن کی باتیں بہت مشہور ہیں۔ یہاں تک کہ ایک دفعہ عزیز ممبر پر چڑھا تو اس منبر پر ایک کاغذ ملا جس میں یہ اشعار لکھے تھے۔ ترجمہ اشعار۔

ہم ظلم وجور کی وجہ سے تیری سلطنت اور بادشاہت سے راضی ہو گئے نہ کفر وحماقت کی وجہ سے۔ اگر تجھے علم غیب عطا ہوا ہے تو بتلا کہ ان اشعار کا لکھنے والا کون ہے

ایک عورت نے اس کی طرف ایک قصہ لکھکر بھیجا جس میں اس نے یہ بھی لکھا تھا تجھے اس خدا کی قسم ہے جس نے یشا کی بدولت یہودیوں کو اور ابن نسطور کی ذات سے نصرانیوں کو عزت دی اور مسلمانوں کو تیری ذات سے ذلیل کیا (یشا یہودی شام کا حاکم تھا اور ابن نسطور عیسائی مصر کا) (۳) ان کی خلافت صحیح نہ ہونے کا سبب ایک یہ بھی ہے کہ انہوں نے ایسے وقت میں لوگوں سے بیعت لی جبکہ ایک عباسی خلیفہ جس سے پہلے بیعت کی جاچکی تھی موجود تھا اور یہ ظاہر ہے کہ وقت واحد میں دو اماموں کی بیعت جائز نہیں بلکہ جس سے پہلے بیعت ہوچکی ہو وہ جائز خلیفہ سمجھا جاتا ہے۔

(۴) انھیں میں ایک سبب یہ بھی ہے کہ اس بارے میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے کہ جب خلافت بنی عباس تک پہونچ جاوے گی تو پھر ان سے نہ نکلے گی حتیٰ کہ بنو عباس عیسٰی بن مریم اور مہدی علیہما السلام کو سپرد کردیں گے۔ پس معلوم ہوگیا کہ بنو عباس کے سامنے خلافت کا دعوے کرنے والا خارج اور باغی ہے۔

ان وجوہات کے ہوتے ہوئے میں نے عبیدیین یا اور کسی خارجی کی خلافت یا بادشاہت کا ذکر نہیں کیا بلکہ انھیں خلفاء کا حال کہ جن کی امامت کی صحت اور خلافت وبیعت پر علماء کا اتفاق ہے۔ لکھا ہے۔

اس کتاب کے شروع میں میں نے چند فصلیں لکھی ہیں کہ ان میں مہتم بالشان فوائد ہیں اور جو وقائع غریبہ اور حادثات عجیبہ میں نے اس میں ذکر کئے ہیں ان کو تاریخ حافظ ذہبی سے اقتباس اور ملخص کرکے لکھا ہے۔ اسکی صحت وغیرہ کی ذمہ داری انہیں پر ہے۔ واللہ المستعان

فصل

اس بیان میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو اپنا خلیفہ نہیں بنایا اور اسکے بنانے میں کیا بھید ہے

بزار اپنی مسند میں حضرت حذیفہ سے نقل فرماتے ہیں کہ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ ہم پر کسی کو خلیفہ کیوں نہیں مقرر فرماتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر میں تم پر کسی کو خلیفہ مقرر کردوں اور تم میرے خلیفہ کی نافرمانی کرو تو تم پر عذاب الٰہی نازل ہوجائیگا اور دایت

کیا اس کو حاکم نے مستدرک میں) مگر یہ حدیث ضعیف ہے۔

شیخین یعنی امام بخاریؒ و امام مسلم نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ان کے قاتل نے نیزہ مارا تو لوگوں نے عرض کیا کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجئے۔ آپ نے جواب دیا کہ جو شخص مجھ سے اچھا تھا یعنی ابو بکر صدیقؓ اس نے خلیفہ مقرر کیا تھا مگر میں تم کو یوں ہی چھوڑے جاتا ہوں کیونکہ تم کو اس شخص نے بھی تو یوں ہی چھوڑ دیا تھا جو مجھ سے بہت اچھا تھا۔ یعنی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔

دلائل النبوت میں عمرو بن سفیان سے بیہقی اور امام احمد نے بیان کیا ہے کہ حضرت شیر خدا علی کرم اللہ وجہہ جنگ جمل میں غالب آنے کے بعد خطبہ فرمانے لگے تو آپ نے فرمایا اے لوگو! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امارت کے بارے میں ہم سے کچھ عہد نہیں لیا تھا بلکہ خود ہم نے حضرت ابو بکر صدیق کو خلیفہ مقرر کر لیا تھا۔ آپ نے اچھی طرح خلافت کو انجام دیا یہاں تک کہ اس دار فنا سے دار البقا تشریف لے گئے۔ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے نزدیک بہتری اور مناسب سمجھ کر حضرت عمرؓ کو اس کام کیلئے منتخب فرمایا حضرت عمرؓ نے بھی بہت اچھی طرح خلافت کو استقامت بخشی اور دین اسلام کی بنیادوں کو مضبوط کر دیا۔ پھر بہت سے لوگ دنیا طلبی کرنے لگے تو اللہ جو کچھ چاہے فیصلہ کرے۔ مستدرک میں حاکم نے بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں اس کی تائید کی ہے کہ لوگوں نے حضرت علیؓ سے عرض کیا کہ کیا آپ بھی کسی کو خلیفہ مقرر کریں گے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ خلیفہ مقرر نہیں فرمایا تھا تو میں کیسے مقرر کروں ہاں اگر اللہ تعالیٰ کو لوگوں کی بہتری مقصود ہے تو لوگ خود اپنے میں سے بہتر کو میرے بعد خلیفہ منتخب کر لیں گے جیسے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہترین اُمت کا انتخاب ہو گیا تھا۔

ذہبی کہتے ہیں کہ شیعوں میں جو مشہور ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے واسطے عہد خلافت لیا تھا وہ غلط ہے کیونکہ ہذیل بن شرجبیل نے کہا ہے کہ کیا ہو سکتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لئے

عہد لیتے اور حضرت ابوبکرؓ اس عہد کے خلاف کرتے حضرت ابوبکرؓ تو خود چاہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عہد کسی کے لئے ہوتا تو وہ بھی اس کے ماتحت ہو جاتے (بیہقی) ابن سعد عمر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے غور کر کے یہ بات سوچی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق کو اپنے بجائے امام بنایا تھا پس وہ شخص جسکو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے دین کیلئے انتخاب کیا تھا دنیا کیلئے بھی کافی ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت عثمانؓ کے حق میں فرمایا ہے کہ میرے بعد یہ خلیفہ ہیں مگر حضرت امام بخاریؒ ہی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح نہیں معلوم ہوتی کیونکہ حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ و حضرت عثمانؓ نے خود کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں فرمایا اور حدیث مذکور ابن حبان نے بروایت سفینہ اس طرح روایت کی ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد کی بنیاد رکھی تو پہلا پتھر دستِ مبارک سے رکھا پھر ابوبکر صدیقؓ سے فرمایا کہ تم اپنا پتھر میرے پتھر کے پہلو میں رکھو۔ پھر حضرت عمرؓ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کو فرمایا پھر حضرت عثمانؓ سے حضرت عمرؓ کے پتھر کے پہلو میں رکھنے کو فرمایا پھر ارشاد فرمایا کہ یہی لوگ میرے بعد خلیفہ ہونگے ابوزرعہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے اسناد میں کچھ حرج نہیں نیز اسی کو حاکم نے مستدرک میں بیان کیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں صحیح کہا ہے میں کہتا ہوں کہ اس حدیث اور قول حضرت عمرؓ وغیرہ میں کوئی مخالفت نہیں ہے کیونکہ ان حضرات کا مطلب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خلافت کے متعلق اپنے وصال کے وقت کوئی حکم صراحتاً نہیں بیان فرمایا تھا اور یہ اشارات قبل از وفات جناب کے کئے تھے جیسے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت پر چلو (الحاکم) اور جیسے کہ آنجناب نے فرمایا ہے کہ میرے بعد ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اقتدا کرنا علاوہ انکے اور بھی وہ حدیثیں ہیں جن سے خلافت کا اشارہ نکلتا ہے

فصل

اس بیان میں کہ خلافت اور امامت قریش ہی کیلئے ہے

ابوداؤد طیالسی اپنی مسند میں ابی برزہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا امامت قریش ہی کو سزاوار ہے۔ جب فیصلہ کرتے ہیں عدل کرتے ہیں۔ وعدہ کو پورا کرتے ہیں رحم اگر چاہو مہربانی کرتے ہیں (روایت کیا اس کو طبرانی نے) ترمذی ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حکومت قریش میں۔ قضاء انصار میں اور اذان حبشیوں میں رہنی چاہیئے۔ امام احمد اپنی مسند میں بروایت کثیر بن مرہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ خلافت قریش میں فیصلہ کا کام انصار میں اور بلا نیکا کام حبشیوں میں رہیگا۔ بزار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ خلفاء قریش میں ہونگے دیندار تو دینداروں کے امیر ہوں گے اور بدکار بدکاروں کے۔

فصل

امام احمد فرماتے ہیں کہ سفینہ نے کہا کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ خلافت فقط تیس۳۰ سال تک رہیگی اس کے بعد سلطنت ہو جاوے گی (روایت کیا اس کو اصحاب سنن نے) علما لکھتے ہیں کہ خلفاء اربعہؓ اور امام حسنؓ کے زمانہ تک یہ تیس۳۰ سال پورے ہوگئے۔ بزار بسند ابو عبیدہ بن جراح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دین اسلام کی ابتداء نبوت و رحمت سے ہوئی پھر خلافت و رحمت ہو جائیگی اور اسکے بعد بادشاہت اور جبر و ظلم آجائیگا عبداللہ بن احمد کہتے ہیں کہ جابر بن سمرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ہمیشہ اسلام اور غالب رہیگے جبتک کہ قریش میں سے بارہ خلیفہ نہ گذر لیں (اسکو شیخین نے روایت کیا ہے) اور اس حدیث کے بہت سے طریقے ہیں جنکے الفاظ اس طرح ہیں۔ یہ کام درست رہیگا۔ یہ کام جاری رہیگا (ان دونوں کو احمدؒ نے روایت کیا) امام مسلم کے یہ الفاظ ہیں مسلمان لوگوں کا کام جاری رہے گا۔ یہاں تک کہ بارہ حاکم ان پر ہوں گے انھوں نے ہی اس طرح بھی روایت کیا ہے۔ یہ امر نہیں منقضی ہوگا حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفہ ہو چکیں۔ نیز قوی و محفوظ رہے گا اسلام بارہ خلفاء کے گذرنے تک بزار اس طرح روایت کرتے ہیں میری امت کی حالت ہمیشہ درست رہے گی تاوقتیکہ اس پر بارہ خلفاء نہ گذر جائیں اور وہ سب قریشی ہوں گے۔ ابوداؤد نے اتنا اور اسپر زیادہ کیا ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے

مکان پر واپس تشریف لے آئے تو قریش نے آپکے پاس آ کر دریافت کیا پھر کیا ہوگا؟ تو حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ پھر قتل اور فساد ہوگا۔ ایک روایت میں اس طرح ہے۔ ہمیشہ رہے گا یہ دین درست یہاں تک کہ ہونگے تم پر بارہ خلیفہ کہ جن پر تمام امت کا اجتماع اور اتفاق ہوگا۔ نزدیک احمد اور بزار کے بسند حسنؒ اس طرح ہے کہ ابن مسعودؓ سے دریافت کیا گیا کہ اس امت پر کتنے خلفاء حکمراں ہوں گے۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ ہم نے ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا کہ بارہ ہوں گے جتنے بنی اسرائیل میں نقیب سردار تھے۔ قاضی عیاض فرماتے ہیں کہ ان احادیث یا ان کے ہم معنی احادیث میں بارہ خلفاء سے شاید یہ مراد ہو کہ وہ بارہ خلیفہ خلافت کے غلبہ اور قوت واستقامت اسلام کے زمانہ میں ہوں گے اور اجتماع و اتفاق ایک شخص واحد کی خلافت کیلئے لوگوں میں پایا بھی جاتا ہے کیونکہ اضطراب زمانہ خلافت بنو امیہ میں ولید بن یزید کے وقت سے پیدا ہوا ہے اور یہ اضطراب بنی عباس کے قیام خلافت تک رہا اور بنی عباس کے قیام کے بعد بنو امیہ کا استیصال ہی ہوگیا۔ شیخ اسلام ابن حجر نے شرح صحیح بخاری میں قاضی عیاض کے قول کی نسبت لکھا ہے کہ قاضی عیاض کا قول اس حدیث کے متعلق بہت اچھا ہے کیونکہ بعض صحیح حدیث کے طریق اس کی تائید کرتے ہیں کہ کل لوگوں کا ان پر اتفاق ہو گیا اس کی توضیح یہ ہے کہ مراد اجتماع اور اتفاق سے یہ ہے کہ لوگ ان کی بیعت میں مطیع ہوگئے اور کسی نے حیل وحجت نہیں کی جیسے کہ خود حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ علیؓ کے زمانہ تک ہوا اور قضیہ صفین میں دو حاکموں کا فیصلہ واقع ہوا اس دن معاویہؓ خلیفہ بنگئے اور لوگوں نے پھر حضرت امام حسنؓ سے صلح کے بعد امیر معاویہؓ پر اجتماع کرلیا۔ پھر یزید پر اجتماع ہوا اور امام حسینؓ پر اتفاق نہیں ہوا بلکہ آپ پہلے ہی شہید کر دیئے گئے۔ پھر یزید کے مرنیکے بعد اختلاف پیدا ہوگیا حتیٰ کہ ابن زبیر کے قتل کے بعد عبدالملک بن مروان پر پھر اجتماع ہوگیا اور عبدالملک بن مروان کے بعد اس کی چاروں اولادوں یعنی ولید۔ سلیمان۔ یزید۔ ہشام پر ہوا اور سلیمان اور یزید کے درمیان میں حضرت عمر بن عبدالعزیز پر بھی اجتماع ہوچکا تھا لہذا اس حساب سے خلفاء راشدین کے علاوہ یہ سات خلیفہ ہوئے اور بارہواں ولید بن

یزید بن عبدالملک ہے کہ لوگوں نے اس کے چچا ہشام کے انتقال کے بعد اس پر اجماع کر لیا تھا پھر چار برس کے بعد لوگ اس سے پھر گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور فتنہ و فساد پیدا ہو گیا اور اس وقت سے زمانہ ہی پلٹ گیا اور اس کے بعد پھر کسی خلیفہ کے واسطے اجتماع نہیں ہوا کیونکہ یزید بن ولید اپنے چچا کے بیٹے ولید بن یزید کے خلاف کھڑا ہو گیا مگر یہ بھی دیر تک زندہ نہیں رہا بلکہ اس پر اس کے باپ کے چچا کا بیٹا مروان بن محمد بن مروان غالب آ گیا اور جب یزید مرا تو اس کے بھائی ابراہیم نے سلطنت ہاتھ میں لی مگر اسی مروان نے ابراہیم کو بھی قتل کر ڈالا۔ پھر مروان پر بنو عباس غالب آ گئے اور اس کو قتل کر ڈالا اور بنو عباس میں سب سے پہلا خلیفہ سفاح ہوا مگر اس کا بھی زمانہ نے دیر تک ساتھ نہ دیا اس کے بعد اس کا بھائی منصور خلافت پر بیٹھا اگرچہ اس نے کچھ مدت تک سلطنت کی مگر اس کے ہاتھ سے مغرب اقصیٰ نکل گیا کیونکہ اندلس (اسپین) پر بنو امیہ غلبہ کر گئے اور مدتوں قابض رہے حتیٰ کہ انھوں نے اپنی سلطنت کو خلافت کا لقب دیدیا اور بہت سی خرابیاں واقع ہو گئیں اور خلافت کا نام ہی نام باقی رہ گیا۔ حالانکہ عبدالملک بن مروان کے زمانہ میں مسلمانوں نے مشرق سے مغرب تک غلبہ پالیا تھا۔ اور شرقاً و غرباً خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور تمام شہروں میں بغیر حکم خلیفہ کے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ اندلس کا جدا ہونا اور وہاں برائے نام چند نام نہاد خلفاء کا حکومت کرنا اور انھیں کے ساتھ مصر میں عبیدیوں کا دعویٰ خلافت کرنا زوال خلافت بغداد کے اسباب ہیں۔ نیز علویوں اور خوارج کا اقطار زمین میں دعوئے خلافت کرنا بھی زوال بغداد میں شامل ہے۔ صرف اندلس کے اندر پانچویں صدی میں چھ شخص خلیفہ بنے ہوئے تھے۔ اس تاویل سے غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول میں کہ پھر فتنہ فساد ہوگا یہ ہوسکتی ہے کہ ناحق قتل واقع ہوں گے اور ہمیشہ رہیں گے بلکہ زیادہ ہوتے جائینگے اور ایسا ہی ہوا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ وہ بارہ خلیفہ شروع اسلام سے لے کر قیامت تک ہوں گے اور حق و ہدایت پر عمل کریں گے۔ یہ ضروری نہیں کہ وہ یکے بعد دیگرے ہی ہوں اس تاویل کی تائید مسدد کی اس حدیث سے ہوتی ہے۔ جس کو وہ

اپنی مسند کبیر میں ابو خالد سے لائے ہیں کہ نہیں ہلاک ہوگی یہ اُمت تا وقتیکہ اس میں سے ایسے بارہ خلفاء نہ گذریں جو دین حق اور ہدایت پر چلنے والے ہوں گے اور انہیں میں سے دو آدمی اہل بیت میں سے ہوں گے۔ اس تاویل پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کے کہ پھر فتنہ و فساد ہوگا یہ معنی ہوں گے کہ وہ فتنے خروج دجال سے لے کر زمانہ بعد تک ہوں گے اور قرب قیامت کی خبر دینے والے ہوں گے انتہی میں کہتا ہوں کہ وہ بارہ خلفاء یہ ہیں۔ خلفاء اربعہؓ امام حسنؓ۔ امیر معاویہؓ ابن زبیر۔ عمر بن عبدالعزیز۔ آٹھ تو یہ ہوئے۔ نویں مہتدی کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خلیفہ عباسیوں میں ایسا عادل ہوا ہے جیسے کہ بنی اُمیہ میں عمر بن عبدالعزیز۔ ایسے ہی ظاہر کو بھی شامل کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ وہ بھی بہت ہی بڑا عادل خلیفہ ہوا ہے۔ دو ابھی باقی ہیں۔ ایک ان دونوں میں سے مہدی ہوں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے ہوں گے۔

فصل

ان احادیث میں جو بنی امیہ کی خلافت کو خوفناک بتلانیوالی ہیں

ترمذی کہتے ہیں کہ یوسف بن سعد سے مروی ہے کہ جس وقت امام حسنؓ نے معاویہؓ سے بیعت کرلی تو ایک آدمی کھڑا ہوکر امام حسنؓ سے کہنے لگا کہ تو نے مسلمانوں کو روسیاہ کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا تجھ پر رحمت فرمائے مجھے بُرا نہ کہہ کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شب خواب میں بنو امیہ کو منبر پر دیکھا تو آپ کو بہت ناگوار معلوم ہوا تھا۔ اسی وقت اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ اور اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ نازل ہوئیں یعنی نازل کیا ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں اور تو کیا جانتا ہے کہ کیا ہے رات قدر کی۔ رات قدر کی بہتر ہے ہزار مہینے سے۔ آپکے انتقال کے بعد اے محمد بنو امیہ ہزار مہینے مالک رہیں گے قاسم کہتے ہیں کہ ہم نے حساب لگایا تو امیر معاویہ کی بیعت سے بالکل ہزار ہی مہینے تک ان کی سلطنت رہی کم و بیش

ترمذی کہتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے یہ حدیث قاسم ہی سے مروی ہے۔ اگرچہ وہ ثقہ ہیں مگر ان کے استاد مجہول تھے اسی حدیث کو حاکم نے اپنی مستدرک میں اور ابن جریر نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ حافظ ابوالحجاج کہتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے اور ابن کثیر بھی یہی کہتے ہیں۔ ابن جریر اپنی تفسیر میں جد عباس ابن سہل سے لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی حکم بن عاص کو (بنی اُمیّہ کو خواب میں) دیکھا کہ بندر کی طرح ممبر پر کودتے ہیں۔ آپ کو یہ بہت بُرا معلوم ہوا اس کے بعد آپ وفات شریف تک کبھی مُنہ کھول کر نہیں ہنسے۔ وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِلنَّاسِ کا شان نزول بھی یہی خواب ہے۔ اس حدیث کی اسناد ضعیف ہے لیکن احادیث عبد اللہ بن عمر اور یعلی بن مرہ اور حسین بن علی رضی اللہ عنہم اس حدیث کے شواہد ہیں۔ اس حدیث کو میں نے دیگر طریقوں کے ساتھ کتاب التفسیر والمسند میں نقل کیا ہے۔ نیز کتاب اسباب النزول میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

فصل

اُن احادیث میں جو بنی عباس کی خلافت کی بشارت دینے والی ہیں

بزار نے بسند ابوہریرہ رضی اللہ عنہ لکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم لوگوں میں نبوت اور بادشاہت دونوں ہیں (اس حدیث کی سند میں عامری ضعیف ہے مگر اس کو ابونعیم دلائل النبوت میں اور ابن عدی کامل میں اور ابن عساکر اپنی کتاب میں متعدد طریقوں سے لاتے ہیں) امام ترمذی بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ دوشنبہ کی صبح اپنے بیٹے کو لے کر آپ میرے پاس آئے تاکہ میں ان کیلئے دعا کروں کہ خداوند تعالیٰ آپ اور آپ کی اولاد کو نفع بخشے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ صبح ہی اپنے بیٹے کو کپڑے پہنا کر حضور کی خدمت میں لے گئے آپ نے دعا کی الٰہا العالمین۔ عباس رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹے کی ظاہر اور باطن میں مغفرت کر اور کسی گناہ میں نہ پکڑ۔ اے اللہ ان کی اور ان کی

اولاد کی حفاظت فرما ترمذی اپنی جامع میں اتنا ہی لکھتے ہیں مگر رزین العبیدی نے اس کے آخر میں اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ انکی نسل میں ہماری خلافت کو باقی رکھ۔ میرے نزدیک یہ اور اس سے پہلی حدیث اس بیان میں نہایت درست ہیں۔

طبرانی نے ثوبان سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو مروان کو میں نے اپنے منبر پر باری باری چڑھتے دیکھا تو مجھ کو بُرا معلوم ہوا لیکن جب بنو عباس کو باری باری آتے دیکھا تو مجھے اچھا معلوم ہوا۔ ابونعیم حضرت ابوہریرہؓ کی سند سے حلیہ میں لکھتے ہیں کہ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لاتے تو حضرت عباسؓ سے ملاقات ہوئی آپ نے فرمایا کہ اے ابوالفضل کیا میں تم کو بشارت نہ دوں۔ کہا کہ ضرور دیجئے فرمایا کہ اللہ نے اس امر کو مجھ سے شروع کیا ہے اور آپ کی اولاد پر اس کو ختم کرے گا (اس کی اسناد ضعیف ہے) حضرت علیؓ کی حدیث میں بھی اسی طرح وارد ہوا ہے لیکن اس کی سند اس سے زیادہ ضعیف ہے اور خطیب نے تاریخ میں ابن عباسؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ تم ہی سے یہ امر شروع ہوا اور تم ہی پر ختم ہوگا۔ میں عنقریب ہی اس حدیث پر مع اسکی اسناد کے مہتدی باللہ کے بیان میں بحث کروں گا۔

نیز ایک اور حدیث خطیب نے بسند عمار بن یاسرؓ سے روایت کی ہے اور ابونعیم نے حلیہ میں جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عباسؓ کی اولاد کے بادشاہ میری اُمت کے امیر ہونگے اُنکی وجہ سے اللہ صاحب اس دین کو غلبہ دینگے (سند ضعیف ہے)

بروایت ابن عباسؓ ابونعیم نے دلائل میں لکھا ہے کہ ام الفضل نے مجھ سے حدیث بیان کی کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ جناب نے فرمایا کہ تمہارے پیٹ میں لڑکا ہے۔ جب پیدا ہو تو تم اُس کو لے کر میرے پاس آنا جب پیدا ہوا تو میں اُسے خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوئی آپ نے اس لڑکے کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر فرمائی اور لعاب مبارک اسکے مُنہ میں ڈالا اور عبداللہ نام رکھا اور فرمایا کہ خلفاء کے باپ کو لے جاؤ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضرت عباسؓ سے کیا اُنھوں نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ نے

جواب دیا کہ ہاں جو کچھ میں نے کہا ہے سچ ہے۔ وہ خلفاء کا باپ ہی ہے اسی کی اولاد میں سفاح اور مہدی ہوں گے۔ حتیٰ کہ وہ شخص بھی ہو گا۔ حضرت عیسیٰؑ بن مریمؑ کو نماز پڑھائے گا۔ دیلمی بروایت حضرت عائشہ صدیقہؓ مسند الفردوس میں مرفوعاً بیان کرتے ہیں عنقریب بنی عباسؓ کے ہاتھ میں جھنڈا ہوگا اور اُن کے ہاتھ سے نہیں نکلے گا جب تک وہ حق کو جاری رکھیں گے۔

دار قطنی نے افراد میں بسند ابن عباس لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباسؓ سے فرمایا جب آپکی اولاد سواد عراق میں رہیگی اور سیاہ کپڑے پہننے لگی گی اور اہل خراسان ان کے مددگار رہوں گے تو ہمیشہ انہیں میں حکومت رہیگی۔ یہاں تک کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے (یہ حدیث ضعیف ہے حتیٰ کہ ابن جوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے مگر اس کے شواہد ہیں) طبرانی نے کبیر میں بروایت ام سلمہؓ مرفوعاً لکھا ہے کہ خلافت میرے چچا کے بیٹوں اور میرے باپ کے ہم جدوں میں رہے گی حتےٰ کہ وہ اس کو مسیح علیہ السلام کو سپرد کر دیں گے۔ عقیلی کتاب الضعفاء میں بسند ابو بکرؓ مرفوعاً کہتے ہیں۔ بنی عباسؓ بنی امیہ کے ایک دن کے بدلے دو دن اور ہر مہینے کے بدلے دو مہینے (اُن سے دوگنی) سلطنت کریں گے۔ ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں بیان کیا ہے۔ کیونکہ اس میں ایک راوی بکار بھی ہے جس کو وہ متہم کہتے ہیں۔ حالانکہ بکار کبھی بھی جھوٹ بولنے یا وضع حدیث میں متہم نہیں ہوتے۔ البتہ ابن عدی نے ان کو ضعفاء میں شمار کیا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ چنداں حرج نہیں ہے اور نہ اس حدیث کے معنی کچھ بعید از قیاس ہیں کیونکہ دولت بنی عباس کا زمانہ عروج جبکہ ان کی حکومت ماسوائے مغرب اقصیٰ کے چار دانگ عالم میں مشرق سے مغرب تک تھی ۱۳۰ھ کے کچھ بعد سے شروع ہو کر ۲۹۰ھ تک کے قریب ہے۔ یہاں تک کہ خلافت مقتدر کے سپرد ہوئی اور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑ گیا اور مغرب کا تمام ملک اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور اس کی دولت میں اس کے بعد فساد و اختلاف پیدا ہو گیا جیسا کہ آگے آئے گا اس حساب سے

ان کی دولت اور مملکت کا عروج ایک سو ساٹھ سال سے کچھ زیادہ رہا اور یہ زمانہ بنوامیہ کے عروج کے زمانہ سے دو چند ہے کیونکہ ان کے عروج کا زمانہ بانوے برس ہے ان میں سے نو برس ابن زبیر کی خلافت کے منہا کرنے کے بعد تراسی سال باقی رہتے ہیں جو دولت عباسیہ کے زمانۂ عروج سے نصف ہی (انہیں کو قرآن مجید میں ہزار مہینے فرمایا ہی) اسکے علاوہ اسکی شاہد وہ حدیث بھی ہے جس کو زبیر بن بکار نے موافقیات میں بروایت ابن عباس نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت معاویہؓ سے کہا کہ اگر تم ایک روز حکومت کروگے تو ہم دو روز کریں گے اور اگر تم ایک مہینہ کروگے تو ہم دو مہینے کریں گے اور اگر تم ایک سال کروگے تو ہم دو سال کریں گے۔ زبیر موفقیات میں تحریر فرماتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ سیاہ جھنڈے ہمارے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہل بیت کیواسطے ہیں اور ان کا زوال مغرب کی طرف سے ہوگا۔ تاریخ دمشق میں ابن عساکر لکھتے ہیں کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دفعہ حضرت عباسؓ کے حق میں دعا فرمائی کہ الہا العالمین عباسؓ اور اس کی اولاد کی مدد فرما۔ پھر حضرت عباس کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے چچا جان کیا آپ اس بات کو نہیں جانتے کہ آپ کی اولاد میں سے مہدی موفق نہایت اچھا اور پسندیدہ ہوگا ذکر بھی اس حدیث کے راویوں میں سے وضاع ہے۔ ابن سعد بروایت ابن عباسؓ طبقات میں لکھتے ہیں کہ ایک روز حضرت عباسؓ نے عبدالمطلب کی اولاد کو جمع کیا چونکہ حضرت عباسؓ کو حضرت علیؓ سے کمال محبت تھی اس لئے آپ نے ان سے فرمایا کہ میں تم سے ایک مشورہ کرنا چاہتا ہوں تم سے پہلے اسکا فیصلہ کرنا مجھے پسند نہ ہوا تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں جاکر عرض کرو کہ اگر خلافت ہمارے واسطے نہیں ہے تو ہم آج ہی سے اس کی کچھ پرواہ نہ کریں گے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کیا کہ اے چچا جان بیشک خلافت آپ ہی کیلئے ہے کسی کی کیا مجال نہیں کہ آپ سے چھین سکے۔

فصل

دیلمی مسند الفردوس میں لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

خداوند تعالیٰ جب کسی قوم کو بادشاہت کے واسطے پیدا کرتے ہیں تو اپنا دست قدرت اس کی پیشانی پر پھیر دیتے ہیں (اس کے راویوں میں میسرہ متروک ہے) اس کو دیلمی نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے اور حاکم نے مستدرک میں ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔

فصل

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک کے بیان میں جو خلفا میں آخر وقت تک چلی آئی

سلفی طوریات میں لکھتے ہیں کہ جب کعب بن زہیر نے اپنا وہ قصیدہ جس کا نام (بانت سعاد) تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پڑھا، تو حضور نے اپنی چادر جو اس وقت آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ کعب بن زہیر کی طرف پھینک دی حضرت معاویہؓ نے اپنے زمانہ حکومت میں کعب کو لکھا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک دس ہزار درہم کے عوض میں ہمیں ہدیہ کر دو مگر انھوں نے اس کو منظور نہ کیا جس وقت کعب نے وصال کیا تو حضرت معاویہ نے ان کی اولاد سے وہ چادر بیس ہزار درہم میں خرید لی پھر وہ چادر خلفاء بنی عباسؒ کی طرف منتقل ہو گئی علاوہ سلفی کے اور لوگ بھی اسی طرح کہتے ہیں مگر ذہبی اپنی تاریخ میں یوں لکھتے ہیں کہ یہ چادر نہیں تھی جو حضرت معاویہ نے خریدی تھی بلکہ وہ تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ تبوک میں اہل آیلہ کو بطور نشان امان کے اپنے خط کے ساتھ مرحمت کی تھی پھر وہ تین سو دینار میں سفاح نے خرید لی تھی۔ میرے نزدیک جو چادر معاویہ نے خریدی تھی وہ دولت عباسیہ کے زوال کے وقت گم ہو گئی تھی امام احمد بن حنبلؒ (زہد میں) لکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو چادر وفد کے آنے کے وقت اوڑھ کر نکلتے تھے وہ حضر موتی تھی۔ اس کا طول چار ہاتھ اور عرض دو ہاتھ اور ایک بالشت کا تھا یہی چادر خلفاء کے پاس پہنچی تھی اور بوجہ بوسیدہ ہونے کے ... روں میں لپٹی رہتی تھی خلفاء عیدین میں پہنا کرتے تھے یہ اسی طرح بطور وراثت کے نسلاً بعد نسل خلفا میں چلی آتی تھی خلفا بڑے بڑے جلوسوں میں بطور تبرک کے اس کو کاندھے پر ڈال لیتے تھے۔ کہتے ہیں کہ جب مقتدر فتنہ تتار میں مقتول ہوا تو یہ چادر اوڑھے ہوئے تھا۔ اسکے خون میں آلودہ ہوئی

اور اسی جگہ ضائع ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ہ

فصل

مختلف فوائد میں جن کا ذکر یہاں ایک ہی جگہ اکٹھا مناسب ہے

ابن جوزی لکھتے ہیں کہ صولی نے کہا ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ کو علیحدہ کیا گیا ہے۔ میں نے جو غور کیا تو فی الواقع عجیب بات معلوم ہوئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اول خلیفہ ہیں آپ کے بعد ابوبکرؓ پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ پھر حسنؓ ہیں۔ جو خود علیحدہ ہو گئے۔ پھر معاویہؓ۔ یزید بن معاویہ۔ معاویہ بن یزید۔ مروان۔ عبدالملک بن مروان۔ ابن زبیر ان کو بھی علیحدہ کیا گیا۔ پھر ولید۔ سلیمان۔ عمر بن عبدالعزیز۔ یزید۔ ہشام۔ ولید اس نے بھی علیحدگی کی پھر تو انتظام ہی نہ ہوا اور بنی امیہ کی سلطنت ہی جاتی رہی۔ اس کے بعد سفاح۔ پھر منصور۔ مہدی۔ ہادی۔ رشید۔ امین اس کو علیحدہ کیا گیا۔ پھر مامون۔ معتصم۔ واثق۔ متوکل۔ منتصر۔ مستعین نے علیحدگی کی۔ پھر معتز۔ مہتدی۔ معتمد۔ معتضد۔ مکتفی۔ مقتدر یہ دو مرتبہ علیحدہ ہوئے آخر قتل ہوئے۔ پھر قاہر۔ راضی۔ متقی۔ مستکفی۔ مطیع۔ طائع اس نے بھی علیحدگی کی پھر قادر۔ قائم۔ مقتدی۔ مستظہر۔ مسترشد۔ راشد اس نے بھی علیحدگی کی (ابن جوزی کا یہ آخری کلام ہے)

ذہبی کہتے ہیں کہ چند وجہ ایسی ہیں جن سے یہ بات پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچتی۔ کیونکہ عبدالملک کے بعد ابن زبیر کو بیان کرنا صحیح نہیں ہے۔ بلکہ ابن زبیر پانچویں خلیفہ ہیں اور ان کے بعد عبدالملک خلیفہ ہوئے یا یوں کہنا چاہیئے کہ دونوں مل کر پانچویں خلیفہ تھے۔ یا ایک خلیفہ تھا اور دوسرا خارج کیونکہ ابن زبیر سابق البیعت تھے۔ لہذا عبدالملک کی خلافت ابن زبیر کے قتل کے بعد صحیح ہوئی۔ دوسرے یزید الناقص اور اسکے بھائی ابراہیم کو بھی شمار نہیں کیا حالانکہ ابراہیم علیحدہ ہوا ہے۔ نیز مروان بن محمد بھی شمار نہیں کیا گیا۔ پس اس حساب سے امین نواں خلیفہ ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ مروان کا شمار نہیں کیا گیا یہ اس وجہ سے ہے کہ وہ باغی تھا۔ نیز معاویہ بن یزید بھی باغی تھا کیونکہ ابن زبیر سے لوگوں نے یزید کی موت کے بعد بیعت کی تھی اور معاویہ نے شام میں ان کے

خلاف ہتیار اُٹھائے تھے۔ پس اس حساب سے ان دونوں کو ایک شمار کیا گیا ہے اور یزید ناقص کے بعد جو ابراہیم تخت پر بیٹھا تھا اس کی خلافت تامہ نہ تھی کیونکہ ایک جماعت نے اس سے بیعت کی اور دوسری نے نہیں کی تھی بعض اس کو خلیفہ ہی نہیں کہتے بلکہ اسکو امیر کا خطاب دیتے ہیں۔ نیز اس کی مدت سلطنت ہی کل چالیس یا ستر روز ہیں پس اس حساب سے مروان الحمار چھٹا ہوا کیونکہ وہ معاویہ کے بعد بارہواں خلیفہ تھا اور ابن اس کے بعد چھٹا۔ اصل یہ ہے کہ علیحدگی چھٹے پر ہی موقوف نہیں ہے بلکہ معتز اور قاہر اور متقی اور مستکفی نے بھی علیحدگی کی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ اس میں کچھ حرج نہیں اسواسطے کہ قائل کا مقصود یہ ہے کہ ہر چھٹے خلیفہ کو ضرور علیحدہ کیا گیا ہے۔ یہ ایک بات کے منافی نہیں ہے کہ درمیان میں کسی کو علیحدہ نہیں کیا گیا ہے۔ یہ بھی اعتراض ہے کہ راشد کے بعد مقتفی اور پھر مستنجد مستضی ناصر۔ طاہر مستنصر ہوئے اور مستنصر جو چھٹا تھا اس نے علیحدگی نہیں کی۔ پھر مستعصم خلیفہ ہوا۔ اس کو تاتاریوں نے شہید کر کے خلافت کا خاتمہ کر دیا اس کے بعد ساڑھے تین سال تک کوئی خلیفہ نہیں ہوا۔ پھر مستنصر خلیفہ ہوا مگر وہ دار الخلافت میں نہیں تھا بلکہ اس کی بیعت مصر میں واقع ہوئی تھی مصر سے وہ عراق پہونچکر تاتاریوں سے لڑکر شہید ہوا اور پھر ایک سال تخت خلافت خالی رہا اس کے بعد خلافت مصر میں منتقل ہو گئی یہاں سب سے پہلا خلیفہ حاکم ہوا اس کے بعد مستکفی۔ واثق۔ حاکم۔ معتضد۔ اور متوکل چھٹے خلیفہ کو علیحدہ کیا گیا اس کے بعد مستعصم ہوا۔ پندرہ روز خلیفہ رہ کر ہی علیحدہ کر دیا گیا اس کے بجائے پھر دوبارہ متوکل خلیفہ ہوا اور پھر علیحدہ کیا گیا اور ان کے بعد واثق۔ پھر مستعصم خلیفہ ہوا اور علیحدہ کیا گیا پھر سہ بارہ متوکل ہی ہوا اور مرتے دم تک خلیفہ رہا۔ پھر مستعین۔ معتضد۔ مستکفی۔ قائم ہوئے اور قائم نے جو مستعصم اول و دوم سے چھٹا تھا علیحدہ کیا گیا اس کے بعد مستنجد جو اسوقت خلیفہ ہے تخت خلافت پر متمکن ہوا اور یہ بنی عباس کا اکیاونواں بادشاہ ہے۔

٭ ٭ ٭

دیگر مختلف فوائد

بیان کیا جاتا ہے کہ خلفاء بنی عباس میں ایک شروع کرنے والا ہے دوسرا درمیانی ہے تیسرا آخری ہے۔ چنانچہ منصور شروع کرنے والا اور مامون درمیانی اور معتضد آخری ہے خلفاء بنی عباس سفاح، مہدی اور امین کے علاوہ سب کنیزکوں کی اولاد تھے۔ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب اور امینؒ بن رشید کے سوا کوئی ہاشمی خلیفہ ہاشمیہ کے بطن سے نہیں ہوا (اس کو صولی نے روایت کیا)

علاوہ حضرت علیؓ بن ابی طالب اور علی المکتفی کے کسی خلیفہ کا نام علی نہیں تھا ذہبی میں کہتا ہوں کہ اکثر خلفاء کے نام مفرد ہیں اور مثنی بہت کم البتہ ایک جیسے نام بہت ہیں۔ عبداللہ۔ احمد۔ محمد۔

خلفاء کے نام القاب مستعصم تک جو آخر خلیفہ عراق ہے مفرد ہیں پھر خلفاء مصر میں مکرر رکھے گئے جیسے مستنصر مستکفی، واثق۔ حاکم معتضد متوکل مستعصم مستعین نام مستنجد ان میں سے مستکفی۔ اور معتضد تین کے لقب رکھے گئے اور باقی دو دو کے۔

بنی عباس کے خلفاء میں سے کوئی شخص خلفاء بنی عبید کا ہم لقب نہیں ہوا بجز قائم حاکم۔ ظاہر اور مستنصر کے۔ مہدی اور منصور قبل از وجود بنی عبید کے بنی عباس میں رکھے جا چکے تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ اگر کسی خلیفہ یا بادشاہ کا لقب قاہر ہو تو وہ کامیاب نہیں ہوتا اور نہ کبھی پھولتا پھلتا ہے۔ میرے نزدیک یہی حال مستکفی اور مستعین کے لقب والوں کا بھی ہے۔ دیکھئے بنی عباس میں دو خلیفہ اس نام کے ہوئے دونوں علیحدہ کئے گئے اور نکالے گئے ہاں معتضد بابرکت اور سب سے اچھا لقب ہے۔

اپنے بھتیجے کی جگہ سوائے مقتفی اور مستنصر کے کوئی تخت خلافت پر نہیں بیٹھا مقتفی راشد کے بعد اور مستنصر معتصم کے بعد خلیفہ ہوئے (ذہبی)

ایک باپ کے تین بیٹے یکے بعد دیگرے امین۔ مامون اور معتصم کے علاوہ اولاد ہارون

میں اور مستنصر معتز اور معتمد کے علاوہ اولاد متوکل میں اور راضی مقتفی اور مطیع کے علاوہ ولاد مقتدر میں خلافت پر نہیں بیٹھے۔

کہتے ہیں کہ اولاد عبدالملک میں چار بیٹے تخت پر بیٹھے جس کی نظیر خلفاء میں نہیں ملتی البتہ بادشاہوں میں ملتی ہے مگر میں کہتا ہوں کہ اس کی نظیر خلفاء میں بھی ملتی ہو دیکھئے متوکل کی اولاد سے چار نہیں بلکہ پانچ ہوئے مستعین، معتضد، مستکفی۔ قائم، مستنجد، ہمارے اس زمانہ کے خلیفہ اپنے والد کی حیات میں سوائے حضرت ابوبکر صدیق رضی اور ابوبکر الطائع بن مطیع کے کوئی خلیفہ نہیں ہوا چونکہ ابوبکر الطائع کے باپ کو فالج پڑ گیا تھا اس لئے اُسنے خوشی سے اپنے بیٹے کو خلیفہ کیا۔

علماء کہتے ہیں کہ جو شخص اپنے باپ کی زندگی میں خلافت کا متولی ہوا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی ہیں۔ انھوں نے ہی اپنا ولیعہد مقرر کیا اور سب سے اول بیت المال بنایا اور قرآن شریف کو مصحف کا خطاب دیا وہ شخص جو سب سے اول امیر المومنین کہلایا اور درّہ ایجاد کیا سنہ ہجری جاری کیا تراویح پڑھنے کا حکم دیا۔ دیوان خانہ تعمیر کرایا حضرت عمر فاروق رضی ہیں۔

جس نے سب سے پہلے چراگاہیں مقرر کیں۔ جاگیریں خوب دیں جمعہ میں پہلی اذان پڑھوائی موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خطبہ پر کپکپی کی وجہ سے قادر نہ ہو سکے۔ پولیس مقرر کی وہ حضرت عثمان غنی رضی ہیں۔

جس نے سب سے پہلے اپنی زندگی میں اپنے بیٹے کو ولیعہد مقرر کیا اور اپنی خدمت کیلئے خواجہ سرا رکھے وہ حضرت معاویہ ہیں۔

جس کے دربار میں سب سے پہلے دشمن کا سر کٹ کے آیا۔	عبداللہ ابن زبیر ہیں۔
جس نے سب سے پہلے اپنا نام سکّہ پر درج کرایا۔	عبدالملک بن مروان ہیں۔
جس شخص نے سب سے پہلے اپنا نام لیکر پکارنیکو منع کیا۔	ولید بن عبدالملک ہیں۔
جنھوں نے سب سے اول القاب کا اختراع کیا۔	خلفاء بنی عباس ہیں۔

ابن فضل اللہ کہتے ہیں کہ بعض نے کہا ہے کہ بنی عباس کی طرح بنو اُمیہ نے بھی القاب مقرر کر رکھے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ بعض مورخین نے لکھا ہے کہ معاویہ کا لقب الناصر لدین

اللہ اور یزید کا المستنصر اور معاویہ بن یزید کا الراجع الی الحق اور مروان کا المؤتمن باللہ تھا۔اسی طرح عبدالملک کا الموفق لامراللہ۔اس کے بیٹے ولید کا المنتقم باللہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کا المعصوم باللہ۔یزید بن عبدالملک کا القادر بصنع اللہ اور یزید ناقص کا الشاکر لانعم اللہ تھا۔

جس کے عہد میں زبانیں مختلف ہوئیں وہ سفاح ہے۔

جس نے سب سے پہلے نجومیوں کو بلایا اور ان کے کہنے پر عمل کیا اپنے غلاموں کو حاکم بنایا اور ان کو عرب والوں سے مقدم کیا وہ منصور ہے۔

جس نے سب سے اول غیر مذاہب کے رد میں کتابیں لکھوائیں وہ مہدی ہے۔

جس نے سب سے اول جلو میں تلواریں اور نیزے وغیرہ لیکر سپاہیوں کو چلایا وہ ہادی ہے۔

جس نے سب سے اول گیند بلا یعنی چوگان کھیلا رشید ہے۔

جس خلیفہ کو سب سے پہلے لقب کے ساتھ پکارا گیا اور جو سب سے پہلے لقب کے ساتھ لکھا گیا۔امین ہے۔

جس نے سب سے پہلے ترکوں کو دیوان میں جگہ دی معتصم ہے۔

جس نے سب سے اول ذمی کافروں کا لباس خاص مقرر کیا۔متوکل ہے

جس کو سب سے پہلے ترکوں نے جبراً شہید کیا متوکل ہے اور اسی واقعہ سے ظاہر ہوگئی تصدیق حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کی جسکو طبرانی نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم ترکوں کو اس سے پہلے چھوڑ دو کہ وہ تم کو چھوڑیں کیونکہ سب سے اول وہی ہوں گے جو میری اُمت کی بادشاہی اور خدائی نعمتیں چھین لیں گے۔

جس نے سب سے اول چوڑی آستین اور چھوٹی ٹوپیاں استعمال کیں وہ مستعین ہے۔

جس نے سب سے اول گھوڑوں کو سونے کا زیور پہنایا وہ معتز ہے۔

جس پر سب سے اول جبر وقہر کیا گیا معتمد ہے۔اسکے تمام تصرفات کو رد کر دیا گیا تھا اور پہرہ دار مقرر کر دیئے گئے۔جو سب سے پہلے بچپن میں خلیفہ بنایا گیا۔مقتدر ہے۔

سب سے آخر خلیفہ جو تدبیر لشکر اور اموال سے الگ کیا گیا۔ راضی ہے یہی آخری خلیفہ ہے جس کے شعر لکھے ہوئے موجود ہیں اسی نے خطبہ پڑھا اور ہمیشہ لوگوں کو نماز پڑھاتا رہا اور یہی وہ خلیفہ ہے جس نے اپنے ہمنشینوں اور ندیموں کو اپنے سامنے بٹھایا اور یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس کا وظیفہ جاگیر۔ خدام۔ کنیزیں۔ خزانہ مطبخ۔ کھانا پینا مجلس اور نگہبان پہلے خلفاء راشدین کی طرح تھا یہی وہ آخر خلیفہ ہے جس نے خلفاء راشدین کی وضع میں سفر کیا۔

اول جس کے نام سے القاب مکرر ہوئے وہ مستنصر ہے جو مستعصم کے بعد خلیفہ ہوا۔

اوائل عسکری میں ہے کہ جو شخص سب سے اول اپنی والدہ مکرمہ کی حیات میں خلیفہ ہوا وہ حضرت عثمان غنی ہیں۔ پھر ہادی رشید۔ امین متوکل مستنصر مستعین معتز۔ معتضد مطیع میں کوئی خلیفہ بھی سوائے ابوبکر صدیق اور الطائع کے اپنی والدہ کی زندگی میں تخت نشین نہیں ہوا تعولی کہتے ہیں کہ کوئی عورت سوائے والدہ ولید و سلیمان پسران عبدالملک کے اور شاہین والدہ یزید ناقص وابراہیم کے اور خیزران والدہ ہادی ورشید کے ایسی نہیں ہوئی جس کے بطن سے دو خلیفہ پیدا ہوئے ہوں مگر میں کہتا ہوں کہ اسی میں والدہ عباس و حمزہ اور والدہ داؤد و سلیمان کو بھی شامل کرنا چاہیئے وہ داؤد و سلیمان جو متوکل اخیر کی اولاد سے تھے

ف۱ عبیدیوں میں خلافت سے ملقب چودہ اشخاص ہوئے ہیں۔ ان میں سے تین آدمی یعنی مہدی۔ قائم اور منصور مغرب میں اور گیارہ آدمی یعنی معز۔ عزیز۔ حاکم۔ ظاہر مستنصر مستعلی آمر۔ حافظ۔ ظافر۔ فائز۔ عاضد مصر میں۔ ابتدا سلطنت ان کی ۲۹۰ھ کے کچھ بعد ہوئی اور زوال سلطنت ۵۶۷ھ میں ہو گیا ف۲ ذہبی کہتے ہیں کہ ان کی سلطنت گویا مجوسیوں اور یہودیوں کی سلطنت تھی نہ علویوں کی اور باطنیہ چونکہ فاطمیت نہ تھے اس لئے ان کی سلطنت کو بھی خلافت نہیں کہہ سکتے ف۳ مغرب میں بنو امیہ میں سے جنھوں نے خلافت کی وہ عبیدین سے شریعت و سنت عدل و فضل و علم و جہاد وغیرہ میں بدرجہا بہتر تھے یہ لوگ بکثرت ہوتے حتیٰ کہ انہیں سے چھ شخص ایک ہی وقت میں اندلس کے خلیفہ کے لقب سے مخاطب تھے۔

بہت سے متقدمین علماء نے خلفاء کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں۔ منجملہ ان کے نفطویہ نحوی نے دو جلدوں میں ایک تاریخ لکھی ہے اور اس میں انھوں نے قاہر کے زمانہ تک کا حال بیان کیا ہے صولی نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے جو محض عباسیوں کی تاریخ ہے وہ میں نے دیکھی ہے وہ بھی قاہر کے زمانہ تک ہے۔ ابن جوزی نے بھی صرف عباسیوں کی ہی تاریخ لکھی ہے۔ اس میں ناصر کے زمانہ تک کا حال ہے۔ اسے بھی میں نے دیکھا ہے۔ ابوالفضل احمد بن ابوطاہر المروزی جن کی وفات ۲۸۰ھ میں ہوئی (یہ نہایت زبردست شاعر اور کاتب تھے) انہوں نے بھی ایک تاریخ لکھی ہے نیز ایک تاریخ بنی العباس کی امیر ابی موسیٰ ہارون بن محمد العباسی نے بھی لکھی ہے فائدہ خطیب لکھتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ بن عفان اور مامون کے سوا کوئی خلیفہ حافظ قرآن نہیں ہوا لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ حصر غلط ہے بلکہ صحیح یہ ہے ابوبکر صدیقؓ بھی حافظ قرآن تھے۔ اسکی تصریح ایک جماعت مورخین نے کی ہے اور نووی نے اپنی تہذیب میں لکھا ہے نیز حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھی بعد از وفات حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام قرآن شریف حفظ کیا تھا فائدہ ابن الساعی کہتے ہیں کہ خلیفہ ظاہر کی بیعت لینے کے وقت میں موجود تھا ظاہر سفید کپڑے پہنے ہوئے چھتری کے نیچے بیٹھا ہوا تھا اُسنے اپنی چادر تو اوڑھ رکھی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر شانوں پر ڈال رکھی تھی۔ وزیر سامنے منبر پہ اور دارو غہ زینہ پر کھڑے تھے۔ لوگوں سے ان لفظوں سے بیعت دے رہا تھا کہ میں اپنے سردار مولا امام جس کی اطاعت اور فرمانبرداری تمام دنیا پر فرض ہے جن کا نام نامی ابوالنصر محمد ظاہر بامر اللہ ہے کے ہاتھ پر قرآن مجید اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اجتہاد امیر المومنین کے لئے بیعت کرتا ہوں نیز یہ کہ اس کے سوا اور کوئی خلیفہ نہیں ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ کا نام نامی عبداللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن

کعب بن لوی بن غالب القرشی تیمی ہے آپ نسب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مرہ بن کعب سے ملتے ہیں۔ نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اسم مبارک عبداللہ مشہور تھا اور یہی صحیح ہے۔ بعضوں نے کہا ہے کہ آپ کا نام عتیق تھا لیکن تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ یہ آپ کا لقب تھا نام نہیں تھا کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ آپ آتش دوزخ سے عتیق یعنی آزاد ہیں (روایت کیا اسکو ترمذی نے) بعض کہتے ہیں کہ آپ حسن وجمال کی وجہ سے عتیق کے لقب سے ملقب ہوئے (عتیق کے معنی حسن و جمال کے ہیں) بعض قائل ہیں کہ چونکہ آپ کے نسب میں کوئی بات قابل عیب نہیں تھی سو اسطے آپ کو عتیق کہتے تھے۔ مصعب بن زبیر وغیرہ لکھتے ہیں کہ اس پر تمام اُمت کا اتفاق ہے کہ آپکا لقب صدیق ہے کیونکہ آپ نے بے خوف اور نڈر ہو کر حضور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی تصدیق کی اور اسی پر مضبوط رہے۔ آپ سے کبھی بھی کسی امر میں ترش روئی سرزد نہیں ہوئی اسلام میں جناب کا درجہ سب سے اعلیٰ اور بلند ہے صدیق کا لقب ملنے میں معراج کا بھی قصہ مشہور ہے کہ آپ نے کافروں کے جواب میں ثابت قدمی دکھلائی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کی تصدیق فرمائی۔

آقائے نامدار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کا ہجرت کرنا اہل وعیال کو چھوڑنا۔ غار اور تمام راستہ میں اپنے آقا کی خدمت بجالانا بلکہ اپنے اوپر لازم کرلینا جنگ بدر میں کلام کرنا۔ حدیبیہ میں جو بوجہ مکہ شریف میں نہ داخل ہونے کے لوگوں میں شبہ پڑگیا تھا اس کو دور کرنا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر کہ اللہ صاحب نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا ہے کہ وہ دُنیا وآخرت میں جسے چاہے پسند کرلے رو پڑنا۔ وفات حسرت آیات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ثابت قدم رہنا۔ لوگوں میں خطبہ کے ذریعہ اس وقت تسکین پیدا کرنا مسلمانوں کی مصلحت کی وجہ سے خلافت کے لئے تیار ہوجانا۔ پھر اسامہ بن زید کو لشکر دے کر شام کی طرف بھیجنا اور اس سے نہ ہٹنا۔ مرتدوں سے ایسے نازک وقت میں لڑائی کے لئے کھڑے ہوجانا۔ صحابہ کو قائل کردینا۔ صحابہ کا شرح صدر کرکے اُن کو حق دکھلا دینا

شام کو فتح کرنا۔ لشکر شام کو مدد پہونچانا آپ کے اس مناقب اور اجل فضائل میں سے حضرت عمر فاروق رضؓ کو خلیفہ بنانا بہت بڑی فضیلت رکھتا ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ جناب کے فضائل اور مناقب لا تعداد ہیں جو اس مختصر میں نہیں سما سکتے (یہ نووی کا کلام ہے) میرا ارادہ ہے کہ میں حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کے حالات اپنی معلومات کے موافق ذرا تفصیل سے لکھوں اس لئے اس باب میں کئی فصلیں کرتا ہوں۔

فصل

آپ کے اسم و لقب میں جس کا اشارہ اُوپر کیا جا چکا ہے

ابن کثیر کہتے ہیں اس بات پر اتفاق ہے کہ آپ کا نام عبداللہ بن عثمان ہے مگر ابن سعد ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا اسم شریف عتیق تھا۔ صحیح یہ ہے کہ آپ کا عتیق لقب تھا اس میں اختلاف ہے کہ آپ کا یہ لقب کب اور کس وجہ سے ہوا۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ کے حسن و جمال کی وجہ سے یہ لقب ہوا (اس کو لیث بن سعد اور احمد بن حنبل وغیرہ نے روایت کیا ہے) ابونعیم لکھتے ہیں یہ لقب اس وجہ سے ہوا کہ نیک کام میں آپ سب سے پیش رہتے تھے۔ بعض نے بیان کیا ہے کہ یہ لقب اس وجہ سے پڑا کہ آپ کے نسب میں ایسا شخص کوئی نہیں گذرا جس پر کوئی عیب لگایا گیا ہو۔ بعض کا قول ہے کہ اول آپ کا نام عتیق رکھا گیا تھا پھر عبداللہ نام ہو گیا۔

طبرانی قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا اسم مبارک حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ سے دریافت کیا حضرت عائشہ رضؓ نے فرمایا کہ عبداللہ۔ عرض کیا کہ لوگ تو عتیق کہتے ہیں۔ فرمایا کہ ابو قحافہ کی تین اولاد تھیں۔ عتیق مُعتَق معَیق۔ ابن مندہ اور ابن عساکر موسیٰ بن طلحہ سے لائے ہیں کہ میں نے ابو طلحہ سے دریافت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کا نام عتیق کیوں رکھا گیا۔ آپ نے جواب دیا کہ ان کی والدہ ماجدہ کی اولاد چونکہ زندہ نہیں رہتی تھی جس وقت آپ پیدا ہوئے تو آپ کی والدہ آپ کو لیکر خانہ کعبہ میں گئیں اور عرض کیا۔ الٰہی! یہ ننھا بچہ موت سے عتیق (آزاد) کر کے مجھے عطا کر دے۔

طبرانی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آپ کا نام بوجہ آپ کی حسن صورت کے عتیق رکھا گیا ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کا نام ان کے گھر والوں نے تو عبداللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق بہت زیادہ مشہور ہوگیا۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ کا نام نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عتیق رکھدیا تھا۔ چنانچہ۔

ابو یعلی اپنی مسند میں اور ابن سعد اور حاکم حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں ایک روز اپنے مکان میں تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے ساتھ صحن مکان میں تشریف رکھتے تھے۔ میرے اور آپ کے درمیان میں ایک پردہ حائل تھا کہ اچانک حضرت ابوبکرؓ تشریف لے آئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دوزخ کی آگ سے آزاد شخص کو دیکھنا چاہے وہ ابوبکرؓ کو دیکھ لے۔ ان کا نام ان کے خاندان والوں نے تو عبداللہ ہی رکھا تھا مگر عتیق مشہور ہوگیا۔ ترمذی اور حاکم حضرت عائشہؓ سے لائے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے تو آپ نے فرمایا کہ اے ابوبکر تم نار دوزخ سے خدا کے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اسی روز سے آپ کا نام عتیق ہوگیا۔ عبداللہ ابن زبیر کی سند سے بزار اور طبرانی نے بیان کیا ہے کہ صدیق اکبرؓ کا نام عبداللہ تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ تم آتش دوزخ سے آزاد کئے ہوئے ہو۔ اسی روز سے ان کا نام عتیق پڑگیا۔ باقی صدیق جو آپ کا لقب ہے سو زمانہ جاہلیت میں ہی یہ لقب پڑگیا تھا کیونکہ آپ ہمیشہ سچ ہی بولا کرتے تھے (اسکو ابن مسدی نے لکھا ہے) یہ بھی کہتے ہیں کہ چونکہ آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبروں کی تصدیق میں مبادرت کیا کرتے تھے۔ ابن اسحٰق بروایت حسنؒ بصری کہتے ہیں کہ شب معراج کے دوسرے دن سے آپ کا یہ لقب ہوا۔ حاکم نے مستدرک میں حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ مشرکین حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگے کہ آپ کو کچھ خبر بھی ہے کہ آپکے دوست کہتے ہیں کہ میں رات کو بیت المقدس پہونچایا گیا۔ آپ نے کہا کیا وہ ایسا فرماتے ہیں؟ مشرکین نے کہا ہاں۔ حضرت ابوبکر نے کہا کہ حضورؐ نے سچ فرمایا آپ اس سے بھی بہت دور آسمانوں کی صبح وشام خبر دیتے ہیں تو بھی میں ان کی تصدیق کرتا ہوں۔ اسی وجہ سے

آپ کا لقب صدیق ہو گیا۔ یہی حدیث حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ سے بھی ابن عساکر نے بیان کی ہے (اور اصبہانی نے روایت کیا ہے اس کو طبرانی نے) سعید بن منصور اپنی مسند میں کہتے ہیں کہ شب معراج میں واپسی کے وقت جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذی طوی کے مقام پر پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ اے جبرئیل میری قوم میری تصدیق نہیں کرے گی۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ آپ کی تصدیق ابوبکر کریں گے وہ صدیق ہیں۔ طبرانی نے اوسط میں اور حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے کہ ابن اسیرہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا یا امیرالمومنین کچھ حضرت ابوبکرؓ کے حال کی خبر دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ وہ ہستی ہے جسکا نام اللہ نے جبرئیل اور حضرتؐ کی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے صدیق رکھا وہ نماز میں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ تھے جس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دینی معاملات میں خوش ہوئے ہم اپنی دنیا کے لئے بھی اس سے راضی ہو گئے۔ دارقطنی اور حاکم نے ابویحیٰی سے روایت کی ہے میں نے لاتعداد مرتبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو برسر منبر کہتے ہوئے سنا ہے کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان سے حضرت ابوبکرؓ کا نام صدیق رکھا ہے طبرانی حکیم بن سعد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایک دفعہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ حضرت ابوبکرؓ کا نام اللہ نے آسمان سے نازل کیا ہے۔ حدیث احد میں موجود ہے کہ جب احد پہاڑ ہلنے لگا تو فرمایا ٹھہر جا کیونکہ تجھ پر صرف صدیق اور شہید ہیں۔ حضرت صدیق اکبر کی والدہ ماجدہ آپکے والد بزرگوار کے چچا کی بیٹی تھیں جن کا نام سلمیٰ بنت صخر بن عامر بن کعب اور کنیت ام الخیر تھی زہری کہتے ہیں اس کو ابن عساکر نے روایت کیا ہے)

فصل

آپ کی پیدائش اور پرورش گاہ کے بیان میں

جناب حضرت ابوبکر صدیق پیدائش رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے دو برس اور چند مہینے پیچھے پیدا ہوئے اور جب آپکا انتقال ہوا تو آپکی عمر تریسٹھ سال کی تھی۔ عبید بن خباط یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ سے فرمایا کہ تم بڑے ہو یا میں ابوبکر صدیق نے عرض کیا کہ بڑے تو آپ ہی ہیں مگر عمر میری ہی زیادہ ہے اور مرسل حدیث بہت ہی غریب ہے

اور دراصل صحیح اس کا اُلٹا ہے ہاں حضرت عباسؓ کی بابت یہ بات ٹھیک ہے۔ آپ نے مکہ معظمہ میں ہی پرورش پائی اور سوائے ضروریات تجارت کے آپ کبھی مکہ معظمہ سے باہر نہیں نکلے اپنی قوم میں آپ بڑے مالدار با مرّوت نیکی وسلوک کرنے والے اور معزز سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ ابن الدغنہ نے کہا تھا کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور سچ بولنا۔ مجبوروں کا کام کرنا۔ مصیبت زدہ کی مدد کرنا اور مہمانوں کی ضیافت کرنا آپ کی عادت ہے نووی لکھتے ہیں کہ آپ زمانہ جاہلیت میں قریش کے رؤسا میں شمار ہوتے تھے اور قریش آپ سے مشورے لیا کرتے تھے۔ آپ سے وہ لوگ بیحد محبت رکھتے تھے اور آپ بھی ان کے معاملات کی خوب خبر رکھتے تھے جب اسلام میں داخل ہوئے تو بالکل اسلام کے ہی ہو گئے زبیر ابن بکار اور ابن عساکر لکھتے ہیں کہ آپ قریش کے ان گیارہ اشخاص میں سے ہیں جن کو زمانہ جاہلیت اور اسلام دونوں میں شرف حاصل رہا ہے۔ آپ زمانہ جاہلیت میں خون بہا اور جرمانہ کے مقدمات فیصل فرمایا کرتے تھے کیونکہ قریش میں کوئی بادشاہ نہیں تھا کہ سب کاموں کی باگ ڈور اُس کے ہاتھ میں ہو۔ بلکہ ہر قبیلہ کے رئیس کے ذمہ ایک مقرر کام ہوتا تھا چنانچہ بنی ہاشم کے متعلق حاجیوں کو پانی پلانا اور اُن کے خورد و نوش میں امداد کرنا تھا یعنی کوئی شخص حاجیوں کو ان کے سوا کھانا پینا نہیں دے سکتا تھا۔ اگر کوئی دیتا تو انھیں کے کھانے اور پانی میں سے دیتا تھا۔ اور بنی عبدالدار کے ذمہ حجابت۔ علمبرداری اور مجلس شوریٰ کا کام تھا۔ یعنی بغیر ان کے حکم کے بیت اللہ میں کوئی نہیں جا سکتا تھا تا وقتیکہ بنی عبدالدار نہ جھنڈا دیں جنگ نہیں ہو سکتی تھی اور مجلس شوریٰ کعبہ کے دار الندوہ میں ہوتی تھی اور کعبہ انہیں کے قبضہ میں تھا۔

فصل

حضرت ابوبکرؓ زمانہ جاہلیت میں بھی بہت بڑے متقی تھے

ابن عساکر حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جاہلیت یا اسلام میں کبھی شعر نہیں کہا اور آپ نے اور حضرت عثمانؓ نے زمانہ جاہلیت میں ہی شراب ترک کر دی تھی۔ ابو نعیم۔ حضرت عائشہؓ سے لائے ہیں کہ آپ نے جاہلیت ہی میں اپنے اوپر شراب حرام کر لی تھی۔ ابن عساکر عبد اللہ بن زبیرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ نے

کبھی شعر نہیں کہے۔ ابن عساکر ہی کہتے ہیں کہ صحابہ کے ایک مجمع میں کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ بھلا کبھی آپ نے شراب پی ہے آپ نے اللہ سے پناہ مانگ کر فرمایا کبھی نہیں۔ اس نے پھر کہا کہ کیوں۔ آپ نے جواب دیا تاکہ عزت برباد اور مروت زائل نہ ہو کیونکہ شراب پینے سے عزت اور مروت جاتی رہتی ہے۔ یہ خبر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچی تو حضورؐ نے دو مرتبہ ارشاد فرمایا ابو بکرؓ سچ کہتے ہیں۔ یہ حدیث سند اور متن کے اعتبار نہایت ہی غریب ہے۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپکا رنگ گورا چھٹہ چھریرا بدن اور رخسار مبارک ذرا پچکے ہوئے تھے قد جھکا ہوا تھا آپکا پائجامہ نیچے کو کھسک جاتا تھا چہرہ کی رگیں ظاہر تھیں، آنکھیں نیچی رکھتے تھے۔ بلند پیشانی تھی۔ انگلیوں کی جڑیں گوشت سے خالی تھیں آپ مہندی اور کسم (کسنبہ) کا خضاب کیا کرتے تھے حضرت انسؓ سے مروی ہے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو سوائے حضرت ابو بکر صدیق کے کسی کی ڈاڑھی سیاہ سفید نہیں ہوئی تھی اسوجہ سے آپ مہندی اور کسم سے خضاب کرنے لگے۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے اسلام لانیکے بیان میں

ترمذی اور ابن حبان ابی سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ نے بوقت تقضیہ خلافت ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم سب سے خلافت کا زیادہ حقدار نہیں؟ کیا میں سب سے پہلے اسلام نہیں لایا ہوں؟ وغیرہ وغیرہ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے (روایت کیا اسکو ابن عساکر نے) زید بن ارقم کہتے ہیں کہ جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ سب سے پہلے نماز پڑھی وہ حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ سب سے پہلے اسلام لائے شعبی فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے عرض کیا کہ سب سے پہلے کون مسلمان ہوا

آپ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ اور کیا تو نے حسان کے یہ اشعار نہیں سنے (ترجمہ) جب تو کسی نیک آدمی کا رنج والم یاد کرے تو حضرت ابوبکرؓ کے کاموں کو بھی یاد کرنا آپ دنیا میں سب سے بہتر پرہیزگار، عادل وفادار تھے۔ اپنی کوشش سے لوگوں کو پاک کر گئے۔ آپ بارگاہ خداوندی کی طرف قصد کرنیوالے اور غار حرا میں اپنے آقا کے ساتھ رہنے والے اور آپ ہی سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کرنیوالے تھے (انتہیٰ) (طبرانی) فرات بن سائب نے میمون بن مہران سے پوچھا کہ آپکے نزدیک حضرت علیؓ افضل ہیں یا حضرت ابوبکرؓ آپ سخت غصہ سے کانپ گئے اور فرمایا مجھے معلوم نہیں تھا کہ میں اسی وقت تک زندہ رہونگا کہ جس میں ان دونوں کے موازنہ کرنیکا وقت آئے دونوں اچھے اور دونوں اسلام کیلئے بمنزلہ سر کے تھے۔ پھر دریافت کیا حضرت ابوبکرؓ پہلے مسلمان ہوئے تھے یا حضرت علیؓ آپ نے جواب دیا ابوبکر بحیرہ راہب کے زمانہ میں اسلام لاچکے تھے اور حضرت خدیجہ سے نکاح کی بابت بھی انھوں نے بہت کوشش کی تھی حالانکہ حضرت علی اسوقت تک پیدا بھی نہیں ہوئے تھے (ابونعیم) بکثرت صحابہ اور تابعین کا قول ہے کہ آپ کل صحابہ سے پہلے ایمان لائے تھے بلکہ بعضوں نے دعویٰ کیا ہے کہ آپ کی سبقت اسلام پر اجماع ہے یہ بھی کہا گیا ہے کہ پہلے حضرت علی ایمان لائے بعض کا قول ہے کہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ پہلے ایمان لائیں۔ ان اقوال کی تطبیق اس طرح ہے کہ مردوں میں اول حضرت ابوبکر لڑکوں میں حضرت علیؓ عورتوں میں حضرت خدیجۃ الکبریٰ ایمان لائیں یہ توجیہ سب سے اول حضرت مولانا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے کی ہے سالم بن جعد نے حضرت محمد بن حنفیہ سے دریافت کیا کہ کیا حضرت ابوبکر سب سے پہلے ایمان لائے ہیں آپ نے فرمایا نہیں عرض کیا تو پھر حضرت ابوبکر کیوں اسقدر مشہور ہوگئے کہ اُنکے سوا کسی کا ذکر ہی نہیں ہوتا آپ نے فرمایا اسلئے کہ جسوقت سے حضرت ابوبکر مسلمان ہوئے مرتے دم تک تمام مسلمانوں میں افضل رہے (روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے) محمد بن سعد نے اپنے والد سے دریافت کیا کہ کیا آپ سب میں پہلے حضرت ابوبکر صدیق ایمان لائے تھے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ حضرت ابوبکرؓ کا اسلام ہم سب میں اچھا تھا۔ اور ان سے پہلے پانچ سے زیادہ آدمی مسلمان ہوچکے تھے (ابن عساکر) ابن کثیر کہتے ہیں ظاہر یہی ہے کہ سب سے اول ایمان حضورؐ پر آپ کے اہل بیت لائے تھے۔ یعنی ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ آپکے غلام زید اور زید کی بیوی ام ایمن اور حضرت علیؓ اور ورقہ۔ حضرت ابوبکر صدیق خود فرماتے

ہیں کہ ایک مرتبہ کعبۃ اللہ کے قریب بیٹھا تھا اور زید بن عمرو بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں اُمیہ بن ابی الصلت آیا اور مزاج پرسی کے بعد کہنے لگا کیا تم نے پالیا زید ابن عمرو نے کہا نہیں تب اُمیہ نے شعر کہا جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے دین کے سوا تمام دین قیامت میں برباد ہونگے۔ پھر کہا جس نبی کا انتظار ہے وہ ہم میں ہوگا یا تم میں۔ میں نے اس سے پہلے نبی موعود کا ذکر چونکہ کبھی نہیں سُنا تھا چلئیں ورقہ بن نوفل کے پاس آیا۔ یہ شخص اکثر آسمان کی طرف دیکھتا رہتا تھا۔ اور اسکے سینہ میں سے ایک طرح کی آواز آیا کرتی تھی میں نے اُن کے پاس پہنچکے یہ قصہ بیان کیا اُنھوں نے کہا کہ میں اکثر کتب سماویہ دیکھتا رہتا ہوں اسلئے مجھے معلوم ہے کہ وہ نبی موعود افضل خاندان عرب میں سے ہوگا اور چونکہ تم بھی افضل عرب میں سے ہو اسلئے وہ تم میں ہی ہوگا۔ میں نے کہا اُنکی کیا تعلیم ہوگی آپنے جواب دیا وہی جو اُن سے کہا جائیگا خبردار وہ کسی اپنے یا بیگانے پر نہ خود ظلم کریگے اور نہ کرائیں گے۔ پس جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے میں فوراً ایمان لے آیا اور آپ کی تصدیق کی (ابن عساکر) محمد بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میں نے کسی کو دعوت اسلام کی تو سب کے دل میں کچھ نہ کچھ تردد اور شک آیا مگر ابو بکر صدیق کو جب میں نے اسلام پیش کیا تو اُنھوں نے بغیر فکر و تردد کے اسلام قبول کر لیا بیہقی کہتے ہیں کہ آپ نے سبقت اسواسطے کی کہ نبوت کے دلائل اور آثار قبل دعوت اسلام کے معلوم کر چکے اور سُن چکے تھے لہذا فوراً ہی دعوت اسلام کے وقت لبیک کہی اور مسلمان ہو گئے کیونکہ وہ پہلے غور و فکر کر چکے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ ہر ایک نے آپ سے گریز کیا مگر حضرت ابو بکر صدیق زمانہ جاہلیت میں بھی ایسے ہی تھے جیسے کہ اسلام میں ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جس سے بھی مسلمان ہونے کو کہا میرے کلام کو پلٹتا رہا اور حجتیں کرتا رہا مگر ابن ابی قحافہ (ابو بکرؓ) کو جب میں نے ان سے اسلام لانے کو کہا فوراً قبول کر لیا اور اس پر مستقل رہے۔ بخاری ابوالدرداء سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم میرے دوست کو صرف میری وجہ سے چھوڑ دوگے بھی؟ وہ ایسا شخص ہے کہ جب میں نے کہا کہ میں اللہ کا رسول ہوں مجھے خداوند تعالیٰ نے تمہاری ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ تو تم نے مجھے جھٹلا دیا اُس وقت ابو بکر رضی نے ہی میری تصدیق کی۔

فصل

صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور لڑائیاں

علماء کہتے ہیں کہ جس وقت سے آپ ایمان لائے اور انتقال فرمانے تک کبھی سفر و حضر میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑا مگر حج اور غزوہ کے لئے ضرور آپ حضور کی اجازت سے صحبت مبارک سے علیحدہ ہوئے ہیں اور تمام لڑائیوں میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ موجود رہے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کیلئے آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کیساتھ ہجرت کی اہل و عیال کو چھوڑا غار ثور میں بھی ساتھ رہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ الٰہی فرمایا ہے اور لڑائیوں میں آپکی مدد جاری رکھی۔ اور لڑائیوں میں آپکے بڑے اچھے کارنامے ہیں خصوصاً جنگ اُحد اور حنین میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تو ایسے موقع میں بھی آپ ساتھ ہی رہے ابوہریرہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں فرشتوں نے آپس میں کہا کہ وہ دیکھو حضرت ابوبکرؓ سائبان کے نیچے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہیں (ابن عساکر) ابو یعلی روایت کرتے ہیں کہ جنگ بدر میں حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ایک کی مدد جبرئیل کرتے ہیں اور دوسرے کی میکائیل۔ ابن سیرین کہتے ہیں کہ عبدالرحمن بن ابوبکرؓ مشرکین کے ہمراہ ہو کر جنگ بدر میں لڑ رہے تھے۔ جب عبدالرحمن مسلمان ہوئے تو انھوں نے اپنے والد مکرم حضرت ابوبکرؓ سے عرض کیا کہ آپ بدر کے روز چند مرتبہ میرے تیر کے زد میں آئے مگر میں نے اپنا ہاتھ روک لیا آپ نے جواب دیا کہ اگر تو میرے نشانہ میں آجاتا تو میں کبھی نشانہ خطا نہ کرتا۔ (ابن عساکر)

فصل

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت میں

آپ تمام صحابہ میں زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اے لوگو مجھے خبر دو کہ سب سے بہادر اور شجاع کون شخص ہے لوگوں نے کہا کہ آپ ہیں فرمایا میں ہمیشہ اپنے برابر کے جوڑ

کے ساتھ لڑتا ہوں۔ یہ کوئی بہادری نہیں ہے تم سب سے بہادر شخص کو بتلاؤ۔ عرض کیا کہ ہمیں معلوم نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا سب سے شجاع اور بہادر حضرت ابو بکرؓ ہیں۔ جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہم نے ایک سائبان بنایا تھا۔ ہم نے آپس میں صلاح کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی حفاظت کے لئے کون شخص رہیگا۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کسی کو بھی ہمت نہ ہوئی مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ ننگی تلوار ہاتھ میں لیکر کھڑے ہو گئے اور کسی کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہ پھٹکنے دیا۔ اگر کوئی آپ پر حملہ آور ہوا تو آپ فوراً اس پر جھپٹ پڑے اور حملہ کر دیا۔ لہذا آپ سب سے زیادہ بہادر تھے۔ حضرت علیؓ ہی فرماتے ہیں کہ مشرکین نے ایک دفعہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑ کر گھسیٹنا اور گرانا شروع کر دیا اور کہنے لگے کہ تو ہی ایک خدا تبلاتا ہے۔ خدا کی قسم کسی کو مشرکین سے مقابلہ کرنے کی جرأت نہ ہوئی مگر ابو بکر صدیقؓ آگے بڑھے اور مشرکین کو مار مار کر ہٹانے اور دھکا دے دیکر گرانے لگے آپ گراتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے تھے افسوس اور سخت افسوس تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا پروردگار ایک اللہ ہی ہے۔ پھر حضرت علیؓ چادر اٹھا کر رونے لگے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھی تر ہو گئی پھر فرمایا کہ خدا تمہیں ہدایت کرے یہ تو تبلاؤ کہ مومن آل فرعون اچھے تھے یا ابو بکر اچھے ہیں۔ لوگ خاموش رہے مگر خود آپ نے ہی جواب دیا کہ تم کیوں نہیں جواب دیتے اللہ کی قسم حضرت ابو بکرؓ کی ایک گھڑی اُن کی ہزار گھنٹوں سے بہتر ہے کیونکہ وہ اپنے ایمان کو چھپاتے تھے اور اس شخص نے اپنے ایمان کا علی الاعلان اظہار کیا (بزار) عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عمرو بن عاص سے سوال کیا کہ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سب سے زیادہ سختی کونسی کی ہے آپؓ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ عقبہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھتے ہوئے پیچھے سے آیا اور آپ کے گلے میں چادر ڈالکر گلا گھونٹنے لگا۔ اس نے بہت زور سے گلا گھونٹا۔ اتفاق وقت سے حضرت ابو بکر صدیقؓ آگئے عقبہ کو ہٹا کر آپ فرمانے لگے کیا تم ایسے شخص کو قتل کر دگے جو خدا کو ایک کہتا ہے حالانکہ خداوند تعالےٰ کے پاس سے دلائل بھی لیکر آیا ہے (بخاری) ابن طلیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ فرماتے ہیں جب جنگ اُحد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب چھوڑ کر بھاگ گئے

پس یہ ہی تھا کہ جس نے سب سے اول حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسے وقت میں حفاظت کی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس وقت اسلام میں اڑتیس آدمی داخل ہو چکے تو حضرت ابو بکرؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بلجاجت عرض کیا کہ آپ اسلام کو ظاہر فرمائیے آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ ہماری جمعیت بہت تھوڑی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اصرار فرماتے رہے حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دین برحق کے ظاہر ہونے کا اعلان فرمایا لوگ نواحی مسجد میں اِدھر اُدھر کنبہ والوں میں متفرق ہو گئے حضرت ابو بکرؓ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرمایا اور سب سے پہلے انھوں نے ہی لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ مشرکین نے حضرت ابو بکر صدیق پر حملہ کیا اور لوگوں کو بہت اذیت پہونچائی (ابن عساکر) (ہم اس حدیث کو آگے بیان کریں گے) ابن عساکر حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابو بکر صدیقؓ اسلام لائے آپ نے اسلام کو ظاہر فرمایا اور لوگوں کو بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دعوت دی۔

فصل

حضرت ابو بکر صدیقؓ کا مال کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تصدق کرنا

آپ کل صحابہ میں سب سے زیادہ سخی تھے اللہ تعالیٰ نے آیت وَسَيُجَنَّبُهَا الْأَتْقَى الَّذِي يُؤْتِي مَالَهُ يَتَزَكَّى الخ آپ ہی کی شان میں نازل کی ہے علماء کا اتفاق ہے کہ یہ آیت آپ ہی کی شان میں نازل ہوئی ہے (ابن الجوزی) ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جتنا نفع مجھے ابو بکر کے مال نے دیا ہے اتنا کسی کے مال نے نہیں دیا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے رو کر عرض کیا حضور میں اور میرا مال سب آپ ہی کے ہیں (احمد) ایک اور حدیث حضرت عائشہؓ سے بھی اسیطرح کی آئی ہے بلکہ ایک حدیث میں اتنا اور زائد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مال ہی کی طرح اپنا مال سمجھکر حضرت ابو بکرؓ کے مال کو خرچ کیا کرتے تھے (خطیب) حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ جس روز حضرت ابو بکرؓ مشرف باسلام ہوئے آپ کے پاس چالیس ہزار دینار یا درہم موجود تھے آپ نے تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر خرچ کر دیئے (ابن عساکر) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ جس روز حضرت ابو بکرؓ اسلام لائے آپ کے پاس چالیس ہزار درہم تھے۔ جب آپ ہجرت کے لئے نکلے تو پانچہزار سے زیادہ

نہیں۔ سب نفے اسلام کی مدد اور مسلمان غلاموں کی رہائی میں خرچ کر دیئے تھے۔
(ابو سعید) ابن عساکر حضرت عائشہ رضی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی نے سات
غلاموں کو جن کو ان کے مالک اسلام کی وجہ سے تکلیفیں دیتے تھے آزاد کرایا ہے ابن
عمر فرماتے ہیں ایک مرتبہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور حضرت ابو بکر بھی تشریف
رکھتے تھے اور آپ نے ایک عبا جس میں کانٹا لگا کر اپنا سینہ بند کر لیا تھا پہن رکھی تھی اتنے میں حضرت
جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہنے لگے کہ یا رسول اللہ آج میں خلاف معمول یہ کیا دیکھ
رہا ہوں کہ حضرت ابو بکر صدیق عبا میں کانٹا لگائے تشریف رکھتے ہیں۔ حضور نے فرمایا اے
جبرئیل انھوں نے مجھپر اپنا کل مال فتح مکہ سے پہلے ہی خرچ کر دیا ہو حضرت جبرئیل نے کہا
کہ خداوند تعالیٰ ابو بکر پر سلام بھیجتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے ابو بکر تمہیں جو میری وجہ سے فقیری
ہوگئی ہے تم اس بارے میں مجھ سے خوش ہو یا ناراض۔ حضرت ابو بکر رضی نے کہا کہ میں اور اپنے
مولا اور مربی سے ناراض۔ میں اپنے رب سے بالکل خوش ہوں۔ میں اپنے رب سے بہت
راضی ہوں اور بہت خوش ہوں (ابن عساکر وغیرہ) (اس حدیث کی سند بہت ضعیف ہے) اور
بہت سی روایتیں اسی کے مثل ضعیف آئی ہیں ایک روایت یہ بھی ہو کہ جبرئیل علیہ السلام ایک جبہ
کانٹا لگائے ہوئے پہنکر نازل ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبرئیل یہ کیا
ڈھنگ ہیں عرض کیا کہ اللہ صاحب نے فرشتوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی لباس میں ہوجائیں
جس میں کہ ابو بکر زمین میں ہے اس کی سند بالکل ہی ضعیف ہو۔ اگرچہ بہت سے لوگ اسکو
روایت کرتے ہیں مگر اس روایت سے اعراض کرنا بہتر ہے (خطیب) حضرت عمر فاروق
رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ہم کچھ مال تصدق کریں۔ میں نے دل میں یہ پکا ارادہ کر لیا کہ میں آج ابو بکر رضی سے بڑھکر
صدقہ کروں گا۔ پس میں اپنا آدھا مال لے آیا۔ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت
فرمایا اپنے اہل وعیال کے واسطے کتنا چھوڑا۔ عرض کیا کہ اتنا ہی چھوڑ آیا ہوں۔ اتنے
میں ابو بکر صدیق اپنا کل مال لئے ہوئے تشریف لائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کچھ
اہل وعیال کے لئے بھی چھوڑ آئے کہا کہ ان کے پاس اللہ اور رسول کافی ہیں۔ تب میں نے

سوچا کہ میں کسی بات میں آپ سے سبقت نہیں لے جاسکتا (ابو داؤد۔ ترمذی) حسن بصری فرماتے ہیں کہ ابو بکرؓ جب ایک مرتبہ صدقہ لائے تو اس کی مالیت کو چھپا کر عرض کیا کہ حضور یہ میرا صدقہ ہے واللہ مجھے اب اللہ صاحب کا ہی سہارا کافی ہی حضرت عمر فاروقؓ بھی اپنا صدقہ لائے اور مالیت ظاہر کرکے کہنے لگے کہ مجھے اب خدا کا ہی سہارا کافی ہی۔ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے صدقوں میں اتنا ہی فرق ہی جتنا تم دونوں کے الفاظوں میں فرق ہے (ابو نعیم اس کی اسناد جید ہی) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اوپر کسی کا احسان نہیں رہا سب کا اتار دیا مگر ابو بکر صدیقؓ کا البتہ احسان میرے ذمہ باقی ہی۔ اسلئے اس کا احسان اتنا بڑا ہے کہ اُس کا عوض قیامت کے روز اللہ ہی دیں گے مجھے کسی کے مال نے اتنا نفع نہیں پہونچایا جتنا ابو بکرؓ کے مال نے پہونچایا ہے (اسکو ترمذی نے روایت کیا ہی) حضرت ابو بکر صدیقؓ خود فرماتے ہیں کہ میں ایک روز جناب والد ماجد مدظلہٗ کو لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے بڑھاپے میں ان کو کیوں تکلیف دی میں خود آجاتا۔ میں نے عرض کیا آپ کے تکلیف دینے سے تو ان کا ہی آنا بہتر ہے آپ نے فرمایا میرے اوپر تمہارے اتنے احسان ہیں کہ تمہارے والد کو تکلیف دینا گوارا نہیں کرسکتا (بزار) ابن عساکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میرے اوپر ابو بکرؓ سے بڑھکر کسی کے احسان نہیں ہیں۔ انھوں نے اپنی جان سے بھی میری غمخواری کی اور مال سے بھی مدد کی اور اپنی بیٹی سے میرا نکاح کردیا۔

فصل

آپ کے علم میں

آپ صحابہ میں سب سے بڑے عالم اور ذکی تھے۔ تہذیب میں نووی کہتے ہیں کہ علماء نے آپکے وفور علم پر صحیحین کی ایک حدیث سے استدلال کیا ہی کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تھا کہ قسم ہے اللہ کی اگر کوئی شخص نماز و زکوٰۃ میں کچھ بھی فرق بتلائے گا تو میں

اس سے لڑائی کروں گا انھوں نے مجھے مجبور سمجھ رکھی ہے جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں وہ ادا کیا کرتے تھے اگر وہ اس میں ذرہ برابر بھی کمی کریں گے تو میں ان سے مقابلہ کے لئے تیار ہوں شیخ ابو اسحاق نے اس سے استدلال پکڑا ہے کہ حضرت ابو بکر رض سب سے زیادہ عالم تھے کیونکہ صحابہ کو جب اس مسئلہ میں توقف ہوا تو اس کو حضرت ابو بکر صدیق کی خدمت میں پیش کیا جو کچھ آپ کی رائے ہوئی مباحثہ کے بعد وہی ٹھیک اور صحیح ٹھہری اور صحابہ نے اُسی کی طرف رجوع کیا ابن عمر سے کسی نے سوال کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت ابو بکر رض و عمر رض سے کوئی زیادہ عالم نہیں تھا۔ ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ ایک روز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے اپنے ایک نیک بندے کو اختیار دیا کہ وہ خواہ دنیا میں رہے یا عاقبت اختیار کرے تو اُس بندے نے عاقبت کو پسند کریا ہے۔ یہ سُنکر حضرت ابو بکر صدیق رض رو پڑے اور کہا کاش ہم اپنے ماں باپ آپ پر قربان کر دیں۔ ہمیں اس آپ کے رونے نے سخت تعجب میں ڈال دیا کیونکہ حضور پُر نور سرسری طور پر ایک شخص کا ذکر کر رہے تھے مگر اس میں جو کچھ رمز تھا کہ وہ عبد خیر خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں اس کو فقط ابو بکر صدیق کا ہی علم پا سکتا تھا اسی واسطے وہ ہم سب میں بڑے عالم تھے (بخاری و مسلم)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو لوگ مجھ پر ایمان لائے ہیں ان سب میں ابو بکر رض صدیق کے مال اور صحبت کا مجھ پر سب سے زیادہ احسان ہے اگر میں نبی اللہ کے سوا کسی کو دوست بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن ان کی اخوۃ اسلامی اور سچی محبت میرے دل میں ہمیشہ رہیگی (نووی) ابن کثیر کہتے ہیں کہ کلام اللہ کا علم آپ کو سب سے زیادہ تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو نماز میں صحابہ کا امام بنایا تھا اور حضور نے خود بھی فرمایا ہے کہ قوم کا امام قرآن شریف سب سے زیادہ جاننے والا ہونا چاہیئے۔ نیز آپ نے فرمایا ہے کہ جس قوم میں ابو بکر رض موجود ہوں وہاں کوئی شخص سوائے آپکے امامت نہیں کر سکتا (ترمذی) ایسے ہی سنت کا بھی علم آپکو کامل تھا جیسا کہ اکثر مرتبہ جب مسئلہ پیش آیا صحابہ نے آپ ہی کی طرف رجوع کیا ہے اور آپ

ہمیشہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ان پر پیش کر دیا کرتے تھے کیونکہ آپ نے احادیث کو یاد کر رکھا تھا اور حاجت کے وقت آپ انھیں میں سے پیش کر دیتے تھے۔ آپ سے زیادہ اور کون حافظ حدیث ہو سکتا تھا کیونکہ اول رسالت سے لگا کر آخر وفات تک آپ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ رہے اور باوجود اس کے آپ کا حافظہ نہایت قوی تھا اور حد درجہ قوی عقلمند تیز طبیعت اور ذکی واقع ہوئے تھے۔

آپ تعجب کریں گے کہ باوجود ان باتوں کے حضرت ابوبکرؓ سے بہت کم احادیث مروی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد از وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی عمر نے بھی بہت کم وفا کی۔ اگر آپ کچھ مدت زندہ رہتے تو آپ کی روایات تمام صحابہ سے بڑھ جاتیں اور کوئی حدیث ایسی نہ ہوتی جس میں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سند نہ ہوتی۔ دوسرے صحابہ کو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے روایت کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں پڑی کہ وہ حضرات بھی اکثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہی رہا کرتے تھے اور احادیث سُنا کرتے تھے پس جس کو وہ خود حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہوں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کیوں نقل کریںگے ہاں وہی کرسکتے ہیں جو خود اُنھوں نے نہ سُنی ہو سو وہی کرتے ہیں۔

میمون بن مہران کہتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ کے پاس کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس مسئلہ کو قرآن شریف میں تلاوت فرماتے اور قرآن شریف کے موافق فیصلہ دیتے اور اگر قرآن شریف میں نہ ملتا تو احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق فیصلہ کرتے۔ اگر اس قسم کی کوئی حدیث آپ کو یاد نہ ہوتی تو آپ باہر نکلکر لوگوں سے دریافت کرتے کہ میرے پاس ایک ایسا مقدمہ آیا ہے کیا تم میں سے کوئی شخص جانتا ہے کہ ایسے مقدمے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فیصلہ فرمایا ہے۔ پس آپ کے پاس تمام صحابہ جمع ہو جاتے اگر کوئی شخص کوئی حدیث اس قسم کی بیان کرتا تو آپ اُسی کے موافق تصفیہ کرتے اور خوش ہو کر خدا کا شکر بجالاتے کہ الحمد للہ کہ ہم میں ایسے اشخاص موجود ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو یاد رکھتے ہیں اگر اس طرح کی کوئی حدیث نہ ملتی تو آپ بڑے بڑے صحابہؓ کو جمع کرکے اُن سے مشورہ کرتے اور کثرت رائے کے موافق

فیصلہ سُنا دیتے اور حضرت عمر فاروقؓ بھی اس طرح کرتے کہ اول آپ قرآن و حدیث پر نظر کرتے اگر وہاں مسئلہ کا پتہ نہ چلتا تو حضرت صدیق اکبرؓ کے فیصلہ کے موافق کرتے اور اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا کوئی اس قسم کا فیصلہ نہ پاتے تو جلیل القدر صحابہ کی کثرت رائے سے فیصلہ کرتے۔

جناب ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے بالعموم اور قریش کے بالخصوص نسب ناموں سے بھی خوب واقف تھے یہاں تک کہ جبیر بن مطعم جو نسب قریش اور نسب عرب کے بہت بڑے ماہر تھے فرماتے ہیں کہ میں نے علم نسب حضرت ابوبکرؓ سے سیکھا ہے جو عرب کے سب سے بڑے نساب ہیں۔

آپ باوجود اس کے علم تعبیر بھی خوب جانتے تھے اور زمانہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں ہی تعبیر خواب بتلایا کرتے تھے۔ محمد بن سیرین جو خود بھی علم تعبیر میں بہت بڑا پایہ رکھتے ہیں فرماتے ہیں کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوبکر صدیقؓ سب سے بڑے معبّر ہیں۔ حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھے خداوند تعالیٰ کا حکم ہوا ہے کہ میں خواب کی تعبیریں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کرایا کروں۔ (دیلمی)

ابن کثیر کہتے ہیں کہ آپ سب سے زیادہ فصیح مقرر تھے اور اچھی تقریر کرتے تھے۔ زبیرؓ بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے علماء سے سُنا ہے کہ تمام صحابہ میں سب سے زیادہ فصیح حضرت ابوبکرؓ و حضرت علیؓ تھے۔ حضرت عمرؓ کا قول مبارک حدیث سقیفہ میں عنقریب آئے گا آپ سب سے بڑے عالم ہونے کے ساتھ ساتھ خوف خدا بھی سب سے زیادہ رکھتے تھے آپ کا علم تعبیر خوف خدا اور فصاحت ایک علیحدہ مستقل فصل میں بیان کیا جائے گا۔ آپ کے اعلم الصحابہ ہونے پر حدیث صلح حدیبیہ بھی دلالت کرتی ہے یعنی حضرت عمرؓ نے صلح حدیبیہ کے متعلق جو حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کئے تھے کہ ہم اپنے دین میں کیوں ذلیل کئے جاتے ہیں وغیرہ حضورؐ نے ان کا جواب کچھ دیا تھا جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہی سوالات حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کئے تو آپ نے بھی وہی جوابات بعینہٖ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے تھے دیئے (بخاری)

اور اسی واسطے آپ سب صحابہ میں عاقل کامل اور صائب الرائے مانے جاتے تھے ابن عاص وغیرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حضرت جبرئیل نے مجھ سے کہا ہے کہ خداوند تعالیٰ حکم فرماتے ہیں کہ ابوبکر صدیقؓ سے مشورہ کیا کیجئے (تمام الرازی)

معاذ بن جبل روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو آپ نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں علاوہ دیگر صحابہ کے حضرت ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ اُسیدؓ بن حضیر بھی موجود تھے تمام صحابہ نے اپنی اپنی رائے کا اظہار کیا۔ مجھ سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری کیا رائے ہے میں نے حضرت صدیقؓ کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا اُس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ صاحب کو یہ گوارا نہیں کہ ابوبکرؓ غلطی کریں (طبرانی)

ابن اسامہ کے یہ الفاظ ہیں کہ اللہ صاحب کو آسمان پر یہ گوارا نہیں کہ ابوبکر صدیقؓ زمین پر غلطی کریں (طبرانی کے بھی یہی الفاظ ہیں۔ اس کے کل راوی ثقہ ہیں۔)

فصل

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ بھی منجملہ دیگر صحابہؓ کے حافظ قرآن تھے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں انصار کے چار آدمیوں نے قرآن شریف جمع کیا تھا ابوداؤد میں جو شعبی فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے وصال تک پورا قرآن شریف جمع نہیں کیا تھا یا تو یہ قول مردود ہے یا اسکی یہ تاویل ہو سکتی ہے کہ اس ترتیب کے موافق جو حضرت عثمانؓ نے کی ہے جمع نہیں کیا تھا۔

فصل

حضرت صدیق اکبرؓ تمام صحابہؓ میں افضل و بہتر ہیں

علماء اہل سنت والجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آپ تمام اُمت سے افضل ہیں آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پھر حضرت عثمان

حضرت علیؓ علی الترتیب پھر باقی عشرہ بشرہ پھر اہل بدر پھر اہل اُحد پھر باقی اہل بیعت الرضوان پھر باقی تمام صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ ابوالمنصور بغدادی نے اجماع اسیطرح نقل کیا ہے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپسیں حضرت ابوبکر صدیقؓ کو افضل الصحابہ شمار کیا کرتے تھے پھر عمرؓ کو پھر عثمانؓ کو بتلایا کرتے تھے طبرانی نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ شدہ شدہ اس بات کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ہوتی تھی مگر کبھی آپ کو یہ بات ناگوار نہیں معلوم ہوئی ابن عساکر نے ابن عمر سے اس طرح روایت کی ہے کہ ہم ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے اسوقت بھی ہم ابوبکرؓ کو زیادہ افضل جانتے تھے پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ کو۔ ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ہم بہت سے صحابہ آپسیں کہا کرتے تھے کہ اس اُمت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل حضرت ابوبکرؓ ہیں پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر ہم چپ ہو جاتے تھے (ابن عساکر) جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو خیر الناس بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہکر پکارا آپنے جواب میں فرمایا کہ آپنے خود آپکو کیوں چھوڑ دیا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سُنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر شخص پر آفتاب نے کبھی طلوع نہیں کیا (ترمذی) محمد بن علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد حضرت علیؓ سے دریافت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کون افضل ہے آپنے فرمایا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ میں نے کہا انکے بعد فرمایا عمرؓ ہیں انکے بعد حضرت عثمانؓ کا نام لیتے ہوئے ڈرا اور عرض کیا کہ پھر آپ افضل ہیں آپنے فرمایا میری کیا ہستی ہے میں تو ایک معمولی مسلمان ہوں (بخاری) احمد کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ سے متواتر چند مرتبہ منقول ہے کہ اس اُمت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکرؓ سب سے افضل ہیں روافض پر خدا لعنت کرے کہ وہ جہل مرکب میں پھنس گئے عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں سب سے زیادہ افضل ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم میں سب سے زیادہ محبوب ہیں (ترمذی) ایکمرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر تشریف لے گئے اور آپنے فرمایا کہ اس اُمت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد افضل الصحابہ ابوبکر صدیقؓ ہیں جو شخص اس کے خلاف کہیگا وہ افترا پرداز ہے اور اسپر مفتری کا گناہ ہوگا (ابن عساکر) اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ پر مجھکو جو کوئی فضیلت دیگا میں اُسکو تہمت کی حد اسی کوڑے لگاؤنگا (ابن عساکر) ابوالدرداءؓ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا ہے کہ سوائے نبی کے کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس پر آفتاب طلوع اور غروب ہوا اور وہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہو ایک روایت میں اس طرح ہے کہ نبیوں اور رسولوں کے بعد ابوبکرؓ سے بہتر کوئی نہیں جابرؓ کی حدیث اسطرح ہے کہ نہیں طلوع ہوا سورج کسی پر کہ حضرت ابوبکرؓ سے افضل ہو (طبرانی) اسکی صحت پر بہت سے شواہد ہیں ابن کثیر نے بھی اس کی صحت کی طرف اشارہ کیا ہے سلمہ بن اکوع روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ افضل الناس ہیں مگر بعد صلی اللہ علیہ وسلم کے سعد بن زراہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے حضرت جبرئیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ میری امت میں تیرے بعد ابوبکرؓ افضل ہیں طبرانی۔ عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو سب سے زیادہ محبوب آدمیوں میں کون ہے آپ نے فرمایا کہ عائشہؓ صدیقہ۔ میں نے عرض کیا کہ مردوں میں فرمایا انکے والد حضرت ابوبکرؓ میں نے کہا انکے بعد فرمایا حضرت عمرؓ (بخاری ومسلم) ایک روایت میں حضرت عمرؓ کا نام نہیں آیا ترمذی وغیرہ عبداللہ بن شفیق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ عزیز کون تھا آپ نے فرمایا حضرت ابوبکرؓ صدیق پھر میں نے پوچھا کہ ان کے بعد فرمایا عمرؓ پھر میں نے عرض کیا کہ پھر کون فرمایا ابوعبیدہ بن جراح۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ صدیق اور حضرت عمرؓ کی شان میں فرمایا کہ یہ دونوں انبیاء مرسلین کے علاوہ تمام اولین وآخرین سن رسیدہ شخصوں کے جنت میں سردار ہونگے۔

حضرت علیؓ سے بھی اسی طرح روایت ہے بلکہ ابن عباسؓ۔ ابن عمرؓ ابی سعید خدری۔ جابر بن عبداللہ سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

عمار بن یاسر کہتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص ابوبکرؓ وعمرؓ پر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کو فضیلت دے تو وہ مہاجرین وانصار پر ظلم کرتا اور عیب لگاتا ہے (طبرانی) زہری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حسان بن ثابت سے فرمایا کیا تم نے ابوبکرؓ کی شان میں کچھ اشعار کہے ہیں عرض کیا کہ ہاں فرمایا میں سننا چاہتا ہوں۔ سناؤ۔ انھوں نے یہ اشعار پیش کئے (ترجمہ) ابوبکرؓ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بزرگ یار غار ہیں جبکہ اس پہاڑ پر

چکے تھے تو دشمن بھی انکے پاس گھومتے پھرتے تھے (مگر دیکھ نہ سکے) دنیا جہان جانتا ہے جتنی کچھ ان سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو محبت ہے۔ دنیا میں آپ کو کسی سے بھی اتنی محبت نہیں ہوئی۔ ان اشعار کو سُنکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم بہت ہنسے حتیٰ کہ آپ کی ڈاڑھیں نظر آنے لگیں پھر فرمایا حسان تم نے سچ کہا وہ ایسا ہی ہے (ابن سعد)

فصل

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری اُمت میں میری اُمت کے ساتھ سب سے زیادہ مہربان ابوبکر صدیقؓ ہیں اور اللہ کے معاملہ میں عمرؓ سب سے زیادہ سخت ہیں اور سخت حیادار عثمانؓ ہیں اور حرام وحلال کے جاننے والے سب سے زیادہ معاذ بن جبلؓ ہیں اور سب سے زیادہ فرائض جاننے والے زیدؓ بن ثابت ہیں اور سب سے اچھے قاری ابی بن کعبؓ ہیں اور ہر اُمت میں ایک امین ہوتا ہے میری اُمت کے امین ابوعبیدہؓ بن جراح ہیں (احمد وترمذی) ابن عمر اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ فیصلہ کو جاننے والے علیؓ ہیں (ابویعلی) شداد بن اوس اتنا اور بھی زیادہ کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ زاہد ابوذرؓ ہیں اور سب سے زیادہ عابد اور متقی ابوالدرداءؓ ہیں اور سب سے زیادہ حلیم الطبع اور بُردبار معاویہؓ ہیں اولیٰ میرے سوال کرنے پر حضرت شیخ علامہ کانجی نے فرمایا کہ ان میں کوئی منافات نہیں ہے۔

فصل

وہ آیات قرآن جو حضرت ابوبکرؓ کی مدح یا تصدیق یا شان میں وارد ہوئیں

میں نے اس عنوان پر چند کتابیں دیکھی ہیں مگر وہ ناکافی ہیں میں نے بھی اس عنوان پر ایک جامع کتاب لکھی ہے اس میں سے بطریق اختصار کچھ بیان کرتا ہوں۔

اللہ صاحب فرماتے ہیں ثَانِيَ اثْنَيْنِ إِذْ هُمَا فِي الْغَارِ إِذْ يَقُولُ لِصَاحِبِهِ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَيْهِ مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ اس آیت میں صاحب سے مراد حضرت ابوبکر صدیقؓ ہیں۔ عنقریب اس بارہ میں خود حضرت ابوبکرؓ کا بیان آئیگا۔ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تو اطمینان کبھی زائل نہیں ہوا۔ لہٰذا یہاں حضرت ابوبکرؓ

صدیق مراد ہیں (ابن ابی حاتم) ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اُمیہ بن خلف سے حضرت بلالؓ کو ایک چادر اور چار سو درہم کے عوض میں خرید کر آزاد کر دیا تو آپکی شان اور اُمیہ بن خلف وغیرہ کے بارے میں وَالَّيْلِ اِذَا يَغْشٰى سے لگا کر اِنَّ سَعْيَكُمْ لَشَتّٰى تک نازل ہوئی (ابن ابی حاتم) عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مکہ معظمہ میں دستور تھا کہ آپ ضعیف اور بوڑھی عورتوں کو جب وہ اسلام لے آتی تھیں خرید کر آزاد کر دیا کرتے تھے ایک روز آپ کے والد نے فرمایا اے بیٹے میں دیکھ رہا ہوں کہ تم ضعیف لوگوں کو خرید کر آزاد کر رہے ہو اگر انکے بجائے قوی اور جوان لوگوں کو خرید کر آزاد کرو تو آڑے وقت میں وہ تمہارے ساتھ ہو کر مدد کر سکتے ہیں آپ نے فرمایا۔ ابا جان میرا مقصد محض خوشنودی و رضائے مولا ہے دنیاوی فائدہ حاصل کرنا نہیں ہے پس فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى الخ نازل ہوئی (ابن جریر) حضرت عروہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سات اُن آدمیوں کو جنکو محض مسلمان ہونے کے جرم میں تکالیف دیجاتی تھیں آزاد کیا اس پر وَسَيُجَنَّبُهَا الْاَتْقَى الَّذِىْ يُؤْتِىْ مَالَهٗ يَتَزَكّٰى نازل ہوئی (طبرانی) عبداللہ بن زبیر فرماتے ہیں وَمَا لِاَحَدٍ عِنْدَهٗ مِنْ نِّعْمَةٍ تُجْزٰى الخ حضرت ابوبکرؓ کی بابت نازل ہوئی (بزار) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جب تک قسم کے کفارہ کی آیت نازل نہیں ہوئی تھی تب تک حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی قسم کے کبھی خلاف نہیں کیا (بخاری) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا وَالَّذِىْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور صَدَّقَ بِهٖ سے مراد ابوبکر صدیق ہیں ابن عساکر کہتے ہیں شاید حضرت علیؓ کی قرأت وَالَّذِىْ جَآءَ بِالْحَقِّ ہے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آیت وَشَاوِرْهُمْ فِى الْاَمْرِ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے بارے میں نازل ہوئی تھی (حاکم) ابن حاتم ابن شوذب سے روایت کرتے ہیں کہ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ حضرت ابوبکرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسباب نزول جو میری کتاب ہے اس میں میں نے اس کی تمام سندیں بیان کر دی ہیں۔ ابن عمرؓ اور ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ مراد ہیں (طبرانی اوسط)

حضرت مجاہدؓ سے روایت ہے کہ جب آیت اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِىِّ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی کوئی نیک بات آپ کیلئے نازل نہیں ہوئی تھی

جس میں خداوند تعالیٰ نے ہم کو نہ شامل کیا ہو مگر اس آیت میں ہم کو نہیں شامل کیا اسی وقت هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْکُمْ وَ مَلٰٓئِکَتُہٗ نازل ہوئی۔ ابن عساکر نے امام زین العابدین علی بن حسینؓ نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ و حضرت علیؓ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ اور ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ اِحْسَانًا سے وَعْدَ الصِّدْقِ الَّذِیْ کَانُوْا یُوْعَدُوْنَ تک حضرت ابوبکر صدیقؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیز ابن عیینة سے روایت کرتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے تمام مسلمانوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق عتاب فرمایا ہے مگر حضرت ابوبکرؓ اس سے مستثنیٰ ہے جیسے کہ یہ آیت اِلَّا تَنْصُرُوْهُ فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اس پر دلالت کرتی ہے (ابن عساکر)

فصل

وہ احادیث جو (مذکورہ بالا حدیثوں کے علاوہ) حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ دونوں کی شان میں وارد ہوئیں۔

شیخین ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے ہیں کہ ایک جگہ ایک چرواہا بکریاں چرا رہا تھا اتفاقاً ایک بھیڑیے نے بکریوں پر حملہ کیا اور ان میں سے ایک بکری پکڑلی چرواہے نے پیچھا کرکے اس کو چھڑا لیا اس وقت بھیڑیے نے کہا اس دن کیا ہوگا جب بکریوں میں تو نہیں ہوگا بلکہ میں ہی ہوں گا اور ایک شخص بیل لئے ہوئے جس پر کچھ لدا ہوا تھا گذرا بیل نے اس کی طرف دیکھ کر کہا کہ میں لدنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا بلکہ کھیتی کے لئے پیدا کیا گیا ہوں۔ حاضرین نے یہ سنکر حیرت سے کہا کہ تعجب ہے کہ بیل بولنے لگا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی تصدیق میرے ساتھ ابوبکرؓ و عمرؓ بھی کریں گے حالانکہ یہ دونوں حضرات اس وقت یہاں موجود نہیں تھے مگر جناب نے ان حضرت کے ایمان کامل کے سبب وثوق سے یہ فرما دیا کیونکہ آپ جانتے تھے کہ یہ حضرات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرور ہی تصدیق کریں گے۔

ترمذی نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایسا کوئی نبی نہیں ہوا جس کے دو وزیر آسمان کے رہنے والوں اور دو وزیر زمین کے باشندوں میں سے نہ ہوں لہٰذا میرے وزیر آسمانی جبرئیل و میکائیل اور وزیر ارضی ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ ہیں۔ اصحاب سنن وغیرہ نے سعید بن زید سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ جنتی ہیں عمرؓ جنتی ہیں عثمانؓ جنتی ہیں علیؓ جنتی ہیں تمام عشرہ مبشرہ کو ذکر کیا۔ ترمذی ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بڑے مرتبہ والے لوگ اس طرح دکھلائی دیں گے جیسے ستارے افق آسمان پر نظر آتے ہیں ابوبکرؓ و عمرؓ انھیں میں ہیں (اس کو طبرانی نے جابر بن سمرہ و ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے) ترمذی حضرت انسؓ سے بیان کرتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین و انصار پاس جن میں حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ بھی ہوتے تھے گذرتے تو حضور کی طرف بوجہ ادب کے کوئی شخص آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکتا تھا مگر حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ آپ کی طرف دیکھتے اور تبسم کرتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان حضرات کی طرف دیکھکر تبسم فرماتے تھے ترمذی اور حاکم نے حضرت ابن عمر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوتے اور آپ کے دائیں بائیں حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے فرمایا کہ ہم قیامت میں اسیطرح اٹھیں گے (طبرانی نے اس کو اوسط میں حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے) نیز ترمذی اور حاکم نے ابن عمر سے ہی روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں سب سے پہلے قیامت میں اُٹھوں گا پھر ابوبکرؓ پھر عمرؓ اٹھیں گے۔ ترمذی اور حاکم نے عبداللہ بن حنظلہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دونوں میرے کان اور آنکھ ہیں (اس کو طبرانی نے ابن عمر اور ابن عمرو سے بیان کیا ہے) بزار اور حاکم نے ابوروی الدوسی سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ حضرت عمر فاروقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جس نے تمکو میرا مددگار کیا یہی حدیث براء ابن عازبؓ سے بھی مروی ہے (طبرانی) ابویعلی نے عمار بن یاسر سے روایت کیا ہے کہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت جبرئیل امین میرے پاس آئے تو میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کے فضائل ان سے دریافت کئے انھوں نے کہا کہ اگر عمر نوح تک بھی عمرؓ بن خطاب کے فضائل بیان کروں تو پورے نہیں ہو سکتے۔ حالانکہ عمرؓ فاروق کے فضائل حضرت ابوبکرؓ کے فضائل میں ایک نیکی کے برابر ہیں۔

عبدالرحمٰن بن غنم فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ فاروق کو مخاطب کرکے ارشاد فرمایا کہ جس بات پر تم دونوں متفق و متحد ہو جاؤ تو میں اس میں کبھی اختلاف نہیں کرسکتا (اس کو احمد نے روایت کیا ہے) براربن عاذب سے طبرانی نے بھی نقل کیا ہے اور ابن سعد نے لکھا ہے کہ ابن عمر سے کسی نے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کون شخص فتویٰ دیا کرتا تھا تو ابن عمر نے جواب دیا کہ حضرت ابوبکرؓ و عمر فاروق کے سوا ہم کسی کو نہیں جانتے ابوالقاسم بن محمد روایت کرتے ہیں کہ فتاوے میں ابوبکرؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ و علی مرتضیٰؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی طرف بھی لوگ رجوع کرتے تھے۔ طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کی امت میں کچھ خاص لوگ ہوا کرتے ہیں میری امت کے خاص خاص حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابوبکرؓ پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے اپنی بیٹی کا نکاح مجھ سے کیا اور دار ہجرت یعنی مدینہ تک سوار کرکے پہنچا دیا نیز بلالؓ کو آزاد کیا۔ خداوند تعالیٰ عمرؓ پر بھی رحم کریں کہ وہ حق کہنے میں کبھی نہیں چوکتے اگرچہ کتنی ہی کڑوی بات ہو اسی وجہ سے سب نے انکو چھوڑ دیا ہے اُن کا کوئی دوست نہیں ہے۔ خداوند کریم عثمانؓ پر رحم کریں کہ ان سے فرشتے تک حیا کرتے ہیں اللہ صاحب علیؓ پر رحم کریں۔ الٰہی حق علیؓ کے ساتھ رکھ جہاں علیؓ ہوں (ابن عساکر) حضرت سہیل کہتے ہیں کہ جب سرور دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو منبر پر تشریف فرما ہوکر حمد و ثنا کے بعد فرمایا لوگو! ابوبکرؓ نے مجھے کبھی رنج نہیں پہنچایا اس کو یاد رکھو اے لوگو! میں اس سے راضی ہوں۔ نیز عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعدؓ۔ عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور مہاجرین اولین سے بھی (یاد رکھو) خوش ہوں (طبرانی) زوائد الزہد میں عبداللہ بن احمد ابن ابی حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت

زین العابدین علی ابن حسینؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت عمرؓ کا رتبہ درگاہ نبوی میں کتنا تھا آپ نے فرمایا جتنا اُن کا مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک اس وقت ہے ابن سعد بسطام بن مسلم سے لاتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ کو مخاطب کر کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد تم پر کوئی شخص حکمراں نہیں ہوگا۔ ابن عساکر حضرت انسؓ سے مرفوعًا بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کی محبت کرنا ایمان ہے اور ان سے بغض رکھنا کفر ہے۔ نیز ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ محبت ابوبکرؓ اور عمرؓ کی اور ان دونوں کی معرفت طریقۂ سنت سے ہے اور حضرت انسؓ سے مرفوعًا بیان کیا ہے کہ مجھے اپنی اُمت سے توقع ہے کہ وہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ سے محبت رکھیگی جیسے کلمہ لا الہ الا اللہ سے نہ پھرے گی۔

فصل

اُن احادیث میں جو احادیث بالا کے علاوہ صرف حضرت ابوبکرؓ کی شان میں وارد ہوئی ہیں بخاری اور مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے جو شخص کسی چیز کا ایک جوڑا اللہ کے راستہ میں خرچ کریگا وہ جنت کے تمام دروازوں سے پکارا جائیگا۔ اے خدا کے بندے اِدھر سے آ۔ یہ دروازہ اچھا ہے پس جو شخص نمازی ہے نماز کے دروازہ سے جو شخص اہل جہاد ہے جہاد کے دروازہ سے اہل صدقہ صدقہ کے دروازہ سے روزہ دار روزہ کے دروازہ سے جس کا نام (ریان ہے) پکارا جائے گا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا نہ ہے قسمت اس شخص کی کہ ان تمام دروازوں سے پکارا جائے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کوئی شخص ان تمام دروازوں سے بھی پکارا جائے گا۔ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں میں اُمید کرتا ہوں کہ جو شخص ان تمام سے پکارا جائے گا ان میں سے تم ہو گے۔

ابوداؤد اور حاکم نے ابوہریرہؓ سے تصحیح کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکرؓ سب سے پہلے جنت میں میری اُمت سے تم داخل ہو گے صحیح بخاری اور صحیح مسلم

نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر اپنی صحبت اور مال سے سب میں زیادہ احسان کئے ہیں وہ ابو بکر ہیں اگر میں خدا کے سوا اور کسی کو خلیل بناتا تو ابو بکر کو بناتا لیکن اخوۃ اسلام اب موجود ہے (یہی حدیث ابن عباس ابن زبیر ابن مسعود جندب بن عبد اللہ براء کعب بن مالک جابر بن عبد اللہ انس ابی بن کعب واقد اللیثی ابی المعلی عائشہ ابو ہریرہ ابن عمر نے بھی بیان کی ہے) ابو الدرداء سے بخاری نے روایت کیا ہو کہ میں ایک روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق آئے اور سلام کے بعد عرض کی کہ میرے اور عمر بن خطاب کے درمیان باتوں میں کچھ رنج ہو گیا۔ میں ان کی طرف بڑھا پھر مجھے ندامت آئی اور میں نے ان سے معافی چاہی مگر انھوں نے معافی سے انکار کر دیا۔ اب آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ آپ نے تین مرتبہ فرمایا خدا تجھے معاف کرے گا اے ابو بکرؓ اس کے بعد حضرت عمرؓ بھی نادم ہو کر حضرت ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لے گئے مگر حضرت ابو بکر کو مکان پر نہ پاکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کو دیکھکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک غصے سے تمتما اٹھا حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ پر حضرت ابو بکرؓ کو بھی رحم آگیا آپ نے گھٹنوں کے بل گر کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ان سے زیادہ قصوروار ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب خداوند تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس مبعوث فرمایا تو تم سب لوگوں نے مجھے جھوٹا کہا۔ مگر ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اور اپنی جان و مال سے مدد کی کیا آج تم اس میرے دوست کو چھوڑے دیتے ہو؟ یہ آپ نے دو مرتبہ فرمایا اور ایسا معاملہ پھر کبھی نہیں ہوا۔ ابن عدی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے مگر اتنا اس میں اور زیادہ کیا ہے کہ میرے دوست کی وجہ سے مجھے اذیت مت پہونچاؤ جس وقت خداوند تعالیٰ نے ہدایت اور دین حق دے کر مبعوث کیا تو تم سب نے میری تکذیب کی اور ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اگر خداوند تعالیٰ ان کو مجھے صاحب کا خطاب نہ دیتا تو میں ان کو خلیل کہہ کر پکارتا مگر اب اخوت اسلام ہے

ابن عساکر نے مقدام سے روایت کی ہے کہ حضرت عقیلؓ بن ابو طالب اور حضرت ابو بکرؓ کے درمیان کچھ جھگڑا ہو گیا اگرچہ حضرت ابو بکرؓ زیادہ بولنے والے اور نسب کو جانتے تھے مگر عقیل بن ابی طالب کی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی تھی اسلیئے آپ خاموش ہو گئے اور یہ شکایت عقیل بن ابی طالب کی حضرت سے کی آپ لوگوں میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا تم لوگ میرے دوست کو میرے لئے چھوڑ دو اور اپنی حیثیت اور اس کی شان پر غور کرو۔ واللہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کے دروازہ پر اندھیرا نہ ہو اور یہ ابو بکرؓ کا ہی دروازہ ہی جس پر نور ہے۔ قسم ہے خدا کی تم سب نے مجھے جھوٹا کہا اور ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی تم نے میرے ساتھ بخل کیا لیکن ابو بکر نے مجھپر خرچ کیا تم نے مجھے چھوڑ دیا اور ابو بکرؓ نے مجھ سے سلوک کیا اور تابعداری کی۔ بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کیا ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص از روے تکبر اپنا کپڑا زمین پر لٹکائیگا اللہ صاحب اس کو بنظر عنایت قیامت میں نہیں دیکھیگا حضرت ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا اگر میں ہر وقت تھامے نہ رہوں تو میرا تہبند ایک طرف لٹک جاتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ کام از روئے تکبر کے نہیں کرتے ہو۔

مسلم شریف میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص روزہ لے کر اٹھا ہے۔ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کون شخص جنازہ کے ساتھ چلا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں۔ حضورؐ نے دریافت کیا کہ آج مسکین کو کھانا کس نے کھلایا حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ میں نے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ آج کس شخص نے مریض کی عیادت کی حضرت ابو بکرؓ صدیق نے عرض کیا کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ تمام باتیں جمع ہوں وہ ضرور جنتی ہے اس حدیث کو حضرت انسؓ اور عبد الرحمنؓ بن ابو بکرؓ نے بھی بیان کیا ہے اور ان کی روایت میں اتنا اور زیادہ ہی کہ تیرے واسطے جنت واجب ہو گئی۔

بزار نے عبد الرحمن سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صبح کی نماز پڑھکر

صحابہؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ آج تم میں سے کس نے روزہ کا منہ بیسکر صبح کی! حضرت عمرؓ فاروق نے عرض کیا کہ میں تو اپنی نسبت کہہ سکتا ہوں کہ میں آج روزے سے نہیں ہوں۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے کہا کہ رات میں نے روزہ کی نیت کی تھی اور بحمداللہ میں روزہ بیسکر اٹھا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا تم میں سے آج کسی نے مریض کی عیادت کی ہے؟ حضرت عمرؓ نے عرض کی میں اب تک مسجد سے ہی نہیں نکلا چہ جائیکہ مریض کی عیادت کروں۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے فرمایا کہ مجھے خبر ملی تھی کہ بھائی عبدالرحمن کی طبیعت کچھ خراب ہے میں مسجد میں آتی دفعہ ان کے پاس ہو کر آیا ہوں کہ ان کی طبیعت کیسی رہی؟ حضورؐ نے فرمایا کہ آج تم میں سے کسی نے مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت عمرؓ فاروق نے عرض کیا کہ ہمیں تو ابھی آپ نے نماز پڑھائی ہے۔ ہم ابھی تک کہیں نہیں گئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مسجد میں داخل ہی ہوا تھا کہ اچانک ایک مانگنے والا آ گیا میں نے عبدالرحمن کے ہاتھ میں ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا دیکھا اور ان سے لیکر اس سائل کو دیدیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تجھے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں پھر حضورؐ نے ایسے کلمات بھی فرمائے کہ جنسے حضرت عمرؓ بھی راضی ہو گئے اور حضرت عمر فاروق نے یقین کر لیا کہ ایسا کوئی نیک کام نہیں جس میں حضرت ابوبکرؓ صدیق نے سبقت نہ کی ہو ابو یعلی میں حضرت ابن مسعود سے مروی ہے کہ میں ایک روز مسجد میں نماز پڑھکر دعا مانگ رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے مسجد میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا جو مانگو گے پاؤ گے پھر فرمایا جو شخص چاہے کہ میں قرآن شریف ٹھیک اور اچھائی کے ساتھ پڑھوں تو چاہیئے کہ وہ عبداللہ بن مسعودؓ کی قرات اختیار کرے اس کے بعد میں اپنے گھر چلا آیا ذرا دیر کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ مجھے مبارکباد دینے تشریف لائے اور آپ تشریف لئے ہی جانے تھے کہ اتنے میں حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے اور حضرت ابوبکرؓ صدیق کو دیکھکر فرمانے لگے کہ آپ ہمیشہ نیک کام میں آگے ہی رہتے ہیں ربیعہ اسلمی روایت کرتے ہیں کہ مجھ میں اور حضرت ابوبکرؓ میں کچھ بات سی بڑھ گئی اور حضرت ابوبکرؓ نے غصے میں ایسی بات کہدی جو مجھے ناگوار گذری معاً آپ شرمندہ ہو کر

فرمانے لگے۔ ربیعہ! تم بھی مجھے یہی بات کہہ لو کہ بدلہ اتر جائے۔ میں نے کہا یہ ہرگز نہیں ہو سکتا
آپ نے فرمایا تمہیں کہنا ہوگا ورنہ تمہارے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دعویٰ کروں گا
میں نے کہا میں کبھی نہیں کہہ سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابوبکرؓ تشریف لے گئے اور میرے پاس
بنی اسلم کے کچھ لوگ آکر کہنے لگے کہ بھلا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں ناراض ہونے لگے
حالانکہ زیادتی انھیں کی طرف سے تھی اور ابوبکرؓ کس وجہ سے تم پر زیادتی کرتے ہیں اور ایسا
ایسا کہتے ہیں۔ میں نے کہا کہ کیا تم ابوبکر صدیقؓ کی شان نہیں جانتے ہو وہ آیت ثانی اثنین کے
مورد ہیں وہ مسلمانوں کے بزرگ اور بڑے ہیں تم اپنی خیر مانو اگر وہ تمہیں دیکھ لیں گے کہ تم ان
کے مقابلہ میں میری مدد کر رہے ہو وہ غصہ ہو جائیں گے اور جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
تشریف لاویں گے تو ان کے غصہ کی وجہ سے حضورؐ بھی غصہ ہو جاویں گے اور ان دونوں کے
غصے کی وجہ سے خداوند جل و علیٰ بھی غصے اور ناراض ہونگے اور ربیعہ اسوقت بالکل برباد
ہو جائے گا۔ بہرحال میں حضرت ابوبکرؓ کے پیچھے پیچھے چل پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہو بہو سارا قصہ بیان فرمایا۔ آں حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اٹھا کر مجھ سے ارشاد کیا کہ ربیعہ کیا قصہ ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ
اس طرح ہوا اور مجھے انھوں نے ایسی بات کہی جو مجھے ناگوار گذری اور مجھ سے یہ بھی فرمایا
کہ اس کے مثل تو بھی مجھے کہہ لے تاکہ بدلہ اتر جائے مگر حضورؐ میں نے انکار کر دیا۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خبردار وہ کلمہ زبان پر نہ لانا بلکہ یہ کہو کہ اے ابوبکرؓ خداوند تعالیٰ
تمہیں معاف کریں میں نے یہی کہا (احمد) ترمذی ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق سے فرمایا تم غار میں میرے
صاحب اور ساتھی رہے ہو کوثر پر بھی ساتھ رہو گے۔ عبداللہ بن احمد نے اس طرح روایت کیا ہے
کہ ابوبکر غار میں میرے صاحب اور مونس تھے (اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں) بیہقی نے
حضرت حذیفہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اشارہ فرمایا
کہ جنت میں بہت سے پرندے مثل خراسانی اونٹوں کے ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض
کیا یا رسول اللہ وہ تو بڑے اچھے ہونگے آپ نے فرمایا انکے کھانے والے ان سے بھی اچھے ہونگے تم بھی

اُن کے کھانے والوں میں ہو۔ ابویعلی حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج میں جب آسمانوں پر گیا تو میں نے آسمانوں میں جگہ جگہ اپنا نام اور اپنے نام کے پیچھے ابوبکرؓ کا نام لکھا ہوا دیکھا۔ اس حدیث کے اسناد ضعیف ہیں لیکن ابن عباس ابن عمر انس۔ ابی سعید ابوالدرداء کے اسناد کے ساتھ یہ حدیث بھی آئی ہے مگر وہ بھی سب ضعیف اسناد ہیں البتہ ایک اسناد دوسرے اسناد میں تقویت ضرور کرتا ہے۔

ابن ابی حاتم اور ابونعیم سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّة تلاوت کی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کیا اچھے الفاظ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فرشتے موت کے وقت تم سے اسی طرح خطاب کریں گے ابن ابی حاتم عامر بن عبداللہ بن زبیر سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت آیت وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر آپ مجھے حکم فرماتے کہ میں اپنے کو ہلاک کروں تو میں ضرور ہلاک کر ڈالتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچے ہو۔ ابوالقاسم لغوی ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مع اپنے اصحاب کے ایک حوض پر تشریف لائے اور فرمایا ہر ایک آدمی اپنے صاحب اور دوست کی طرف پیرے (تیرے) یہ سنکر ہر شخص اپنے اپنے دوست کی طرف حوض میں تیرا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیقؓ باقی رہ گئے ان سب کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر کی طرف پیر (تیر) کر تشریف لے گئے حتیٰ کہ آپ نے ان سے معانقہ کیا اور فرمایا اگر میں کسی کو اپنا دوست اختتام زندگی تک کا بناتا تو ابوبکرؓ کو بناتا لیکن یہ میرے ساتھی ہیں (ابن عساکر) یہ حدیث تو مرسل ہے لیکن ابن شاہین اور طبرانی نے متصل بھی روایت کی ہے۔ ابن عساکر نے سلیمان بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اچھی خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں جب خداوند تعالیٰ ارادہ کرتا ہے کسی بندہ کو جنت دکھائے تو اس میں سے ایک اس کے اندر ڈال دیتا ہے حضرت ابوبکرؓ نے عرض کیا کہ ان میں سے کوئی خصلت مجھ میں بھی ہے آپ نے فرمایا کہ تم سب خصلتوں کے جامع ہو۔

ابن عساکر نے اس کو دوسرے طریقے سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نیک خصلتیں تین سو ساٹھ ہیں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے مجھ میں بھی کوئی ہے آپ نے فرمایا تمہیں مبارک ہو تم میں تمام خصلتیں ہیں۔ ابن عساکر یعقوب انصاری کے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں لوگ زیادتی اور ہجوم کی وجہ سے لپٹے اڑ بھچکر بیٹھے تھے کہ مثل دیوار قلعہ کے حلقہ ہو جاتا تھا مگر با ایں ہمہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی نشست کی جگہ بافراغت اور کشادہ پڑی رہتی تھی کوئی شخص طمع نہیں کر سکتا تھا کہ آپکی جگہ آکر بیٹھ جائے جس وقت آپ تشریف لاتے تو اپنی جگہ بیٹھ جاتے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اپنا چہرہ اور روئے سخن آپ کی طرف پھیر لیتے اور لوگ سنا کرتے۔

ابن عساکر نے حضرت انسؓ سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابوبکرؓ کی محبت اور ان کا شکر میری تمام امت پر واجب ہے۔ سہل بن سعد نے بھی ایک حدیث اسی طرح بیان کی ہے۔ نیز حضرت عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ تمام آدمیوں سے حساب کیا جائے گا مگر ابوبکر صدیقؓ سے نہیں کیا جائے گا۔

فصل

صحابہ کرام اور سلف صالحین کے کلام حضرت ابوبکرؓ کی شان میں

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہمارے سید یعنی سردار ہیں (بخاری) بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ اگر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ایمان اور تمام اہل زمین کے ایمان کو وزن کیا جائے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایمان کا پلہ غالب رہے گا۔ ابن ابی خیثمہ اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہر بات میں سبقت لے جانے والے اور سب سے اعلیٰ بزرگ ہیں نیز حضرت عمر

فاروق رضی فرمایا کرتے تھے کہ کاش میں حضرت ابوبکر صدیق کے سینے کا ایک بال ہوتا (اسا کو مسدد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے) نیز آپ نے فرمایا ہے کہ میں اس بات کو دوست رکھتا ہوں کہ میں جنت میں ایسی جگہ رہوں کہ ہمیشہ ابوبکر کو دیکھتا رہوں (ابن عساکر اور ابن ابی الدنیا) اور آپ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کے بدن کی خوشبو مشک کی خوشبو سے بہت زیادہ اچھی ہے۔ (ابونعیم) ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ آپ (علی) ایک روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گذرے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ چونکہ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے بیٹھے تھے آپ نے حضرت ابوبکر صدیق کو دیکھ کر فرمایا کہ کوئی نامۂ اعمال والا جو اللہ سے ملاقات کرے گا میرے نزدیک اس کپڑا اوڑھے ہوئے شخص سے زیادہ محبوب نہیں ہے۔ ابن عساکر نے عبدالرحمٰن بن ابوبکر صدیق سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ سے عمر بن خطاب نے کہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے مجھ سے ہر کام میں سبقت کی ہے۔ طبرانی نے اوسط میں بیان کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ ہم نے کبھی نیک کام میں سبقت کی ہے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کام میں اس سے پہلے پایا ہے۔ طبرانی نے اوسط میں جحیفہ کی معرفت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مجھ کو حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہی محبوب ہیں۔ کسی مومن کے دل میں میری محبت اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق کا بغض کبھی جمع نہیں ہو سکتا۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ تین آدمی قریش میں بلحاظ صورت و سیرت بے نظیر اور دل کے عجیب بہادر ہیں۔ اگر وہ تجھ سے باتیں کریں تو وہ تجھ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتے اسی طرح اگر تو ان سے باتیں کرے تو وہ تجھے کبھی جھوٹا نہیں سمجھ سکتے۔ وہ حضرت ابوبکر صدیق، ابو عبیدہ بن جراح اور عثمان بن عفان ہیں۔

ابن سعد نے ابراہیم نخعی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کا لقب ان کے

رحم دل اور مہربانی کی وجہ سے اَوّاہ یعنی بہت رحمدل والے مشہور ہو گیا تھا۔

ابن عساکر نے ربیع بن انس سے روایت کی ہے کہ پہلی کتابوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی کی مثال قطرۂ آب باراں سے دی گئی ہے کہ جہاں گرتا ہے نفع دیتا ہے۔ نیز ربیع بن انس سے ابن عساکر نے ہی بیان کیا ہے کہ ہم نے انبیاء سابقہ کے صحابہ میں جو نظر دوڑائی تو ہم نے کوئی نبی ایسا نہیں پایا کہ جس کا ایک بھی صحابی حضرت ابوبکرؓ جیسا ہو۔ زہری نے کہا ہے کہ ابوبکرؓ صدیق کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ نے اللہ کے بارے میں کبھی شک نہیں کیا (ابن عساکر) زبیر بن بکار کہتے ہیں کہ میں نے بعض اہل علم سے سنا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطیب حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت علی مرتضیٰؓ ہیں ابو حصین نے روایت کیا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد میں انبیاء و مرسلین کے بعد کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ سے افضل نہیں ہوا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مرتدوں پر فوج کشی کرنے میں آپ نے ایک نبی کا سا فعل کیا ہے۔

فصل

نیوری نے اپنی کتاب مجالست میں اور ابن عساکر نے شعبی سے روایت کی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو چار خصلتیں ایسی دی ہیں کہ آجتک کسی کو نہیں دیں۔ اوّل یہ کہ آپ صدیق ہیں اور کسی کا نام صدیق نہیں ہوا دوسرے یہ کہ آپ صاحب غار ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تیسرے ہجرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ چوتھے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام ہونیکا حکم فرمایا اور باقی مسلمانوں کو مقتدی ہونیکا حالانکہ دوسرے تمام مسلمان موجود تھے۔ کتاب مصاحف میں ابن ابی داؤد نے لکھا ہے کہ حضرت ابو جعفر کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مناجات اور سرگوشی سنتے تھے مگر حضرت جبرئیل کو دیکھتے نہیں تھے۔

ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کے وزیر خاص کی جگہ تھے۔ بادشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ہر بات میں مشورہ فرمایا کرتے تھے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلام میں۔ غار میں جنگ بدر کے سائبان میں حتیٰ کہ قبر میں ساتھی ہیں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر کسی کو تقدم اور ترجیح نہیں دیتے تھے۔

فصل

ان احادیث و آیات وکلمات ائمہ میں جو آپکی خلافت کیطرف اشارہ کرتی ہیں۔

ترمذی اور حاکم نے حضرت حذیفہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد ابوبکرؓ و عمرؓ کی اقتدا کرنا (اس کو طبرانی نے ابو الدرداء سے اور حاکم نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے) ابوالقاسم بغوی عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے بعد بہت کم دنیا میں رہیں گے (اس حدیث کے اول جملہ پر تمام محدثین کا اتفاق ہے اور یہ حدیث چند طرق پر وارد ہوئی ہے اور اس کے متعلق شروع کتاب میں بحث کر چکا ہوں) بخاری و مسلم شریف کی وہ حدیث جو ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے قرب وفات میں خطبہ فرمایا تھا اور کہا تھا کہ ایک بندہ کو خدا نے اختیار دیا ہے الخ اس میں آپ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ کوئی دروازہ بند ہونے سے باقی نہ رہے مگر ابوبکر صدیقؓ کا دروازہ کھلا ہے اور ایک روایت میں اس طرح ہے کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں سوائے ابوبکرؓ کی کھڑکی کے بند رہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ یہ اشارہ آپ کی خلافت کی طرف ہے کیونکہ آپ مسجد میں کھڑکی ہی سے نماز پڑھانے کیلئے تشریف لایا کرتے تھے۔ حضرت انسؓ کے یہ الفاظ ہیں جو دروازے مسجد میں جاری ہیں وہ سب بند کر دو مگر ابوبکرؓ کا دروازہ نہیں بند ہوگا (اس کو ابن عدی نے بیان کیا ہے اور ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اور زوائد المسند میں ابن عباس سے اور معاویہ بن ابی سفیانؓ سے طبرانی نے اور انس سے بزار نے بیان کیا ہے) صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں جبیر بن مطعم نے

روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی آپ نے اُسے حکم دیا کہ تو پھر آنا اُس نے عرض کیا کہ اگر میں پھر حاضر خدمت ہوئی اور جناب کو نہ پایا یعنی حضورؐ کی وفات ہوگئی آپ نے فرمایا کہ پھر ابوبکر صدیقؓ کے پاس آنا حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ مجھے بنی مصطلق نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں دریافت کرنیکے لئے بھیجا کہ آپکے بعد ہم اپنے صدقات کسکے پاس بھیجیں آپنے فرمایا ابوبکر صدیقؓ کے پاس (حاکم) ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک عورت حاضر ہوئی جو آپ سے کچھ پوچھنا چاہتی تھی آپنے اس کو فرمایا کہ پھر آنا اُسنے کہا اگر میں آؤں اور جناب کو نہ پاؤں اور حضور کا وصال ہوجائے آپنے فرمایا کہ اگر تو آوے اور میں نہ ہوں تو ابوبکرؓ کے پاس آنا کیونکہ وہ میرے بعد خلیفہ ہیں حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں ارشاد فرمایا کہ اے عائشہ اپنے باپ اور بھائی کو میرے پاس بلا لا تاکہ میں اُنھیں ایک دستاویز لکھدوں کیونکہ مجھے خوف ہے کہ میرے بعد کوئی متمنی خلافت کھڑا ہوجاوے اور کہنے لگے کہ خلافت کیلئے میں بہتر ہوں مگر اللہ تعالیٰ اور مومنین نہیں مانیں گے مگر ابوبکرؓ کو ہی (مسلم شریف) احمد وغیرہ نے اور طریقوں سے بھی بیان کیا ہے انمیں ایک روایت اسطرح بھی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی مرض الموت میں مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ کو بلاؤ تاکہ میں ابوبکرؓ کیلئے ایک دستاویز لکھدوں تاکہ میرے بعد لوگوں میں اختلاف اس بارے میں نہ پڑجائے پھر خود ہی فرمایا کہ خیر چھوڑدو خدا نہ کرے کہ مسلمانوں میں ابوبکر کیلئے اختلاف پڑجائے۔

مسلم شریف میں حضرت عائشہ صدیقہ سے مروی ہے کہ کسی نے حضرت عائشہ رضی سے سوال کیا کہ اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم خلیفہ کرتے تو کس کو کرتے آپ نے فرمایا کہ ابوبکر صدیقؓ کو اُسنے سوال کیا کہ ان کے بعد آپ نے فرمایا عمر فاروقؓ کو اسنے پوچھا ان کے بعد کس کو کرتے آپ نے جواب دیا کہ ابوعبیدہؓ بن جراح کو صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابوموسیٰ اشعری روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو شدت مرض ہوئی تو آپنے فرمایا لوگو! ابوبکر کے پاس جاؤ اور کہو کہ وہ تمہیں نماز پڑھائیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی نے عرض کی

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکرؓ بہت زیادہ نرم دل آدمی ہیں جس وقت وہ مصلے
پر آپکی جگہ کھڑے ہوں گے تو نماز نہیں پڑھا سکیں گے آپ نے فرمایا تو انہیں سے کہہ کہ
نماز پڑھائیں حضرت عائشہؓ نے پھر یہی کہا حضورؐ نے فرمایا تو ابوبکرؓ سے ہی کہہ کہ نماز پڑھائیں
تم عورتیں تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے پاس آدمی آیا اور انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لوگوں
کو نماز پڑھائی یہ حدیث متواتر ہے۔ اسی حدیث کو حضرت عائشہ صدیقہؓ۔ ابن مسعود
ابن عباس۔ ابن عمر۔ عبد اللہ بن زمعہ۔ علی بن ابی طالب۔ حضرت حفصہؓ نے علیحدہ علیحدہ
روایت کیا ہے اور اسکے طریقے حدیث متواتر کے طریقوں میں سے ہیں بعض طریقوں
میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے اس طرح ہے کہ میں نے اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے اس لئے اصرار کیا کہ میرا دل گواہی دے رہا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے جانشین سے لوگ محبت نہیں کریں گے کیونکہ میں یہ سمجھ رہی تھی کہ جو شخص آپ
کے قائمقام ہوگا اس کو لوگ منحوس سمجھیں گے لہذا میں چاہتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم بجائے حضرت ابوبکر کے کسی اور کو کہدیں۔ ابن زمعہ کہتے ہیں کہ جس وقت
لوگوں کو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے لئے حکم فرمایا تو حضرت ابوبکر
صدیقؓ چونکہ تشریف نہیں رکھتے تھے اس لئے حضرت عمر فاروق آگے بڑھے مگر حضور صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا نہیں نہیں نہیں (تین بار) ابوبکرؓ نماز پڑھائیں گے ابن عمر کی حدیث
میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر نے تکبیر تحریمہ کہی تو آپ نے غصہ سے سر اٹھا کر فرمایا
ابو قحافہ کے بیٹے کہاں ہیں (یعنی ابوبکر صدیقؓ) اس حدیث کے متعلق علماء کا قول ہے
کہ یہ حدیث اس بات کی واضح دلیل ہے کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام
صحابہ میں علی الاطلاق افضل ہیں اور خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں اور امامت میں
سب سے بہتر ہیں۔ امام اشعری فرماتے ہیں کہ ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر
صدیقؓ کو حکم فرمایا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں حالانکہ وہاں مہاجرین اور انصار بھی تھے اور آپ ہی کا یہ قول
بھی ہے کہ لوگوں کی امامت وہی شخص کرے جو کتاب اللہ کا سب سے زیادہ عالم ہو تو لا محالہ اور بالبداہۃ

یہ حدیث بتاتی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ تمام قوم یعنی مہاجرین وانصار سے زیادہ عالم قرآن تھے۔ انتہی۔

خود صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بھی اس سے یہی نتیجہ نکالا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی خلافت کے زیادہ مستحق ہیں ان ہی حضرات میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (جنکا قول ہم مابعد کی فصل میں نقل کریں گے) اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں چنانچہ ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانیکا حکم دیا تو اسوقت وہاں میں بھی حاضر تھا بیمار نہ تھا اور میرے ہوش وحواس بھی بجا تھے اس خیال سے ہم اپنی دنیا کیلئے بھی اسی شخص سے راضی ہو گئے جس سے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دین کے لئے راضی ہو گئے تھے۔

علماء فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ ہی میں امامت کے اہل مشہور ہو گئے تھے۔ چنانچہ احمد ابوداؤد نے سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ قبیلہ بنی عمرو بن عوف میں کچھ قضیہ اور مارپیٹ ہو گئی اور یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی پہونچی آپ ظہر کے بعد مصالحت کرانے کی غرض سے انکے پاس تشریف لیگئے اور فرمایا اے بلالؓ اگر نماز کا وقت آجائے اور میں نہ آسکوں تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہنا کہ وہ نماز پڑھائیں پس جب عصر کی نماز کا وقت آیا تو حضرت بلالؓ نے کھڑے ہو کر تکبیر کہی اور حضرت ابوبکرؓ نے انکے کہنے سے نماز پڑھائی ابوبکر شافعی نے غیلانیات میں اور ابن عساکر نے حضرت حفصہ سے روایت کی ہے کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کیا آپنے اپنی بیماری میں ابوبکرؓ کو امام بنایا تھا آپ نے جوابدیا کہ نہیں بلکہ اللہ نے اُن کو امام بنایا تھا۔ دارقطنی نے افراد میں اور خطیب اور ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے جناب باری میں تین مرتبہ تیرے متعلق دریافت کیا کہ تجھے امام بناؤں مگر وہاں سے انکار ہوا اور ابوبکرؓ ہی کو امامت کا حکم ملا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ابن سعد نے روایت کی ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں خواب میں اپنے آپ کو اکثر لوگوں کی گندگی پر گذرتے دیکھتا ہوں آپنے فرمایا تمہیں ضرور لوگوں کا کوئی کام ملیگا عرض کی کہ

میں نے اپنے سینے میں دو نشان دیکھے ہیں۔ حضور نے فرمایا تمہاری مدت خلافت دو سال ہے
ابن عساکر نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ میں ایک روز حضرت عمر فاروقؓ کی خدمت میں حاضر ہوا
تو آپ کے پاس کچھ لوگ کھانا کھا رہے تھے آپ نے پچھلی جماعت کے ایک آدمی پر نظر ڈال کر فرمایا
کہ تم نے انبیاء سابقین کی کتابوں میں کیا پڑھا ہے اس شخص نے عرض کیا کہ ان میں لکھا ہے
کہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلیفہ اس کا صدیق ہوگا۔ ابن عساکر نے محمد بن زبیر سے نقل
کیا ہے کہ مجھے عمر بن عبدالعزیزؒ نے امام حسنؒ بصری کی خدمت میں چند باتیں دریافت کرنے
کی غرض سے بھیجا۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ لوگوں میں حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کے متعلق
اختلاف ہو گیا ہے آپ مجھے اس کا شافی جواب دیجئے کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں
خلیفہ بنایا تھا۔ آپ غصہ میں بیٹھ گئے اور فرمایا افسوس کیا اسے بھی اس میں شک ہے اللہ کی قسم خدا
ہی نے ان کو خلیفہ بنایا تھا اور کیونکہ اللہ صاحب انکو خلیفہ نہ بناتے وہ سب سے زیادہ عالم سب سے زیادہ
متقی تھے وہ خدا سے بہت ڈرتے تھے اگر انکو حکم نہ ملتا تو ہرگز اس پر نہ مرتے ابن عدی نے ابوبکر
بن عیاش سے روایت کی ہے کہ مجھ سے ہارون رشید نے کہا کہ لوگوں نے ابوبکر صدیقؓ کو خلیفہ
کسطرح بنالیا میں نے کہا یا امیر المومنین اس معاملہ میں خدا اور اس کا رسول اور تمام مسلمان خاموش اور
ساکت رہے۔ خلیفہ ہارون رشید نے کہا ذرا کھول کر بیان کیجئے۔ میں نے کہا یا امیر المومنین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم آٹھ روز تک بیمار رہے اس اثناء میں حضرت بلالؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لوگوں کو نماز کون پڑھائے آپ نے فرمایا ابوبکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت ابوبکرؓ
صدیق نے آٹھ روز تک نماز پڑھائی اور ان ایام میں وحی برابر آتی رہی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم خداوند تعالیٰ کے سکوت کی وجہ سے ساکت رہے اور تمام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خاموشی کی وجہ سے خاموش رہے۔ ہارون رشید کو یہ بات بہت پسند آئی اور کہا کہ
بارک اللہ فیک۔ علماء کے ایک گروہ نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا ثبوت دیا ہے بیہقی نے بیان
کیا کہ امام حسن بصری نے اس آیت سے استنباط کیا ہے يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا مَنْ يَرْتَدَّ مِنْكُمْ
عَنْ دِينِهِ فَسَوْفَ يَأْتِي اللَّهُ بِقَوْمٍ يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ (یعنی اے لوگو! جو ایمان لائے ہو
جو شخص تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے تو پرواہ نہیں کیونکہ عنقریب اللہ صاحب ایک ایسی

قوم کو لا دیں گے کہ اللہ صاحبان سے اور وہ اللہ صاحب سے محبت کرینگے امام حسن نے فرمایا واللہ وہ ابو بکر اور ان کے اصحاب ہی تھے جب عرب مرتد ہو گئے تو حضرت ابو بکر اور ان کے اصحاب ہی نے جہاد کر کے انکو پھر مسلمان بنایا۔ یونس بن بکیر نے قتادہ سے لکھا ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی تو بعض عرب قوم مرتد ہو گئی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے ان سے جہاد اور قتال کیا حتی کہ ہم آپسمیں کہتے تھے کہ یہ آیت فَسَوْفَ يَأْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ الخ حضرت ابو بکرؓ اور آپکے اصحاب ہی کے بارے میں نازل ہوئی ہے ابن ابی حاتم نے جویبر سے روایت کی ہے کہ آیت قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ سَتُدْعَوْنَ إِلَىٰ قَوْمٍ أُولِي بَأْسٍ شَدِيدٍ میں سخت لڑنیوالوں سے مراد بنو خلیفہ کا قبیلہ ہے۔ ابن ابی حاتم اور ابن قتیبہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت پر حجۃ اور دلیل ہے کیونکہ حضرت ابو بکر صدیقؓ ہی نے لوگوں کو انکی لڑائی کیطرف دعوت دی ہے شیخ ابو الحسن اشعری کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس بن شریح سے سنا آپ کہتے تھے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت قرآن شریف کی اس آیت سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ اہل علم کا اس کے اوپر اتفاق ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سوائے ابو بکر صدیقؓ کے کسی نے جہاد نہیں کیا۔ پس یہ آیت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت کے واجب ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ کی تابعداری فرض بتلاتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ جو شخص اس کو نہ ماننے وہ ضرور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ بعض نے اس آیت کی تفسیر جنگ روم و شام اور فارس سے کی ہے مگر وہ بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ پر ہی پورے طور سے چسپاں ہوتی ہے کیونکہ آپ ہی نے اول ان کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ فرمایا تھا اگرچہ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں ختم کو پہونچی لیکن وہ دونوں حضرات بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ہی فروعات تھے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الخ بھی بالکل آپ ہی کی خلافت پر منطبق ہوتی ہے۔ ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں عبد الرحمٰن ابن عبد الحمید المہدی سے روایت کرتے ہیں کہ خلافت حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروقؓ کی اللہ تعالیٰ کے اس قول سے ثابت ہوتی ہے۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ الخ

خطیب نے ابوبکر بن عیاش کا قول نقل کیا ہے کہ ابوبکر صدیقؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں اور قرآن شریف سے یہ خلافت ثابت ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ لِلْفُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِيْنَ تا قول اولٰٓئِكَ هُمُ الصَّادِقُوْنَ صادقون سے مراد اصحاب ہیں اور جس کسی کو خداوند تعالیٰ صدیق کہیں وہ کبھی جھوٹا نہیں ہوسکتا اور صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو یا خلیفہ رسول اللہ کہکر ہمیشہ مخاطب کیا ہے۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ استنباط نہایت احسن ہے زعفرانی کہتے ہیں کہ میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے سُنا ہے آپ فرماتے تھے کہ خلافت ابوبکر صدیقؓ پر اجماع ہے کیونکہ جب لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بہت پریشان ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہتر ان کو دنیا کے پردہ پر کوئی شخص نہیں معلوم ہوا تو لامحالہ تمام نے آپ سے بیعت کی (بیہقی) اسد السنہ نے فضائل میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کو کبھی حضرت ابوبکرؓ کی خلافت میں شک نہیں ہوا آپ کو وہ ہمیشہ خلیفہ رسول اللہ کہتے رہے اور نہ کبھی صحابہ کا اجماع خطا اور ضلال پر ہوسکتا تھا حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جس چیز کو تمام مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جس کو مسلمانوں نے برا خیال کیا وہ اللہ کے نزدیک بھی بُرا ہے اور تمام مسلمانوں نے چونکہ خلافت ابوبکرؓ صدیق کو حسن سمجھا ہے اس لئے وہ خلافت اللہ کے نزدیک بھی احسن ہے حاکم اور ذہبی نے لکھا ہے کہ ایک روز خلافت ابوبکر صدیقؓ کے بعد ابوسفیان بن حرب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر کہنے لگے کہ لوگوں کی بات دیکھ کہ قریش کے ایک ادنیٰ اور رذیل آدمی سے (معاذ اللہ) بیعت کر لی اگر آپ چاہیں تو مدینہ کو سوار اور پیدل فوج سے بھر دونگا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا اے ابوسفیان تو نے زمانہ دراز تک اسلام اور اہل اسلام سے دشمنی کی تو کیا بگاڑ لیا مجھے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں کچھ حرج نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ وہ ہر طرح اسکے مستحق اور لائق ہیں۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت میں

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب

حج سے واپس تشریف لائے تو آپ نے خطبہ میں فرمایا مجھے یہ خبر ملی کہ فلاں شخص کہتا ہو جب عمرؓ مرجاویگا تو میں فلاں سے بیعت کرلوں گا کوئی شخص اس دھوکہ میں نہ رہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت تھوڑے سے آدمیوں نے اول بلا سوچے سمجھے اچانک کرلی تھی اگرچہ بات اسیطرح ہے مگر اس میں بھی شک نہیں کہ لوگوں کو خداوند تعالیٰ نے خلافت کے متعلق فتنہ و فساد سے بچا لیا اور تمہارے اندر آج کوئی بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ جسکو حضرت ابوبکر صدیق کیطرح متفق طور پر لوگ اپنا حاکم بنالیں۔ ابوبکر صدیقؓ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم سب میں بہتر تھے قصہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت علی اور زبیر اور ان کے ساتھی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں ٹھہر گئے اور تمام انصار بھی ہمسے جدا ہوکر سقیفہ بنی ساعدہ میں مجتمع ہوگئے۔ مہاجرین حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس آئے میں نے حضرت ابوبکرؓ صدیق سے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ ہمارے بھائی انصار پاس چلئے آپ ہمارے ساتھ چلے راستے میں دو مرد صالح ہمکو ملے انھوں نے ہم سے کہا کہ تم انصار کے پاس مت جاؤ اور تم خود مہاجری آپسمیں کچھ طے کر کرالو میں نے کہا واللہ ہم وہیں جائیں گے ہم جب سقیفہ بنی ساعدہ میں پہنچے تو دیکھا کہ سب وہاں جمع ہیں اور درمیان میں ایک شخص چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے میں نے کہا یہ کون ہے اور اسے کیا ہوا لوگوں نے کہا سعد بن عبادہ بیمار ہے جب ہم بیٹھ گئے تو ان کا خطیب کھڑا ہوا اور حمد و ثنا کے بعد کہنے لگا کہ ہم انصار خدا کے لشکر ہیں اور اے مہاجرین تم چند آدمی ہو باوجود اس کے تمہارا ارادہ ہے کہ تم ہماری جڑ کاٹ دو اور ہمکو نکال باہر کرو اور ہمارا خلافت سے واسطہ ہی نہ رکھو جب وہ تقریر کرکے چپ ہوا تو میرا ارادہ تھا کہ میں کچھ کہوں کیونکہ میں نے پہلے ہی سے ایک مضمون نہایت عمدہ سوچ رکھا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے کہنے سے روک دیا چونکہ میں انکا زیر بار احسان تھا۔ نیز آپ مجھ سے زیادہ حلیم اور معزز تھے اس لئے میں چپ رہا اور میں نے ان کو ناخوش کرنا بھی گوارا نہ کیا آپ مجھ سے زیادہ عالم بھی تھے واللہ جو میں کہنا چاہتا تھا اور سوچکر مضمون بنایا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فی البدیہہ وہی تقریر کرنی شروع کی بلکہ اس سے بہتر آپنے فرمایا۔

اما بعد جو کچھ تم نے اپنے اچھائی اور بہترائی کے متعلق ذکر کیا سو تم واقعی

ایسے ہی ہو تمام عرب جانتا ہے کہ حکومت ہمیشہ قریش کی رہی ہے کیونکہ قریش نسب میں اور سکونت کے لحاظ سے تمام عرب سے افضل و بہتر ہیں۔ لہذا خلافت خاص قریش ہی کا حق ہو سکتا ہے میرا اور ابو عبیدہ کا ہاتھ پکڑ کر آپ نے فرمایا کہ میں تم سے خوش ہوں کہ ان میں سے جس سے چاہو تم بیعت کر سکتے ہو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو کچھ کہا میں اس سے متفق تھا مگر جس وقت بیعت کے لئے آپ نے میرا نام پیش کیا تو مجھے برا معلوم ہوا واللہ اگر میری گردن ماردی جاتی تو مجھے ناگوار نہ معلوم ہوتا بہ نسبت اسکے کہ میں اس قوم پر حکمراں ہوتا کہ جس میں ابوبکرؓ ہوں۔ انصار میں سے ایک شخص نے کہا کہ ہم بھی قریش کے مددگار اور قابل عزت لوگ ہیں بہتر ہو کہ ایک شخص ہم میں سے اور ایک تم میں سے حاکم مقرر ہو اسپر بہت غوغا اٹھا اور شور مچا حتیٰ کہ مجھے اندیشہ ہوا کہیں فساد نہ پیدا ہو جائے میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کہا کہ آپ ہاتھ لائیے آپ نے ہاتھ بڑھایا اور میں نے سب سے پہلے بیعت کر لی پھر مہاجرین نے پھر انصار نے بھی بیعت کر لی اللہ اللہ کیسا نازک اور عجیب وقت تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی بیعت سے بہتر کوئی بھی کام نہیں تھا اور مجھے ڈر تھا کہ کہیں مسلمانوں میں تفرقہ نہ پیدا ہو جائے اگر وہ اپنی بیعت علیحدہ کرتے تو پھر ہمیں بھی اسی شخص سے کہ جس سے ہماری مرضی نہ ہوتی بیعت کرنی پڑتی اور اگر ہم مخالفت کرتے تو فساد بڑھتا۔

نسائی اور حاکم اور ابویعلیٰ نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہو کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہو گئی تو انصار نے کہا کہ ایک حاکم ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہونا چاہئے۔ حضرت عمر بن خطاب ان کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا اے معاشر الانصار کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم فرمایا تھا کہ تم لوگوں کی امامت کرو۔ اب تمہیں انصاف سے کہو کہ تم میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے بہتر کون شخص ہے کہ ان سے آگے بڑھے۔ انصار نے کہا نعوذ باللہ ہم حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کبھی آگے نہیں ہو سکتے۔ ابن سعد۔ حاکم اور بیہقی نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو لوگ سعد بن عبادہ کے مکان پر مجتمع ہوئے ان میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ بھی تھے۔

انصار کے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے مہاجرین جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے واسطے کسی شخص کو کہیں بھیجتے تھے تو اس کے ساتھ دوسرا آدمی بھی ہم میں سے کر دیتے تھے لہذا ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ ایک امیر تم میں سے ہو جائے اور ایک ہم میں سے اس کے بعد انصار کے چند آدمیوں نے اسی طرح بیان کیا حضرت زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور آپ نے بیان فرمایا کہ کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے لہذا ان کا خلیفہ بھی مہاجرین میں سے ہونا چاہیئے اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انصار اور مددگار تھے لہذا ان کے خلیفہ کے بھی یار و مددگار رہونے چاہئیں۔ پھر آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ یہ تمہارے سردار اور حاکم ہیں پھر آپ نے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اور پھر دیگر مہاجرین اور انصار رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے بیعت کی اسکے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر تشریف لیگئے اور آپ نے حاضرین پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا کہ زبیر نظر نہیں آتے ان کو بلاؤ جب وہ آئے تو آپ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی کے بیٹے ہو کر اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حواری بن کر مسلمانوں کی کمر توڑنا چاہتے ہو۔ اور مسلمانوں کو کمزور کرنا چاہتے ہو حضرت زبیرؓ نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ فکر نہ کیجئے پھر آپ کھڑے ہوئے اور بیعت کر لی اس کے بعد پھر آپ نے قوم پر نظر دوڑائی اور فرمایا میں حضرت علیؓ کو بھی نہیں دیکھتا انہیں بھی بلاؤ جس وقت آپ آئے تو آپ نے فرمایا۔ علیؓ تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور داماد نبی ہو کر اسلام کو کمزور کرنا چاہتے ہو انھوں نے بھی کہا فکر نہ کیجئے اور بیعت کر لی۔

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں لکھا ہے کہ انس بن مالک کہتے ہیں کہ جب بیعت سقیفہ ہو چکی تو اگلے روز حضرت ابوبکر صدیقؓ منبر پر تشریف لے گئے مگر آپ کے خطبہ سے پہلے حضرت عمر فاروقؓ کھڑے ہوئے اور آپ نے حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا لوگو! خداوند تعالیٰ نے تمہیں ایسے شخص کے پاس جمع کر دیا ہے جو سب میں بہتر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صاحب اور غار میں ساتھی تھا تم کھڑے ہو جاؤ اور ان سے بیعت کرو تب لوگوں نے آپ سے

بیعت عامہ کی جو بیعت سقیفہ کے بعد واقع ہوئی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کھڑے ہوئے اور حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ آپ لوگوں نے مجھے امیر بنایا ہے اگرچہ میں اس قابل نہیں تھا کیونکہ میں تم سے بہتر نہیں ہوں۔ اگر میں بھلائی کروں تو تم میری مدد کرنا اور اگر برائی کروں تو مجھے درست اور ٹھیک کرنا۔ سچائی امانت ہے اور جھوٹ خیانت ہے تم میں سے ضعیف لوگ میرے نزدیک اُس وقت تک قوی ہیں جب تک میں انکا حق نہ دلوا دوں (انشاء اللہ) اور تمہارے قوی ضعیف ہیں جب تک کہ ان سے دوسروں کا حق نہ دلوا دوں انشاء اللہ جس قوم نے جہاد چھوڑ دیا وہ ذلیل ہوگئی جس قوم میں بدکاری پھیل گئی اللہ تعالیٰ نے انکو بلا میں گرفتار کر دیا۔ جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی تابعداری کروں تم میری اطاعت کرنا اور جب میں اللہ اور اسکے رسول کی نافرمانی کروں (العیاذ باللہ) تو میری اطاعت تم کو جائز نہ رہیگی بس چلو نماز پڑھو خداوند تعالیٰ تم پر رحم فرمادیں۔ موسیٰ بن عقبہ نے اپنے مغازی میں اور حاکم نے عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے یہ خطبہ فرمایا واللہ مجھے دن رات میں کبھی امارت کا شوق نہیں ہوا نہ میں نے اس کی حرص کی نہ میں نے اللہ سے اسکی ظاہر و باطن میں دعا مانگی اصل یہ ہے کہ مجھے ڈر تھا کہ کہیں فتنہ نہ پیدا ہو جائے نہ مجھے خلافت میں کوئی راحت ہے مجھے ایک بہت بڑا کام سپرد کر دیا گیا ہے اور میری گردن میں طاقت سے زیادہ بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ مگر مجھے اللہ کی طاقت اور قوت پر پورا بھروسہ ہے یہ سنکر حضرت علیؓ اور زبیرؓ نے کہا ہمیں غصہ صرف اسوجہ سے ہوا کہ ہم مشورۂ خلافت میں کیوں شریک نہیں تھے حالانکہ ہم خوب جانتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی خلافت کے سب سے زیادہ حقدار ہیں کیونکہ آپ غار میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ہمیں آپ کی فضیلت بھی معلوم ہے اور یہ بھی معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں آپ کو امامت کے لئے فرمایا تھا۔

ابن سعد ابراہیم تیمی سے روایت کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوعبیدہ بن جراح کے پاس تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا کہ لائیے میں آپکے ہاتھ پر بیعت کرلوں کیونکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

آپ کو اس امت کا امین کہا ہے۔ ابو عبیدہؓ نے جواب دیا کہ میں تمہیں بڑا عقلمند سمجھتا تھا آج تم ضعیف الرائے کیوں ہو تم مجھ سے بیعت کرتے ہو حالانکہ تم میں صدیق ثانی اثنین فی الغار موجود ہیں۔ ابن سعد نے محمد سے بھی روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضرت عمرؓ فاروق سے فرمایا لاؤ ہاتھ بڑھاؤ میں تم سے بیعت کرنا چاہتا ہوں حضرت عمر فاروقؓ نے کہا آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو اسی طرح رد و بدل رہا آخر حضرت عمر فاروقؓ نے کہا کہ آپ مجھ سے زیادہ بزرگ ہیں اور میری قوت بھی آپ ہی کے لئے ہے۔ پھر آپ نے بیعت کر لی۔

حمید بن عبد الرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو حضرت ابو بکر صدیقؓ مدینہ میں کسی دوسری جگہ تشریف رکھتے تھے۔ آپ یہ خبر جانکاہ سنکر آئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ منور کھول کر آپ نے اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ جیسے عالم حیات میں خوب صورت اور پاکیزہ تھے بعد از وفات بھی اب آپ ویسے ہی خوبصورت اور پاکیزہ ہیں قسم ہے رب کعبہ کی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انتقال ہو چکا عبد الرحمن بن عوف ذکر کرتے ہیں کہ پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ انصار کے پاس تشریف لیگئے اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے وہاں پہنچکر ایک تقریر کی۔ دوران تقریر میں آپ نے کل وہ آیات و احادیث جو انصار کی شان میں وارد ہوئی ہیں بیان فرمائیں اور فرمایا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر لوگ کسی جنگل میں جائیں اور انصار دوسرے جنگل میں تو میں انصار کے ساتھ جاؤں گا اور اے سعد کیا تمہیں یاد نہیں ہے کہ ایکدفعہ تمہارے سامنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ خلافت قریش کے لئے ہے۔ نیک لوگ ان کی نیکیوں کی تابعداری کریں گے اور برے لوگ ان کے بروں کی تابعداری کریں گے۔ سعد نے جواب دیا آپنے سچ فرمایا ہم وزیر ہیں اور آپ لوگ امراء ہیں (احمد)

ابن عساکر نے ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت ہو چکی تو آپ نے قیافہ سے معلوم کیا کہ بعض لوگوں کو کچھ انقباض ہے آپنے فرمایا لوگو تمہیں کون چیز مانع ہے کیا میں سب سے اول مسلمان نہیں ہوا کیا نہیں ہوا کیا نہیں ہوا۔ آپنے اپنی چند فضیلتیں

بیان کرکے کہا کہ کیا میں تم سب سے زیادہ خلافت کا مستحق نہیں ہوں احمد نے لکھا ہے کہ رافع طائی نے بیان کیا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی خلافت کا تمام قصہ بیان فرمایا اور جو کچھ عمرؓ نے اور انصاریوں نے کہا تھا وہ بیان کرکے آپ نے فرمایا کہ پھر مجھ سے لوگوں نے بیعت کر لی اور میں نے خلافت کو اسلئے قبول کر لیا کہ کہیں فتنہ نہ ہو جائے اور فتنہ کے بعد کہیں لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ ابن اسحٰق نے اور ابن عابد نے اپنے مغازی میں رافع طائی سے اس طرح بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے عرض کیا کہ آپ تو مجھے دو آدمیوں کی امارت سے بھی منع فرمایا کرتے تھے آپ نے یہ خلافت کیسے قبول فرمائی آپ نے فرمایا کہ میں نے اس سے کوئی چارۂ کار نہ پایا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں امت محمدیہ میں تفرقہ نہ پڑ جائے قیس ابن ابی حازم کہتے ہیں کہ ایک روز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے ایک ماہ بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا تو آپ نے بیعت کا تمام قصہ بیان فرمایا فوراً لوگوں میں نماز کا اعلان کیا گیا لوگ اکٹھے ہو گئے آپ منبر پر تشریف لیگئے اور فرمایا حاضرین! مجھے بخوشی منظور ہے کہ تم کسی دوسرے شخص کو خلیفہ بنا لیتے کیونکہ اگر تم مجھ سے بالکل اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ چاہو تو مجھے اس کی طاقت نہیں اس لئے کہ وہ شیطان سے بچے ہوئے تھے و نیز ان کے پاس وحی آتی تھی۔ ابن سعد نے حسن بصریؒ سے اس طرح لکھا ہے کہ جب حضرت ابوبکرؓ سے بیعت ہو چکی تو آپ منبر پر تشریف لے گئے اور حمد و صلوٰۃ کے بعد فرمایا حضرات! میں اگرچہ خلیفہ ہو گیا ہوں مگر میں خوش نہیں ہوں واللہ اگر کوئی تم میں سے اس اہم کام کو انجام دے سکے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لیلے اب جبکہ تم نے یہ تکلیف بالا تفاق مجھے دی ہے اگر تم مجھے مجبور کرو کہ صرف سنت کے موافق درست رہوں تو ممکن نہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوتی تھی لیکن میں تمہارے ہی مثل ایک آدمی ہوں کسی سے بہتر نہیں ہوں جب تک مجھے راہ راست پر دیکھو میری تابعداری کرو اور جب سر مو بھی فرق پاؤ تو مجھے درست کرو یاد رکھو شیطان میرے ساتھ بھی لگا ہوا ہے جب مجھے غصہ آجائے تو مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ اپنے اشعار وغیرہ میں میری تعریف نہ کرنا۔

ابن سعد اور خطیب نے مالک عن عروہ سے بیان کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے

تو آپ نے خطبہ میں حمد و ثنا کے بعد فرمایا کہ میں اگرچہ تمہارا امیر ہوگیا ہوں مگر میں تم سے بہتر نہیں ہوں لیکن قرآن شریف نازل ہو چکا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طریقہ سنت تبلا دیا اور ہم نے اچھی طرح جان بوجھ لیا لوگو اب تم جان لو بڑا عقلمند وہی شخص ہو جو پرہیزگار ہے اور سب سے زیادہ احمق و بیوقوف بدکار فاسق ہے۔ تمہارے قوی میرے نزدیک جب تک ضعیف ہیں جب تک میں ان سے لوگوں کا حق نہ دلوا دوں اور تمہارے ضعیف میری نظر میں جبتک قوی ہیں تب تک میں انکا حق نہ دلوا دوں۔ حاضرین! میں متبع سنت ہوں بدعتی نہیں ہوں جب میں نیکی کروں تو میری مدد کرنا اور اگر میں ڈگمگا جاؤں تو مجھے متنبہ کرنا میں بس یہی کہنا چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تم سب کے لئے مغفرت مانگتا ہوں۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص ان شرائط بالا کے سوا امام نہیں ہو سکتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو چکا تو مکہ شریف میں ایک کھلبلی اور کہرام سا مچ گیا جس وقت حضرت ابوقحافہؓ نے شور سا سُنا تو پوچھا کیا ہے عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا۔ کہا افسوس بہت بڑا امر واقع ہوا۔ پھر پوچھا کہ آپ کے بعد آپکی جگہ کون ہوا کہا آپ کا بیٹا۔ کہا کیا بنی عبدمناف اور بنی مغیرہ اسپر راضی ہوگئے کہا۔ ہاں۔ آپ نے فرمایا سچ ہے خدا جسے بڑھاتا ہے اسکو کون گھٹا سکتا ہے اور جسے گھٹاتا ہو اُس کو کون بڑھا سکتا ہے۔

واقدی نے چند طریقوں سے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابن عمرؓ اور سعیدؓ بن مسیب وغیرہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ھ بروز دوشنبہ بیعت کی گئی طبرانی نے اوسط میں حضرت ابن عمرؓ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کبھی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ آپ واصل بحق ہوئے اسی طرح حضرت عمرؓ فاروق حضرت ابوبکر صدیق کی جگہ اور حضرت عثمانؓ غنی حضرت عمرؓ کی جگہ کبھی تا اختتام زندگی نہیں بیٹھے۔

فصل

جو زمانہ خلافت حضرت ابوبکر صدیقؓ میں واقع ہوا

تنقید جیش اسامہ۔ مرتدین اور مانعین زکوٰۃ اور مسیلمہ کذاب سے جنگ جمع قرآن

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا تو عرب کے بعض لوگ مرتد ہو گئے اور کہنے لگے ہم نماز تو پڑھیں گے مگر زکوٰۃ نہیں دینگے میں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف متوجہ کیجئے اور ان سے نرمی برتئے۔ یہ تو وحشی قوم ہیں آپ نے فرمایا میں تو تم سے مدد کی امید کر رہا تھا۔ خلاف اس کے تمہیں میری ہی تباہی کا فکر ہے زمانہ جاہلیت میں تو تم بڑے مستعد تھے۔ اسلام میں تم سست پڑ گئے۔ کس ذریعہ سے میں انکے دلوں کو متوجہ کروں معاذ اللہ باتیں بناؤں یا جادو کروں۔ افسوس صد افسوس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے وحی بند ہو گئی۔ واللہ جب تک میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ ہے میں ان سے جہاد کروں گا اگرچہ مجھے کوئی معمولی رسّی وغیرہ بھی نہ دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ کو اس امر میں اپنے سے زیادہ سخت اور مستعد پایا اور لوگوں کو اسطرح سدھایا کہ میرے لئے بہت سی آسانیاں ہو گئیں۔

ابو القاسم بغوی اور ابوبکر شافعی اپنے فوائد میں اور ابن عساکر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جب انتقال ہو چکا تو نفاق نے سر اٹھایا عرب مرتد ہو گئے اور انصار نے علیحدگی اختیار کی اگر اتنی مشکلات پہاڑ پر پڑتیں تو وہ بھی نہ اٹھا سکتا۔ لیکن میرے والد ماجد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عجب استقلال سے ہر ایک مشکل کا مقابلہ کیا اور اپنے ناخن تدبیر سے ہر مسئلہ کی عقدہ کشائی کی۔ سب سے پہلا اختلاف یہ ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں مدفون ہوں اسکے متعلق سب خاموش تھے اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ہی فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ہر ایک نبی وہیں دفن ہوتا ہے جہاں اس کا انتقال ہوتا ہے۔ دوسرا قضیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی میراث کا واقع ہوا اس میں بھی کسی کو کچھ علم نہ تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث نہیں ہوتا ہمارا کل ترکہ صدقہ

ہوتا ہے۔

اعلما فرماتے ہیں کہ سب سے پہلا اختلاف آپ کے دفن کے متعلق ہوا۔ بعض کہتے تھے کہ چونکہ مکہ معظمہ پیدائش گاہ ہے آپ وہاں دفن ہونے چاہئیں۔ بعض کہتے تھے کہ مسجد نبوی میں۔ بعض بقیع میں۔ بعض بیت المقدس کی رائے دیتے تھے اور اسی کو مدفن انبیاء بتلاتے تھے حتیٰ کہ ابوبکر صدیق رض کو اس کی خبر ہوئی اور آپکے فرمان پر باحسن وجوہ اس مسئلہ کی عقدہ کشائی ہوگئی۔ ابن زنجویہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت ابوبکر کی ہی حدیث تھی مگر تمام مہاجرین و انصار کو آپ کی طرف آپ کے وفور علم کے باعث رجوع کرنا پڑا۔ بیہقی اور ابن عساکر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ قسم ہے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی اگر حضرت ابوبکر صدیق رض خلیفہ نہ ہوتے تو روئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا۔ اسی طرح آپ نے تین مرتبہ کہا۔ لوگوں نے کہا اے ابوہریرہؓ ایسا کیوں کہتے ہو۔ آپنے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہؓ بن زید کو لشکر دیکر شام کی طرف روانہ کیا تھا ابھی اسامہؓ نے ذی خشب میں ہی پڑاؤ کیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوگیا اور حوالی مدینہ کے عرب مرتد ہوگئے صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ آپ اس لشکر کو واپس بلا لیجئے کیونکہ ۔۔ و مدینہ میں لوگ مرتد ہوگئے ممکن ہے کہ یہاں ضرورت لاحق ہو۔ آپ نے فرمایا قسم ہے وحدہٗ لاشریک لہٗ کی اگر پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے پاؤں کتے گھسیٹیں تو بھی جس لشکر کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھیجا ہے ہرگز نہ لوٹاؤں گا اور جس جھنڈے کو خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے باندھا ہو اسکو کبھی نہ کھولونگا پس آپنے اسامہ کو بھیجدیا اسامہ راستہ میں جس قبیلہ کے پاس سے گذرتے تھے اور وہ قبیلہ ارتداد کا ارادہ رکھتا تھا تو اس قوم کو دہشت ہو جاتی تھی اور وہ قبیلہ آپسمیں کہتا تھا کہ اگر ان میں طاقت نہ ہوتی تو یہ ایسے وقت میں دوسروں پر کبھی لشکر کشی نہ کرتے۔ لیکن دیکھو رومیوں کے مقابلہ میں کیا ہوتا ہے۔ جب یہ لشکر سلطنت روم کی حدود میں پہنچا تو طرفین کا مقابلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر فتح حاصل کرکے سالم و غانم واپس ہوا تو سب اسلام پر جمے رہے۔

حضرت عروہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت مرض میں اسامہ کے لشکر

کو چلنے کا حکم دیا جس وقت اُسامہ جرف میں پہنچا تو اُن کی بیوی فاطمہ بنت قیس نے ان کے پاس کسی کو بھیجکر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حالت غیر ہے ابھی تم جلدی نہ کرو وہ وہیں ٹھہرے رہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا تو اسامہ بن زیدؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف جانے کا حکم دیا تھا لیکن اس وقت حالت نازک ہے مجھے خوف ہے کہ عرب مرتد نہ ہو جائیں اگر وہ مرتد ہو گئے تو سب سے پہلے اُن سے مقابلہ کے لئے میں تیار ہوں اگر مرتد نہ ہوں تو میں چلا جاؤں میرے ساتھ چونکہ اچھے نوجوان سپاہی اور بڑے بڑے سردار ہیں اس لئے عرض کیا گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اللہ کی قسم اگرچہ میری جان پر کچھ بنجائے اور پرندے میرا گوشت نوچنے لگیں تب بھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام میں کچھ ترمیم و تنسیخ نہ کروں گا۔ یہ کہکر آپ نے حضرت اسامہؓ کو روانہ کر دیا (ابن عساکر)

ذہبی کہتے ہیں کہ جب اطراف مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر مشہور ہو گئی تو عرب کے بہت سے گروہ اسلام سے پھر گئے اور زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا حضرت صدیق اکبرؓ نے ان پر فوج کشی کا حکم نافذ فرمایا مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ وغیرہ نے آپ کو روکا آپ نے فرمایا واللہ اگر وہ ایک سال کا بھی صدقہ حتیٰ کہ بکری کا بچہ جو وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ادا کیا کرتے تھے روکیں گے تو میں اُن سے جنگ کروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ آپ ان سے کس طرح جنگ کر سکتے ہیں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں حکم دیا گیا ہوں کہ میں لوگوں سے یہاں تک جنگ کروں کہ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ الرَّسُوْلُ اللّٰہِ کہنے لگیں جس نے یہ کلمہ طیبہ پڑھ لیا تو ان کا مال اور خون مجھ پر منع ہو گیا مگر بوجہ ادائے حق کے اور اسکا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔ پھر آپ کسطرح لڑ سکتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا واللہ میں ان سے نماز اور زکوٰۃ کے فرق سمجھنے میں لڑوں گا کیونکہ زکوٰۃ بھی اپنے مال کا حق ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے مگر بوجہ ادائے حق کے

حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ واللہ خداوند تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سینہ کھولدیا تھا میں نے بھی پہچان لیا کہ آپ حق پر ہیں۔ حضرت عروہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مہاجرین اور انصار کے ساتھ نکلے اور نجد کے قریب پہونچکر مرتدین عرب کو شکست فاش دی اور بدوی لوگ مع بیوی بچوں کے بھاگ گئے تو لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ آپ مکان واپس جایئے اور لشکر پر کسی کو امیر بنا کر ساتھ بھیجد یجئے جب لوگوں نے زیادہ اصرار سے کہا تو آپ لوٹ آئے اور آپ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو امیر مقرر فرما کر یہ کہدیا کہ اگر یہ اسلام لے آئیں اور زکوٰۃ ادا کردیں تو تم میں سے جو شخص چاہے وہ بھی آسکتا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جس وقت جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ گھوڑے پر سوار ہوکر جہاد کے لئے تشریف لیجانے لگے تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے گھوڑے کی باگ پکڑلی اور کہا کہ میں آپ سے وہی کہتا ہوں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ آپ سے فرمایا تھا کہ آپ اپنی تلوار میان میں کیجئے اور ہمیں کسی ناگہانی بلا میں نہ پھنسایئے اور مدینہ کو لوٹ چلئے واللہ اگر خدانخواستہ آپکی ذات ستودہ صفات پر کچھ پیش آگئی تو یہاں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ نظام اسلام کو بھی قائم رکھ سکے (دارقطنی)

حنظلہ بن علی اللیثی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے حضرت خالدؓ بن ولید کو روانہ کیا اور یہ نصیحت فرمائی کہ پانچ ارکان پر ان سے مقابلہ کرنا اگر ان پانچوں میں سے وہ ایک کا بھی انکار کریں تو ان سے اسی طرح لڑنا جس طرح پانچوں سے لڑتے وہ پانچ ارکان یہ ہیں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا اقرار کرنا۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا روزہ رکھنا۔ خالد بن ولید اور آپ کے ہمراہی جمادی الآخر میں چلے۔ بنی اسد اور غطفان سے مقابلہ ہوا بہت سے مرتدین قتل ہوئے۔ بہت سے گرفتار۔ باقی پھر مسلمان ہوگئے اس واقعہ میں صحابہ میں سے عکاشہ بن محصین اور ثابتؓ بن اقرم آپکے ساتھ مارے گئے تھے

اور اسی سال رمضان شریف میں بعمر چوبیس سال حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تمام دنیا کی عورتوں کی سردار تھیں انتقال فرمایا ذہبی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلۂ نسب انہیں سے جاری ہوا زبیر بن بکار

کہتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایک مہینہ پہلے حضرت ام ایمن کا انتقال ہو چکا تھا اور شوال میں عبداللہ بن ابوبکر صدیق کی وفات ہوگئی تھی بہر حال حضرت خالد بن ولید بمعہ لشکر آخر سال میں مسیلمہ کذاب کے قتل کے واسطے یمامہ پہونچے دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور چند دنوں قلعہ بند رہنے کے بعد مسیلمہ کذاب علیہ اللعنۃ کو وحشی قاتل امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قتل کیا۔ اس واقعہ میں جو صحابہ شہادت پا گئے تھے ان میں سے ابوحذیفہ بن عتبہ۔ سالم مولیٰ ابی حذیفہ شجاع بن وہب زید بن خطاب۔ عبداللہ بن سہل مالک بن عمرو۔ طفیل بن عمرو الدوسی۔ یزید بن قیس۔ عامر بن کبیر۔ عبداللہ بن مخرمہ سائب بن عثمان بن مظعون۔ عباد بن بشر معن بن عدی ثابت بن قیس بن شماس۔ ابودجانہ سماک بن حرب وغیرہ بھی شامل تھے۔

مسیلمہ کذاب کی عمر اس وقت ڈیڑھ سو سال کی تھی۔ عبداللہ والد ماجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عمر میں بڑا تھا۔

سنہ ۱۲ھ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے علاء بن حضرمی کو بحرین کی طرف روانہ کیا کیونکہ وہاں بھی ارتداد ہو گیا تھا جوائی کے مقام پر لڑائی ہوئی اور بالآخر مسلمان فتحمند رہے اور چونکہ فتنہ ارتداد عمان میں بھی ہو رہا تھا اسلیئے عکرمہ بن ابی جہل کو ان کی سرکوبی کیلئے اُدھر روانہ کردیا اور مہاجرین ابی اُمیہ کو اہل بحیر کی طرف اسی فتنہ کی روک تھام کے لئے بھیجا نیز زیاد بن لبید انصاری کو بھی ایک گروہ مرتد کی سرکوبی کیواسطے روانہ فرمایا۔ اسی سال حضرت زینب بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاوند حضرت ابوالعاص بن ربیع کا بھی انتقال ہو گیا اور صعب بن جثامہ لیثی اور ابو مرثد غنوی کی بھی وفات واقع ہوئی۔

بعد از فراغت فتنہ ارتداد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کو بصرہ کیطرف روانہ کیا اور لڑائی کے بعد شہر ابد فتح ہوا پھر کچھ صلح اور کچھ جنگ کے بعد مدائن کسریٰ جو عراق میں ہے وہ بھی فتح ہو گیا۔ پھر اسی سنہ ۱۲ھ میں جناب نے حج بیت اللہ ادا فرمایا واپسی کے بعد عمرو بن عاص کو لشکر دیکر شام کی طرف بھیجا۔ شام میں جنگ اجنادین سنہ ۱۳ھ میں واقع ہوئی اور اسمیں بھی فتح کا سہرا مسلمانوں کے سر رہا مگر حضرت ابوبکر صدیق کو اس کی خوشخبری

اس وقت ملی جب کہ آپ بحالت نزع میں تھے اس جنگ میں عکرمہ بن ابوجہل اور ہشام بن عاص اور دیگر لوگ شامل تھے۔ اسی سال جنگ مرج الصفر ہوئی اور مشرکین نے شکست کھائی۔ اس لڑائی میں دوسرے لوگوں کے ساتھ فضل بن عباس بھی شہید ہوئے۔

ذکر جمع قرآن شریف

بخاری شریف میں بروایت زید بن ثابت مروی ہے کہ جنگ مسیلمہ کذاب کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھے بلا بھیجا۔ جس وقت میں گیا آپ کے پاس حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بالکل چپ تشریف رکھتے تھے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ مجھ سے یہ کہتے ہیں کہ جنگ یمامہ میں بہت سے مسلمان قاری کام آگئے ہیں مجھے خوف ہے کہ اگر اسی طرح مسلمان قاری شہید ہوتے رہے تو بہت قرآن شریف بھی حافظوں کے ساتھ اٹھ جائیگا لہذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کو جمع کرا لیا جائے میں نے (حضرت ابوبکر صدیق) ان سے یہ کہا تھا کہ بھلا میں ایسے فعل کو کس طرح کر سکتا ہوں جس کو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ انھوں نے (حضرت عمرؓ) جواب دیا کہ واللہ یہ نیک کام ہے اس میں کچھ حرج نہیں۔ اس پر یہ برابر مصر رہے حتیٰ کہ میرا دل کھلا میں اس کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھ گیا حضرت زید کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ خاموش ہو کر سنتے رہے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پھر مجھ سے یہ کہا کہ تم جوان اور عقلمند آدمی ہو اور تم کسی بات میں متہم بھی نہیں۔ نیز حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی بھی رہ چکے ہو لہذا تم تتبع و تلاش کر کے قرآن شریف کو ایک جگہ جمع کر دو حضرت زید کہتے ہیں کہ مجھے واللہ یہ بہت شاق گذرا اگر مجھے کوئی پہاڑ بھی اٹھانے کا حکم دیتے تو میں اس کا بھی بوجھ اس کام سے ہلکا سمجھتا۔ میں نے عرض کیا آپ دونوں صاحب وہ کام کس طرح کر سکتے ہیں جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے میرے جواب میں وہی فرمایا کہ اس میں کچھ حرج نہیں ہے۔ مگر مجھے تامل ہی رہا اور میں نے بہت اصرار کیا آخر خداوند تعالیٰ نے میرا بھی دل کھول دیا اور میں اس مسئلہ کی اہمیت کو پوری طرح سمجھ گیا میں نے تلاش کرنا شروع کیا اور میں نے کاغذ کے پرچوں اور اونٹ بجریوں

کے شانوں کی ہڈیوں درخت کے پتوں اور حافظوں کے سینوں سے قران شریف کو جمع کیا حتیٰ کہ سورۂ توبہ کی دو آیتوں لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ کو خزیمہ بن ثابت کے سوا کسی سے نہیں پایا اور جمع کر کے جناب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیش کیا جو آپ کی وفات تک آپکے پاس رہا پھر آپکے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اور آپکی وفات کے بعد حفصہ بنت عمر کے پاس رہا۔ ابویعلی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ سب سے زیادہ اجر قرآن شریف کے متعلق حضرت ابوبکر صدیق کو ملیگا کیونکہ اول آپ ہی وہ شخص ہیں جنے قرآن شریف کو کتابی صورت میں کیا۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نئی اور پہلی باتیں

آپ ہی سب سے پہلے اسلام لائے۔ آپ ہی نے سب سے اول قرآن شریف جمع کیا آپ ہی نے قرآن شریف کا نام سب سے اول مصحف رکھا۔ آپ ہی کو سب سے اول خلیفہ کہا گیا۔ احمد نے ابوبکر بن ابی ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کو جب یا خلیفۃ اللہ کہہ کر پکارا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں میں اسی سے خوش ہوں مجھے اتنا ہی فخر کافی ہے آپ ہی سب سے اول اپنے والد ماجد کی زندگی میں خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی اول خلیفہ ہیں کہ جن کی رعیت نے اُن کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔ بخاری شریف میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا صدیقہ سے روایت ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق خلیفہ مقرر ہوئے تو آپ نے فرمایا میری قوم جانتی ہے کہ میرا کاروبار میرے گھر والوں کے صرف سے عاجز نہیں لیکن میں امر خلافت میں مشغول ہوں اور مجھ سے اس وقت صنعت و حرفت نہیں ہو سکے گی لہذا میں اپنے اہل و عیال کو بیت المال سے کھانے کو دونگا۔ ابن سعد عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق بیعت کے دوسرے روز کچھ چادریں لئے ہوئے بازار کو جا رہے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کہاں تشریف لیجا رہے ہیں فرمایا کہ بازار۔ حضرت عمر نے کہا آپ ایسے کام چھوڑ دیجئے۔ اب آپ لوگوں کے خلیفہ ہوگئے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر میرے اہل و عیال کہاں سے کھائیں

حضرت عمرؓ نے کہا کہ آپ چلئے آپ کے واسطے ابو عبیدہؓ مقرر کریں گے یہ دونوں حضرات ابو عبیدہؓ کے پاس تشریف لائے اور انھوں نے کہا کہ میں تمہارے اور تمہارے کنبہ کے واسطے ایک اوسط درجہ کے مہاجر کی خوراک کے اندازہ سے گذارہ کے لائق مقرر کرتا ہوں نہ اس سے افضل اور نہ کم درجہ پر ہو۔ اسکے علاوہ گرمی جاڑوں کا کپڑا بھی ہو مگر جسوقت پرانا ہو جایا کرے اسکو واپس دے کر اسکے بجائے نیا لیا کرو۔ آپ کے لئے ان حضرات نے روزانہ کیلئے آدھی بکری کا گوشت تن ڈھانکنے کا کپڑا اور پیٹ بھرائی روٹی کا ناج مقرر کردیا ابن سعد میمون سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ خلیفہ مقرر ہوئے تو آپکی دو ہزار درہم سالانہ تنخواہ مقرر ہوئی۔ آپنے فرمایا میرا کنبہ زیادہ ہے اسمیں گذر اوقات نہیں ہوسکتا اور مجھے تم نے تجارت کرنے سے بھی بوجہ اشغال خلافت کے روک دیا ہے کچھ زیادہ مقرر کرنا چاہیئے چنانچہ آپکی تنخواہ پر پانچسو درہم کا اضافہ کیا گیا طبرانی نے اپنی مسند میں حسنؓ بن علیؓ بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اپنی وفات کے وقت بی بی عائشہ صدیقہ سے کہا کہ دیکھو یہ اونٹنی جس کا ہم دودھ پیتے تھے اور یہ بڑا پیالہ جس میں کھاتے پیتے تھے اور یہ چادر جو ہم پہنتے اوڑھتے تھے ہم ان سے جب ہی تک نفع اٹھا سکتے تھے جب تک مسلمانوں کا کام کرتے تھے جسوقت میں مرجاؤں تو ان کو حضرت عمر کو دیدینا کیونکہ یہ بیت المال میں سے لیا تھا جسوقت آپکا انتقال ہوگیا تو حضرت عائشہ صدیقہ نے ان کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدیا حضرت عمرؓ نے فرمایا خداوند تعالےٰ حضرت ابوبکرؓ پر رحم فرمائیں کہ انھوں نے اپنے بعد والوں کو بڑی تکلیف میں ڈالدیا ابن ابی الدنیا ابوبکر بن حفص سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے انتقال کے وقت حضرت عائشہ صدیقہ سے فرمایا بیٹی! میں اگرچہ مسلمانوں کا خلیفہ تھا مگر میں نے کبھی روپیہ پیسہ کا فائدہ حاصل نہیں کیا البتہ معمولی کھا پہن لیا۔ اب میرے پاس سوائے اس حبشی غلام اور اس اونٹنی پانی کھینچنے والی اور اس پرانی چادر کے بیت المال کا کچھ بھی تھوڑا بہت نہیں ہے جسوقت مرجاؤں تو ان سب کو حضرت عمرؓ کے پاس بھیجدینا۔

آپ ہی اول وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے بیت المال قائم کیا۔ ابن سعد نے سہل بن ابی خیثمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بیت المال پر کوئی چوکیدار مقرر نہیں تھا لوگوں نے

کہا آپ بیت المال پر چوکیدار کیوں نہیں رکھتے آپ نے فرمایا کہ جب قفل لگا رہتا ہے تو پھر چوکیدار کی کیا ضرورت ہے حالانکہ کیفیت یہ تھی کہ جو مال آتا تھا سب مسلمانوں کو تقسیم کر دیا کرتے تھے اور بیت المال خالی ہو جاتا تھا۔ ایک سال کے بعد آپ نے بیت المال اپنے مکان پر منتقل کر دیا جس وقت مال آتا تھا تو آپ فقراء و مساکین پر بحصہ مساوی تقسیم کر دیا کرتے تھے اور کبھی اونٹ گھوڑے ہتیار خرید کر فی سبیل اللہ دیدیتے۔ ایک دفعہ آپ نے کچھ چادریں خریدیں اور مدینہ شریف کی بیواؤں پر تقسیم کر دیں جس وقت آپ کا انتقال ہوا اور آپ مدفون ہو چکے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چند معزز صحابہ کو جن میں عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور عثمانؓ بن عفان بھی تھے بلایا اور انکے ساتھ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیت المال میں تشریف لیجا کر اس کا جائزہ لیا تو اس میں سوائے خدا کے نام کے کچھ نہ تھا میں کہتا ہوں کہ اسی قول کی بنا پر اوائل عسکری کا قول رد ہو جاتا ہے کہ اول وہ شخص کہ جسنے بیت المال مقرر کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ نیز حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں بیت المال نہیں تھا میں نے اسکی تردید اپنی ایک کتاب میں کی ہے۔ پھر میں نے عسکری کا ہی ایک قول اس کی ایک دوسری تصنیف میں دیکھا ہے کہ اول وہ شخص جو حضرت ابوبکر صدیق کے بیت المال کے مہتمم مقرر ہوئے حضرت ابو عبیدہ ہیں حاکم کہتے ہیں کہ اول اسلام میں عتیق کے لقب سے حضرت ابوبکر صدیق ہی ملقب ہوئے

فصل

بخاری شریف اور مسلم شریف میں جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر بحرین سے مال غنیمت آیا تو میں تجھے اتنا اتنا دوں گا۔ پس جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بحرین سے مال آیا تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اعلان فرمایا کوئی شخص ہے جس کا قرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر چاہتا ہو یا آپ نے کسی سے کچھ وعدہ کیا ہو۔ میں نے حاضر ہو کر آپ کو اس کی خبر دی آپ نے فرمایا اسمیں سے ہیلو میں نے اسمیں سے لے لیا اور گنا تو وہ پانسو روپیہ تھے مگر آپ نے مجھے ڈیڑھ ہزار عنایت فرمائے

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کچھ حلم اور تواضع میں

ابن عساکر نے انیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ ہمارے پاس قبل از خلافت تین سال اور بعد از خلافت ایک سال ٹھہرے جس وقت محلہ کی لڑکیاں آپ کے پاس بکریاں لاتیں تو آپ اُن کا دودھ دوہ دیتے میمون کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ایک شخص آیا اور کہا السلام علیک یا خلیفہ رسول اللہ آپنے فرمایا ان تمام مسلمانوں کے درمیان مجھکو (احمد) ابن عساکر نے ابوصالح غفاری سے روایت کی ہو کہ حضرت عمر فاروقؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بوڑھیا اندھی اپاہج کی جو مدینہ کے اطراف میں رہتی تھی خبر گیری کیا کرتے تھے۔ اس کو روٹی پانی اور اس کے دوسرے کام کر دیا کرتے تھے ایک روز جو اس کے پاس آپ تشریف لیگئے تو بلا توقع اس کا تمام کاروبار ہوا پایا اور اب ہمیشہ ہی کوئی آپ سے پہلے کر جانے لگا تو آپ کو بہت حیرت ہوئی۔ آپنے اس کی جستجو کی تو حضرت ابوبکر صدیق نکلے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر صدیق اس زمانہ میں خلیفہ تھے۔ آپ کو دیکھکر حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا واللہ آپ کے سوا اور کون ہوسکتا تھا۔

ابونعیم وغیرہ نے عبدالرحمن اصبہانی سے بیان کیا ہے کہ ایک روز حضرت ابوبکر صدیق منبر پر تشریف رکھتے تھے اتنے میں حضرت امام حسن بن علیؓ آگئے۔ بچے تو تھے ہی کہنے لگے میرے اتا کے منبر پر سے اتر و جی۔ آپ نے فرمایا تو نے سچ کہا یہ منبر تمہارے ہی جان کا ہی ہے۔ یہ کہکر آپ نے ان کو گود میں اٹھالیا اور رو پڑے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا واللہ میں نے اس سے کچھ نہیں کہا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں تم نے سچ کہا میں تمہیں متہم نہیں کرتا۔

فصل

ابن سعد نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہو کہ جو حج اسلام میں سب سے اول ہوا اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی روانہ فر

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بعد حج ادا کیا جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے اول عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا اور پھر آپ نے حج کیا۔ جب حضرت ابوبکر صدیق کا انتقال ہوا اور حضرت عمر فاروق خلیفہ ہوئے تو آپ نے عبدالرحمٰن بن عوف کو اول حج کے لئے روانہ کیا اور سال آئندہ سے وفات تک خود حج کرتے رہے اور جس وقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ ہوئے تو آپ نے بھی پہلے عبدالرحمٰن بن عوف ہی کو حج کے لئے روانہ فرمایا۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے مرض اور وفات اور وصیت اور حضرت عمر کے خلیفہ بنانے میں

سیف اور حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی موت کا سبب دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف ہی یہ صدمۂ جاں کاہ آپکو اسقدر ہوا تھا کہ آپ ہمیشہ لاغر اور نحیف ہی ہوتے چلے گئے حتیٰ کہ آپ نے سفر آخرت اختیار کیا ابن سعد اور حاکم ابن شہاب سے بسند صحیح لکھتے ہیں کہ کہیں سے حضرت ابوبکر صدیق کے پاس ہدیہ میں گوشت آیا تھا اس کو آپ حارث بن کلدہ کے ساتھ تناول فرما رہے تھے کہ حارث نے کہا یا خلیفہ رسول اللہ آپ اسے نہ کھایئے واللہ اسمیں مجھے زہر معلوم ہوتا ہے آپ دیکھ لیجئے گا کہ میں اور آپ اسی سال میں ایک ہی روز اسکے زہر سے مر جائیں گے آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اس روز سے یہ دونوں حضرات ہمیشہ بیمار ہی رہے حتیٰ کہ ایک سال گذرنے کے بعد ہی دونوں صاحبوں کا ایک ہی روز میں انتقال ہو گیا۔ شعبی کہتے ہیں کہ اس دنیا ذلیل سے بھلا ہم کیا توقع رکھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی زہر دیا گیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کو بھی۔

واقدی اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہو کہ ابوبکر صدیقؓ کی بیماری اسطرح شروع ہوئی کہ آپ نے ۷ جمادی الآخرہ پیر کے روز غسل فرمایا اس روز چونکہ سردی ہو رہی تھی آپکو بخار ہو گیا پندرہ روز آپ بیمار رہے اور ان تمام ایام میں آپ نماز کیلئے بھی باہر تشریف نہ لاسکے بالآخر سہ شنبہ کی رات کو ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ بعمر تریسٹھ سال آپ نے انتقال

فرمایا ابن سعد اور ابن ابی الدنیا ابو السفر سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ نے حضرت ابوبکر صدیق
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اگر آنجناب فرمائیں تو ہم کسی طبیب کو بلا کر آپ کو دکھلائیں آپ نے
فرمایا مجھے طبیب نے دیکھا ہے عرض کیا کہ طبیب نے کیا کہا آپ نے فرمایا یہ کہتا ہے اِنِّیْ فَعَّالٌ
لِّمَا اُرِیْدُ (میں جو چاہتا ہوں کرتا ہوں) واقدی نے دوسرے طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب
آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ گئی تو آپ نے عبدالرحمن بن عوف کو بلا کر فرمایا تم عمر فاروق کو کیسا
سمجھتے ہو عرض کیا آپ مجھ سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا پھر بھی جو کچھ تمہاری رائے ہو بتلاؤ
عرض کیا میرے نزدیک تو وہ اس سے بھی زیادہ افضل ہیں جتنی آپ ان کی نسبت رائے
قائم کریں پھر حضرت عثمان غنی کو بلا کر آپ نے یہی دریافت کیا انھوں نے بھی یہی کہا آپ
مجھ سے زیادہ عالم ہیں آپ نے فرمایا کچھ تو بتلاؤ انھوں نے کہا کہ اللہ جانتے ہیں کہ انکا
باطن ظاہر سے بہتر ہے اور ہمارے اندر تو ان کا مثل کوئی معلوم نہیں ہوتا۔ آپ نے سعید
بن زید اور اسید بن حضیر سے بھی یہی مشورہ کیا۔ اسید نے کہا کہ اللہ خوب جانتے ہیں
میں تو آپ کے بعد انہیں کو اچھا سمجھتا ہوں وہ نیک کام سے خوش اور برے کام سے ناراض
ہیں اُن کا باطن ظاہر سے بھی اچھا ہے اس کام کے لئے تو اُن سے بہتر کوئی آدمی بھی قوی اور
مستعد نظر نہیں آتا اس کے بعد اور صحابہ آئے اور ایک نے اُن میں سے سوال کیا کہ تم نے
خدا کو مانتے ہوئے ایک سخت گیر آدمی کو ہم پر خلیفہ مقرر کر دیا خدا کو بھلا اس کا کیا جواب دو گے
آپ نے فرمایا واللہ تم نے تو مجھے ڈرا ہی دیا۔ مگر مجھ سے سوال ہوا تو میں جناب باری میں عرض
کروں گا۔ الہا العالمین میں نے مسلمانوں پر ان میں کا سب سے بہتر آدمی خلیفہ مقرر
کیا ہے بلکہ جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ اس سے بھی زیادہ اچھا ہے۔ اس کے بعد
آپ نے حضرت عثمان غنی کو بلا کر فرمایا لکھو۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وصیت نامہ جو ابوبکر بن
ابو قحافہ نے اپنے آخر وقت میں جبکہ دنیا سے جاتے اور شروع وقت آخرت میں عالم بالا میں
داخل ہوتے وقت لکھا یا ہے جبکہ کافر ایمان لانیوالا اور فاجر یقین کرنے والا اور کاذب سچ
بولنے والا ہوتا ہے۔ لوگو! میں نے تمہارے اوپر اپنے بعد عمر بن خطاب کو خلیفہ مقرر کیا ہے۔ انکی سنو
اور اطاعت کرنا میں نے حتی المقدور خدا اور رسول اور دین اسلام اور اپنے نفس اور

تمہاری بھلائی خدمت میں کوئی قصور نہیں کیا۔ اگر حضرت عمر عدل کریں گے تو میرے ظن اور رائے کے موافق ہے اور اگر بدل جائیں تو ہر شخص اپنے کئے کا جواب دہ ہے۔ البتہ میں نے تمہارے لئے نیکی کا ارادہ کیا ہے۔ میں عالم الغیب نہیں ہوں۔ ظالم عنقریب معلوم کرلیں گے کہ وہ کس جگہ لوٹ کر جانیوالے ہیں۔ وَالسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ پھر آپ نے اس کو سربمہر کرا کر حضرت عثمان غنی کے حوالہ کردیا اور حضرت عثمان اس کو لیکر چلے آئے اور لوگوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے برضا و رغبت بیعت کرلی۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے حضرت عمر بن خطاب کو خلوت میں بلاکر جو کچھ وصیت کرنا تھی وہ کیں جسوقت حضرت عمر فاروق آپ کے پاس سے چلے آئے تو حضرت ابوبکر صدیق نے جناب باری میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی الٰہی! جو کام میں نے کیا ہے اس سے میرا مقصود صرف مسلمانوں کی اصلاح ہے میں نے فتنہ سے ڈر کر جو کچھ کیا اس کو آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ میں نے اس امر میں اپنی رائے سے اجتہاد کیا ہے اور میں اپنے نزدیک اسی بات پر پہونچا ہوں لہذا میں نے مسلمانوں پر ایک ایسے شخص کو حاکم بنایا ہے جو ان میں سب سے بہتر اور قوی اور نیکی پر حریص ہے۔ میں آپکے حکم سے اس دنیا فانی کو چھوڑتا ہوں تو تم ان میں میری طرح کے خیر خواہ لوگ پیدا کردو کیونکہ وہ سب بندے ہیں۔ آپ اپنے بندوں کے مالک ہیں۔ الٰہی! مسلمانوں کے حاکموں میں صلاحیت دو اور عمر کو اپنے خلفاء راشدین میں داخل کرو۔ اور اس کی رعایا کی اصلاح فرماؤ۔

ابن سعد اور حاکم ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ عقلمند دنیا میں سب سے زیادہ تین ہوئے ہیں۔ اول ابوبکر صدیق کہ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ مقرر کیا دوسرے موسیٰ علیہ السلام کی بیوی کہ انھوں نے کہا تھا اِسْتَاجِرْهُ (اسکو نوکر کرلیجئے) تیسرے عزیز مصر کہ انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کے متعلق رائے قائم کرکے بیوی سے کہا۔ اَكْرِمِيْ مَثْوَاهُ (اسے اچھی جگہ رکھنا)۔

ابن عساکر نے یسار بن حمزہ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق کو تکلیف بڑھی تو آپ نے کھڑکی سے جھانکر لوگوں سے کہا اے لوگو! میں نے تمہارے اوپر ایک شخص کو مقرر کردیا ہے کیا تم اس سے راضی ہو؟ لوگوں نے بالاتفاق کہا یا خلیفہ رسول اللہ ہم

بالکل راضی ہیں۔ مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اٹھ کر فرمایا کہ اگر وہ شخص عمر نہیں ہے تو ہم اس سے راضی نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں عمر ہی ہیں۔ احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے جس روز آپ کی وفات ہوئی دریافت کیا کہ آج کیا دن ہے۔ لوگوں نے کہا پیر ہے۔ آپ نے فرمایا اگر میں آج رات تک مر جاؤں تو میرے دفن میں کل کا انتظار نہ کرنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جتنا جلدی پہونچ جاؤں اتنا ہی بہتر ہے۔

مالک نے عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ غابہ کی بیس وسق کھجوریں مجھے ہبہ کر دی تھیں آپ نے مرض الموت میں فرمایا بیٹی! واللہ میں تمہیں ہر حال میں خوش دیکھنا چاہتا ہوں تم سے زیادہ مالداری میں کسی کو محبوب نہیں رکھتا۔ تیری عزبت سے مجھے رنج ہوتا ہے اور خوشحالی سے راحت میں نے تجھے جو کھجوریں ہبہ کی تھیں اگر تو نے قبضہ کر لیا تو خیر ورنہ میرے مرنے کے بعد وہ ترکہ ہو جائیگا۔ تیرے دوسرے دو دو بہن بھائی ہیں ان سب پر قرآن شریف کی رُو سے تقسیم کرنا۔ میں نے عرض کی ابا جان! ایسا ہی ہوگا اگر اس سے بہت زیادہ مال بھی ہوتا تو چھوڑ دیتی۔ مگر محض ایک بہن میری اسما ہی ہے اور آپ دو بہن بتلاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمہاری سوتیلی ماں حبیبہ بنت خارجہ حاملہ ہیں مجھے اندازاً معلوم ہوتا ہے کہ ان کے پیٹ میں لڑکی ہے۔ اسی روایت کو ابن سعد نے بھی روایت کیا ہے مگر اس میں اتنا زیادہ ہے کہ آپ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ بنت خارجہ حاملہ ہیں اور مجھے القا ہوا ہے کہ بطن میں لڑکی ہے پس میں اس کی بھی تمہیں وصیت کرتا ہوں۔ چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد ام کلثوم پیدا ہوئیں۔ ابن سعد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے مال ہے پانچویں حصہ کے متعلق فرمایا کہ جس طرح مسلمانوں کے مال کا پانچواں حصہ راہ خدا میں لیا کرتے ہیں اسی طرح اسے بھی لے لیا جائے ابن سعد اس طرح بھی روایت کرتا ہے کہ آپ نے فرمایا وصیت کرنا ساتھ پانچویں حصہ کے مجھے اس بات سے زیادہ محبوب ہے کہ میں چوتھائی کی وصیت کروں اور چوتھائی کی وصیت کرنا تہائی کی وصیت کرنے سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں اور جو شخص تہائی کی وصیت کرے تو پھر اسنے کچھ ترکہ نہیں چھوڑا۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رض وحضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے مال کے پانچویں حصہ کی وصیت کی تھی صرف ان قرابت داروں کے لئے جو وارث نہیں ہیں۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ وہ کہتی ہیں واللہ حضرت ابوبکر صدیق رض نے ایک بھی درہم یا دینار نہیں چھوڑا۔ ابن سعد وغیرہ لکھتے ہیں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رض کہتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رض کو زیادہ تکلیف ہوتی تو میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) قسم ہے تیری عمر کی جب موت کی ہچکی لگجاتی ہے اور سینہ تنگ ہوجاتا ہے تو کوئی مال فائدہ نہیں دیتا۔ آپ نے چادر سے منہ کھولکر فرمایا یہ نہیں بلکہ اس طرح کہو وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ۔ کہو یہ میرے دو کپڑے ہیں انھیں دھوکر ان ہی دونوں مستعمل کپڑوں میں کفنا دینا کیونکہ زندہ کو بہ نسبت مُردے کے نئے کپڑوں کی زیادہ حاجت ہے۔ ابو یعلی نے حضرت عائشہ صدیقہ رض کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتی ہیں میں جب اپنے باپ حضرت ابوبکر صدیق رض کے پاس گئی تو آپ حالت نزع میں تھے میں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) جس کے آنسو ہمیشہ رُکے رہیں وہ بھی کبھی بہیں گے۔ آپ نے فرمایا یہ مت کہو بلکہ یہ کہو کہ وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ (موت کی بیہوشی تو ضرور آکر رہیگی یہی وہ حالت ہے جس سے تو بھاگتا تھا) پھر آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس روز ہوئی تھی۔ عرض کیا پیر کے روز آپ نے فرمایا میں اُمید کرتا ہوں کہ میں اسی رات تک انتقال کروں گا پس آپ منگل کی رات کو انتقال فرما گئے اور صبح سے پہلے مدفون ہوئے۔

عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں بکر بن عبداللہ مزنی سے روایت کیا ہے جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رض کے انتقال کا وقت ہوا تو حضرت عائشہ صدیقہ رض آپکے سرہانے بیٹھکر یہ شعر پڑھنے لگیں (ترجمہ) ہر سوار کی ایک منزل ہوتی ہے اور ہر کپڑا پہننے والے کا ایک کپڑا ہوتا ہے۔ آپ فوراً سمجھ گئے اور فرمایا بیٹی اس طرح نہیں ہے بلکہ جیسا کہ اللہ صاحب جل مجدہٗ نے فرمایا ہے اس طرح ہے وَجَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ بِالْحَقِّ ذَالِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيْدُ احمد نے حضرت عائشہ صدیقہ رض سے روایت کی ہے کہ انھوں نے یہ شعر پڑھا (ترجمہ) بہت سے

سفید چہرہ ہیں کہ ان کے روئے مبارک سے ابر پانی حاصل کرتی ہیں اور وہ یتیموں کے فریاد رس اور بیواؤں کے پشت پناہ ہیں۔ آپ نے یہ شعر سنکر فرمایا یہ صفت تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں عبادہ بن قیس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی موت کے وقت فرمایا اے عائشہ میرے ان دونوں مستعملہ کپڑوں کو دھو کر مجھے ان ہی میں کفنا دینا۔ یہ ضرور ہے کہ میں تمہارا باپ ہوں اگر اچھے نئے کپڑوں میں کفنایا تو بڑھ نہ جاؤنگا اور اگر پرانے بوسیدہ کپڑوں میں کفنایا تو کچھ گھٹ نہ جاؤنگا۔

ابن ابی الدنیا ابن ابی ملیکہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق نے یہ وصیت فرمائی کہ آپ کو آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس غسل دیں اور عبدالرحمٰن بن ابوبکر ان کی اس کام میں اعانت کریں۔ ابن سعد سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور مسجد نبوی کے درمیان حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس میں چار تکبیریں کہیں۔ عروہ اور قاسم بن محمد نے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ صدیقہ کو وصیت کی کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن کرنا۔ چنانچہ جب آپکا انتقال ہوا تو آپ کی قبر شریف اس طرح کھودی گئی کہ آپ کا سر مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاندھے شریف کے پاس رہا اور آپکی قبر شریف کا تعویذ اور جناب رسول اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کا تعویذ برابر رہا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ کو قبر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ طلحہ، عثمان رضی اللہ عنہ عبدالرحمٰن بن ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے اوتارا اور چند طریقوں سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ رات ہی کو دفن کئے گئے ابن مسیب روایت کرتے ہیں کہ جس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تو مکہ میں کہرام مچ گیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت ابو قحافہ نے کہا کیا ہوا۔ لوگوں نے کہا آپ کے صاحبزادے کا انتقال ہوگیا۔ آپ نے فرمایا اللہ اللہ کیسی مصیبت ہے پھر کہا انکی جگہ کون مقرر ہوا جواب دیا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ آپ نے فرمایا اچھا مرحوم کے ساتھی ہیں۔ مجاہد سے روایت ہے کہ ابوقحافہ کو جو حصہ شرعی حضرت ابوبکر صدیق کے مال سے ملا تھا انہوں نے وہ اپنے پوتوں کو واپس کر دیا اور خود بھی حضرت ابوبکر صدیق کے چھ ماہ کچھ دن بعد محرم ۱۴ھ

ہیں بعمر ستانوے سال اس دار فانی سے کوچ کر دیا۔
علماء کا قول ہے کہ اپنے باپ کی زندگی میں کوئی شخص سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے تخت خلافت پر نہیں بیٹھا اور نہ کسی خلیفہ کے والد نے سوائے حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے اپنے بیٹے کا ترکہ پایا۔ حاکم ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے دو سال سات ماہ خلافت کی ہے۔
تاریخ ابن عساکر میں بسند صحیح مروی ہے کہ خفاف بن ندبہ سلمی نے آپ کی وفات پر یہ مرثیہ روتے ہوئے پڑھا (ترجمہ) میں اچھی طرح بتلا دیتا ہوں کہ کسی زندہ کیلئے بقا نہیں ہے دنیا محض فانی ہے اقوام میں یہ ملک اُدھار لیا ہوا ہے۔ اسمیں شرط ادا کرنا ہی ہے۔ آدمی اگرچہ کوشش کرتا ہے مگر اس کے واسطے کوئی گھات میں ہے۔ آنکھیں روتی ہیں اور جانور صدا لگاتا ہے بوڑھا ہو کر مرے یا قتل ہو یا بیمار ہو کر مرے مگر سب مرض بے شفا ہی کی شکایت کرتے ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق ایک ابر رحمت تھے جو سوکھی کھیتیوں پر ہمیشہ بلا بارش برستے تھے۔ اللہ کی قسم ابو بکر کیطرح زمانہ کسی بچے یا بڈھے کو نہ ملیگا جو کوشش کرنیوالا انکا سا زمانہ پانیکی کوشش کرے گا وہ تادم مرگ پریشان و ناکام رہے گا۔

فصل

اُن احادیث مرفوعہ میں جو حضرت ابو بکر صدیق رضؓ سے مروی ہیں

امام نووی نے تہذیب میں لکھا ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک سو بیالیس حدیثیں روایت کی ہیں اور سبب قلت روایت کا یہ ہے کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بہت کم زندہ رہے اور اسوقت تک احادیث کا چرچا زیادہ نہیں ہوا تھا احادیث کی سماعت اور تحصیل و حفظ میں تابعین نے اسکے بعد زیادہ کوشش کی ہے میں کہتا ہوں کہ پیچھے آپ یہ معلوم کر چکے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضؓ نے تصنیعت ایقیہ میں بیان فرمایا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ نے وہ تمام احادیث جو انصار کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھیں بیان کیں اور قرآن پاک میں جو کچھ انصار کے متعلق نازل ہوا ہے بیان

فرمایا یہ اس امر کی بین اور صاف اور واضح دلیل ہے کہ آپ سنت کے سب سے زیادہ جاننے والے اور قرآن شریف کے وسعت معلومات کے لحاظ سے سب سے زیادہ عالم تھے۔

آپ سے ان حضرات نے روایت کی ہے عمرؓ۔ عثمانؓ۔ علیؓ۔ ابن عوفؓ۔ ابن مسعودؓ۔ حذیفہؓ۔ ابن عمرؓ ابن زبیرؓ۔ ابن عمروؓ۔ ابن عباسؓ۔ انسؓ۔ زید بن ثابتؓ۔ براء بن عازبؓ۔ ابوہریرہؓ۔ عقبہ بن حارثؓ عبدالرحمٰنؓ بن ابوبکرؓ۔ زیدؓ بن ارقم۔ عبداللہؓ بن مغفل۔ عقبہؓ بن عامر جہنی۔ عمران بن حصینؓ۔ ابوبرزہؓ اسلمی۔ ابوسعیدؓ خدری۔ ابوموسیٰؓ اشعری۔ ابوالطفیلؓ لیثی۔ جابرؓ بن عبداللہ بلالؓ۔ عائشہؓ بنت ابوبکرؓ۔ اسماء بنتؓ ابوبکر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین تابعین میں سے اسلم مولیٰ عمر واسط البجلی اور بہت سے آدمیوں نے رحمتہ اللہ علیہم اجمعین۔

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ میں مختصر طور پر یہاں ان احادیث کو نقل کردوں اور انکے پیچھے کتابوں کے نام بھی لکھدوں بین مفصل طور پر انشاء اللہ العزیز اپنی مسند میں لکھونگا (۱) حدیث ہجرت کے بیان میں بخاری مسلم وغیرہ (۲) حدیث البحر یعنی دریا کا پانی پاک ہے اور اس میں کی مری ہوئی چیز بھی حلال ہے دارقطنی (۳) مسواک منہ کی صاف کرنیوالی ہے اور رب کی خوشنودی کا باعث ہے۔ (احمد (۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکری کا شانہ کھایا پھر نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ بزار و ابویعلی (۵) کوئی آدمی حلال کھانا کھانیکے بعد وضو نہ کرے بزار (۶) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کے مارنے سے منع فرمایا ہے۔ ابویعلی و بزار (۷) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے آخر میں جو میرے پیچھے نماز پڑھی تو اسمیں آپ ایک ہی کپڑا پہنے ہوئے تھے ابویعلی (۸) جو شخص چاہے کہ میں قرآن شریف کو اسی قرأت میں پڑھوں جسمیں وہ نازل ہوا ہے تو چاہیئے کہ عبداللہ بن مسعود کی قرأت اختیار کرے۔ احمد (۹) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ مجھے ایک ایسی دعا بتلا دیجئے جس کو میں نماز میں پڑھا کروں۔ آپ نے فرمایا یہ پڑھا کرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ بخاری و مسلم (۱۰) جسنے صبح کی نماز پڑھی وہ اللہ کی پناہ میں آگیا تم خدا کے عہد میں دست اندازی مت کرو جس شخص نے اسے قتل کردیا خدا اس سے مطالبہ اور اس کو اوندھا دوزخ میں ڈالے گا۔ ابن ماجہ

(۱۱) کسی نبی کا جب تک انتقال نہیں ہوتا تب تک کہ وہ اپنی امت کے کسی شخص کے پیچھے نماز نہ پڑھ لے بزار (۱۲) جو کوئی آدمی کوئی گناہ کرے پھر اچھی طرح وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے اور خدا سے مغفرت مانگے تو خداوند تعالیٰ اس کے گناہ کو معاف کر دیتے ہیں۔ احمد اصحاب سنن اربعہ ابن حبان (۱۳) ہر نبی کی وفات اسی جگہ ہوتی ہے جہاں اسکو دفن ہونا ہوتا ہے۔ ترمذی (۱۴) اللہ تعالیٰ یہود اور نصاریٰ کو لعنت کرے کیونکہ انھوں نے انبیا علیہم السلام کی قبروں کو مسجدیں بنالیں۔ ابو یعلی (۱۵) میت کو اسکے پسماندگان کے رونے سے عذاب ہوتا ہے ابو یعلی (۱۶) دوزخ سے بچو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کی برابر خیرات کرو۔ کیونکہ وہ ٹیڑھے کو سیدھا کرتی ہے۔ بری موت کو دفع کرے گی اور بھوکے کو آسودہ کریگی (۱۷) حدیث فرائض صدقات بخاری وغیرہ (۱۸) بسا اوقات ایسا ہوتا تھا کہ آپ کا کوڑا جب آپ اونٹ پر سوار ہوتے تھے گر جاتا تھا آپ اونٹنی کو بٹھا کر نیچے آتے اور اس کو اٹھاتے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا کہ آپ ہم سے کیوں نہیں اٹھانیکو فرمایا کرتے آپنے فرمایا کہ میرے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کچھ بھی سوال نہ کروں۔ احمد (۱۹) جب اسما بنت عمیس کے محمد بن ابو بکرؓ پیدا ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ حالت نفاس میں غسل کرکے حج و عمرہ کا احرام باندھیں بزار۔ طبرانی (۲۰) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ حج کونسا افضل ہے آپنے فرمایا جس میں زور سے تکبیریں زیادہ کہی جائیں اور قربانی زیادہ ہوں۔ ترمذی ابن ماجہ (۲۱) آپ نے جسوقت حجر اسود کو بوسہ دیا تو اس کو مخاطب کرکے فرمایا۔ اگر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ دارقطنی (۲۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ براءۃ کو مکہ شریف بھیجکر اہل مکہ کو کہا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی شخص برہنہ ہو کر طواف کرے احمد (۲۳) میرے مکان اور منبر کے درمیان کا ٹکڑا جنت کے باغوں کا ایک باغ ہے اور میرا منبر جنت کے ایک ٹکڑے پر ہے ابو یعلی (۲۴) حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ابو الہیثم کے گھر جانا۔ (۲۵) چاندی سونا مثل بمثل ہے اگر کوئی زیادہ لے اور دے تو دوزخی ہے ابو یعلی بزار (۲۶) جسنے کسی مومن کو اذیت دی یا اس کے ساتھ مکر کیا وہ ملعون ہے ترمذی (۲۷) جو شخص بخیل ہو وہ جنت میں

نہیں جائیگا اور نہ بدخواہ اور نہ خائن اور نہ اپنے ماتحت کے ساتھ برائی کرنیوالا اول وہ غلام جنت میں داخل ہونگے جو اللہ اور اپنے آقا کی اطاعت کریں احمد (۲۸) غلام کا ترکہ اسکے لئے ہے جو اسے آزاد کرے۔ ضیاء المقدسی (۲۹) ہم گروہ انبیاء کا ورثہ نہیں جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ بخاری (۳۰) نبی کا وارث اسکا جانشین خلیفہ ہوتا ہے۔ ابو داؤد (۳۱) حدیث معمولی نسبی رشتہ سے انکار کرنا بھی کفر ہے۔ بزار (۳۲) تو اور تیرا مال تیرے باپ کے واسطے ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خرچ ہے (۳۳) جسنے قدم اپنے خدا کی راہ میں گرد آلود کئے اللہ تعالیٰ اُسپر آتش دوزخ حرام کرنے گا۔ بزار (۳۴) میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے لڑوں الخ بخاری و مسلم (۳۵) خالد بن ولید کی تعریف اور یہ فرمانا کہ وہ اللہ کی تلوار ہیں خداوند تعالیٰ نے انکو کفار اور منافقین پر مسلط فرمایا ہے احمد (۳۶) آفتاب کسی آدمی پر جو عمر سے بہتر ہو نہیں طلوع ہوا۔ ترمذی (۳۷) جو شخص مسلمانوں کے کاموں کا حاکم ہو اور مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہ کرے تو اُسپر اللہ کی لعنت ہے۔ اللہ صاحب اسکے نفل و فرض قبول نہ کریں گے الخ (۳۸) قصہ ماعز اور اس کا سنگسار کیا جانا۔ احمد (۳۹) نہیں اصرار کیا اُس شخص نے جسنے استغفار کیا اگرچہ پھر اسی فعل کو ایک دن میں ۷۰ مرتبہ کیا ترمذی (۴۰) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑائی کے متعلق مشورہ کرنا۔ طبرانی (۴۱) جب آیت وَمَن يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِ اُتری ترمذی ابن حبان (۴۲) تم یہ آیت پڑھتے ہو يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنفُسَكُمْ حماد ربعہ ابن حبان (۴۳) ہجرت والی حدیث میں ہے۔ ان دو شخصوں کے متعلق تمہارا گمان جن کا تیسرا اور مددگار خود اللہ ہے۔ بخاری و مسلم (۴۴) حدیث اَللّٰهُمَّ طعنا وطاعون ابو یعلی (۴۵) مجھے سورۂ ہود نے بوڑھا کر دیا۔ دارقطنی (۴۶) میری اُمت میں شرک چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ خفی ہے۔ ابو یعلی (۴۷) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے تاکہ میں اس دعا کو صبح و شام پڑھا کروں الخ الہیثم بن کلیب ترمذی (۴۸) تم لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کو لازم پکڑو کیونکہ ابلیس لعین کہتا ہے کہ میں لوگوں کو گناہوں کے سبب ہلاک کرتا ہوں اور مجھے لا الٰہ الا اللہ اور استغفار سے ہلاک کرتے ہیں۔ جب میں نے یہ دیکھا تو اُن کو خواہشات پر لگا دیا وہ خراب ہو کر بھی اپنے آپ کو ہدایت یافتہ سمجھتے ہیں الخ ابو یعلی (۴۹) جس وقت

لَاتَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے اب اسطرح بات کیا کرونگا جس طرح پیر فرتوت کلام کرتے ہیں (کہ انکی آواز بوجہ کبرسنی نہیں نکلتی بزار (۵۰) حدیث کُلُّ مُیَسَّرٌ لِّمَا خُلِقَ لَہٗ احمد (۵۱) جسنے میرے متعلق دانستہ جھوٹ بولا یا میری کسی بات کو نہ مانا وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔ ابویعلی (۵۲) حدیث مَانَجَا فِیْ ھٰذَا الْاَمْرِ الخ احمد (۵۳) مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ تم جاکر کہدو کہ جو شخص اس بات کی گواہی دے کہ سوائے خدا کے کوئی معبود نہیں اس کیلئے جنت واجب ہو جاتی ہے جب میں چلا تو راستہ میں حضرت عمر مل گئے الخ ابویعلی (یہ حدیث ابوہریرہ کی روایت سے محفوظ ہے نہ ابوبکر سے) (۵۴) میری اُمت کے دو گروہ جنت میں داخل نہیں ہونے کے مرجیہ و قدریہ۔ دارقطنی (۵۵) اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگو۔ احمد۔ نسائی ابن ماجہ (۵۶) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا فرماتے آلٰہی اس کام کو میرے لئے پسند کرو اور بہتر فرماؤ۔ ترمذی (۵۷) دعا دیں اَللّٰھُمَّ فَارِجَ الْھَمِّ بزار حاکم (۵۸) جو جسم حرام سے پرورش پاتے تو اُس کے لئے آگ ہی بہتر ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جس جسم کی حرام غذا ہو وہ جنت میں داخل نہیں ہوئیگا۔ ابویعلی (۵۹) جسم کا ہر ایک حصہ تیری زبان کی تیزی کی شکایت کرتا ہے۔ ابویعلی (۶۰) نصف شعبان کی شب کو اللہ تعالیٰ نیچے تشریف لاتے ہیں اُس رات سوائے کافر اور کینہ ور آدمی کے سب کو بخشتے ہیں۔ دارقطنی (۶۱) دجال مشرق میں خراساں سے ظاہر ہوگا اور اس کے ساتھ دوسری قومیں بھی ہوں گی جن کا منہ اُن ڈھالوں کی طرح ہوگا جو بیچ میں سے بلند اور کناروں پر سے پست ہوں۔ ترمذی ابن ماجہ (۶۲) مجھپر خدا کا اتنا بڑا احسان ہے کہ میں قیامت میں ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل کراؤں گا۔ احمد (۶۳) حدیث شفاعت اور لوگوں کا میدان قیامت میں یکے بعد دیگرے انبیاء علیہم السلام کے پاس جانا۔ احمد (۶۴) اگر لوگ ایک میدان کی طرف جائیں اور انصار دوسرے میدان کی طرف تو میں انصار کے ساتھ رہونگا۔ احمد (۶۵) قریش اس امت کے امیر ہیں انکے نیک نیکوں کے تابع ہیں اور فاجر فاجروں کے۔ احمد۔ (۶۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کے متعلق وصیت فرمائی ہے کہ ان کی نیکیوں کو قبول کرو اور بروں سے درگذر کرو۔ بزار طبرانی

(۶۷) عمان کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ وہاں عرب کے لوگوں میں سے ایک قبیلہ رہتا ہے جب میرا ایلچی وہاں جاتا تو عمان والے اس کے تیر مارتے نہ پتھر۔ احمد ابویعلی۔ (۶۸) ایک دن جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایسی جگہ گذرے جہاں امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے بچوں کیساتھ کھیل رہے تھے آپ نے اُن کو اپنے کندھوں پر بٹھاکر فرمایا کہ ان کی صورت بہ نسبت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ملتی ہے بخاری۔ ابن کثیر کہتے ہیں کہ یہ مرفوع کے حکم میں ہے (۶۹) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ام ایمن کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے تھے مسلم (۷۰) پانچویں مرتبہ میں چور قتل کیا جاوے ابو یعلی۔ دیلمی۔ (۷۱) حدیث قصہ حدطیالسی طبرانی (۷۲) ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تھے کہ ہم نے اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی چیز ہٹاتے ہوئے دیکھا حالانکہ وہاں کوئی چیز معلوم نہیں ہوتی تھی۔ میں نے عرض کیا کہ حضور کیا تھا آپ نے فرمایا کہ دنیا تھی الخ بزار ابن کثیر دوسری احادیث اسی کی تکملہ ہیں (۷۳) اہل قرد کو جب تک قتل کرو جب تک ان میں کا ایک آدمی بھی باقی ہے طبرانی۔ (۷۴) جو گھر بناؤ اس کو دیکھ لو کہ کن لوگوں کے گھروں میں رہتے ہو جس زمین میں رہتے ہو اور جس راستہ سے چلتے ہو اسکا بھی معائنہ کرلو کہ کن لوگوں کی زمین ہے۔ دیلمی (۷۵) مجھپر بہت درود بھیجا کرو کیونکہ میری قبر پر خداوند تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا ہے جب کوئی شخص میری اُمت کا مجھپر درود بھیجتا ہے تو مجھے وہ فرشتہ کہتا ہے کہ اس وقت فلاں بن فلاں نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ دیلمی (۷۶) ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک کفارہ ہوتا ہے اور غسل بھی جمعہ کے دن کفارہ ہے الخ عقیلی۔ (۷۷) جہنم کی گرمی میری اُمت پر حمام کی گرمی جیسی ہے۔ طبرانی (۷۸) اپنے آپ کو جھوٹ سے بچاؤ کیونکہ جھوٹ ایمان سے دور کرنیوالا ہے۔ ابن لآل (۷۹) جو شخص جنگ بدر میں حاضر ہوا اُس کو جنت کی بشارت دیدو۔ دار قطنی (۸۰) دین خداوند تعالیٰ کا ایک بہت بڑا بھاری جھنڈا ہے کسی شخص میں طاقت ہے کہ اس کو اُٹھا سکے دیلمی (۸۱) حدیث فضیلت سورۂ یٰسین دیلمی (۸۲) عادل سلطان پر جو متواضع بھی ہو زمین پر اللہ کا سایہ ہے اور اسکا نیزہ ہے اس کو دن رات میں ستر صدیقوں کا ثواب ملتا ہے۔ ابوالشیخ عقیلی۔ ابن حبان

(۸۳) موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے عرض کیا کہ اس شخص کو کیا جزا ملیگی جو مصیبت زدہ عورت کی تسلی کرتا ہے۔ حکم ہوا کہ میں اس کو اپنے سایہ میں رکھونگا۔ ابن شاہین دیلمی (۸۴) الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب سے تقویت بخش۔ طبرانی (۸۵) کوئی جانور شکار نہیں ہوتا نہ کوئی خاردار درخت کٹتا ہے نہ کسی درخت کی جڑ کٹتی ہے مگر قلت تسبیح سے (۸۶) اگر میں تم میں نبی ہوکر نہ آتا تو عمر نبی ہوتے دیلمی (۸۷) اگر جنتی کسی چیز کی تجارت کرتے تو کپڑے کی کرتے۔ ابو یعلی (۸۸) جو شخص باوجود اپنے امام کے موجود ہونے کے اپنے لئے یا کسی دوسرے کیواسطے بغاوت کرکر اُس پر خدا کی اور اس کے فرشتوں کی اور آدمیوں کی لعنت ہو اس کو قتل کر ڈالو۔ دیلمی (۸۹) جو شخص مجھ سے علم یا حدیث لکھے جب تک وہ علم یا حدیث محفوظ ہے جب تک اسکو اسکا ثواب ملتا رہے گا۔ حاکم (۹۰) جو شخص خداوند تعالیٰ کے راستہ میں برہنہ پا نکلیگا۔ خداوند تعالیٰ قیامت کے روز اس سے مفروضات کے متعلق سوال نہ فرماویں گے۔ طبرانی (۹۱) جو شخص جہنم سے بچنا اور خداوند تعالیٰ کے سایہ میں آنا چاہے اُسے چاہیئے کہ مسلمانوں پر سختی نکرے بلکہ رحم کرے۔ ابن لال ابن حبان۔ ابوالشیخ (۹۲) جو شخص صبح ہی سے اللہ کی فرمانبرداری کی نیت کرے۔ اگرچہ اس روز وہ کوئی گناہ بھی کرے مگر خداوند تعالیٰ اس کو اس روز اجر ضرور دیں گے۔ دیلمی (۹۳) جس قوم نے جہاد ترک کیا وہ قوم عذاب میں پھنس گئی طبرانی (۹۴) افترا کرنیوالا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ دیلمی (۹۵) کسی مسلمان کی حقارت مت کرو کیونکہ ادنیٰ درجہ کا مسلمان بھی خداوند تعالیٰ کے نزدیک بڑا رتبہ رکھتا ہے دیلمی (۹۶) اللہ صاحب فرماتے ہیں اگر تم میری رحمت کی امید رکھتے ہو تو میری خلقت پر رحم کرو۔ ابوالشیخ ابن حبان دیلمی (۹۷) حدیث ازار یعنی تہ بند ٹخنہ سے نیچے ہرگز مت کرو۔ ابو نعیم (۹۸) میرا اور علی کا پلہ عدل میں برابر ہے (۹۹) شیطان سے پناہ مانگنے میں غفلت نہ کرو کیونکہ تم اگرچہ اس کو نہیں دیکھتے مگر وہ تم سے غافل نہیں ہے دیلمی (۱۰۰) جس شخص نے محض خداوند تعالیٰ کے لئے مسجد تعمیر کرائی۔ خداوند تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں گھر بنائیں گے۔ طبرانی (۱۰۱) جو شخص ان خبیث ترکاریوں پیاز لہسن کو کچا کھائے وہ مسجد میں نہ آئے طبرانی (۱۰۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع نماز اور رکوع میں جاتے اور اُٹھتے ہوئے رفع یدین فرمایا بیہقی (۱۰۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو جہل کا ایک اونٹ

قربان کیا اسماعیلی (۴۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابن عساکر

فصل

قرآن شریف کی تفسیر

ابوالقاسم بغوی نے ابو ملیکہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے کسی آیت کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا میں کونسی زمین میں بسونگا اور کون سے آسمان تلے رہونگا اگر میں کتاب اللہ کے معنی خلاف منشار خداوندی کرونگا۔ ابوعبیدہ نے ابراہیم تیمی سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ سے وَفَاكِهَةً وَّ اَبًّا کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا مجھے کونسی زمین اٹھائے گی اور کونسا آسمان اپنے نیچے بسنے دیگا۔ اگر میں قرآن شریف کے وہ معنی بیان کروں جو میں نہیں جانتا۔ بیہقی وغیرہ نے لکھا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیق سے کلالہ کے معنی دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا میں جو کچھ اس کے معنے بیان کرونگا وہ میری رائے ہوگی اگر وہ رائے ٹھیک اور صائب ہو تو اللہ کا احسان سمجھنا چاہیئے اور اگر وہ رائے خطا ہو تو میرا اور شیطان کا فعل خیال کرنا چاہیئے۔ میرے نزدیک تو اس سے مراد وہ ہو جسکے اولاد اور ماں باپ نہ ہوں جس وقت حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ جس بات کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا ہے۔ میں اس کی تردید کروں۔ ابونعیم نے حلیہ میں اسود بن ہلال سے نقل کیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے دریافت کیا کہ تم ان دو آیتوں کے متعلق کیا رائے رکھتے ہو اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا اور وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ صحابہ نے کہا کہ یہ معنی ہیں کہ انھوں نے استقامت کی اور کوئی گناہ نہیں کیا اور اپنے ایمان کو گناہ کے ساتھ نہیں ملایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے ان کو بے محل سمجھا بلکہ یہ معنی ہیں کہ انہوں نے اللہ کو اپنا رب کہا پھر اس پر قائم رہے اور کسی دوسرے خدا کی طرف نہ مائل ہوئے اور اپنے ایمان کو شرک کے ساتھ نہ مخلوط کیا۔

ابن جریر عامر بن سعد بجلی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا

کَلَّفْتَہٗ وَزِیَادَۃٌ کی تفسیر میں یہ فرمایا کہ زیادہ سے مراد یہ ہے کہ خدا کے مُنہ کی طرف نظر کرنا۔ ابن جریر نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ آپ نے اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا کے یہ معنے فرمائے ہیں کہ جس آدمی نے یہ کہا اور اسی عقیدہ پر مرگیا تو اس کے متعلق کہا جاسکتا ہے کہ وہ درست رہا۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے اقوال فیصلے خطبے اور دعائیں

اَلالکائی نے سنۃ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہوکر کہنے لگا کہ کیا آپ بتلاسکتے ہیں کہ زنا بھی تقدیر سے ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اول تو اسکو میرے لئے مقرر کیا پھر مجھے عذاب بھی دیگا۔ آپ نے فرمایا ہاں ہے واللہ اگر میرے پاس اسوقت کوئی آدمی ہوتا تو میں حکم دیتا کہ وہ تیری ناک کاٹ لے ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں حضرت زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ خطبہ میں فرمایا حاضرین! اللہ تعالیٰ سے شرم کیا کرو۔ خدا کی قسم جب کبھی میں میدان میں قضائے حاجت کرتا ہوں تو خداوند تعالیٰ سے شرما کر اپنا سر ڈھک لیتا ہوں۔ عبدالرزاق نے اپنی تصنیف میں عمر بن دینار سے اس طرح روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا خدا سے شرماؤ واللہ جب میں پیخانہ میں جاتا ہوں تو اپنی کمر پیخانہ کی دیوار سے خدا سے شرما کر لگا لیتا ہوں۔

ابوداؤد نے اپنی سنن میں ابوعبداللہ الصنابحی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک مرتبہ مغرب کی نماز پڑھی تو آپ نے پہلی دو رکعتوں میں الحمد شریف اور آخری چھوٹی سورتوں میں سے ایک سورۃ پڑھی اور تیسری رکعت میں رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا پڑھی۔

ابن ابی خیثمہ اور ابن عساکر نے ابن عیینہ سے نقل کیا ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کسی کی تعزیت کرتے تھے تو آپ فرمایا کرتے تھے تسکین میں کوئی مصیبت نہیں اور رونے سے

نہ کچھ فائدہ ہے۔ موت اپنے مابعد سے سخت اور ماقبل سے زیادہ آسان ہو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُٹھ جانے کو یاد کرو۔ تمہیں تمہاری مصیبت کم معلوم ہوگی اور خداوند تعالیٰ تمہیں زیادہ اجر دیں گے۔ ابن ابی شیبہ دارقطنی سالم بن عبید صحابی سے روایت کرتے ہیں کہ جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ مجھ سے فرمایا کرتے تھے کہ تم میرے اور فجر کے درمیان کھڑے ہو جاؤ تاکہ میں سحری کھاؤں یعنی وقت ختم ہوتے ہی اطلاع کرنا۔ قلابہ اور ابوالسیفر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اکثر فرمایا کرتے تھے۔ میرا دروازہ بند کرو حتیٰ کہ میں سحری کروں۔ بیہقی اور ابوبکر بن زیاد نیشاپوری نے کتاب الزیادات میں حضرت حذیفہؓ بن اسید سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ نماز چاشت نہیں پڑھتے تھے تاکہ لوگ ان کی وجہ سے سنت نہ سمجھ لیں ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ جو مچھلی دریا میں مر کر اوپر آجاوے تو اس کا کھالینا جائز ہے حضرت امام شافعیؒ نے ام میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ گوشت کی بیع زندہ حیوان کے بدلے میں مکروہ سمجھتے تھے۔ نیز بخاری شریف میں امام شافعی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے میراث میں قرار دیا ہے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی تصنیف میں روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو بمنزلہ باپ کے اسوقت قرار دیا ہے جب باپ نہ ہو اور پوتے کو بھی بمنزلہ بیٹے کے قرار دیا ہے مگر اسی وقت جبکہ بیٹا نہ ہو۔ قاسم کہتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنے باپ کا انکار کیا تھا آپ نے فرمایا اس کے سر میں مارو کیونکہ اس کے سر میں شیطان گھس گیا ابن ابی مالک کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ جب کسی جنازہ کی نماز پڑھاتے تو فرمایا کرتے اے اللہ تیرے اس بندہ کو اس کے اہل اور مال اور کنبہ والوں نے چھوڑ دیا ہے یہ گنہگار ہے اور آپ بخشنے والے اور رحم فرمانے والے ہیں۔

سعید بن منصور نے اپنے سنن میں حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ عاصم بن عمرؓ کا اپنی والدہ سے کچھ جھگڑا ہو گیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فیصلہ دینے کے بعد عاصم کو مخاطب کرکے فرمایا عاصم! یہ اچھی طرح جان لو کہ تمہاری والدہ کا پسینہ اور اس کی بو اور انکی تمہارے مہربانی تم سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ بیہقی نے قیس بن ابی حازم سے نقل کیا ہے کہ ایک شخص

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرا باپ مجھ سے کل مال چھین کر مجھے محتاج بنانا چاہتا ہے۔ آپ نے اس کے باپ سے فرمایا تو اپنے لڑکے سے اتنا لیلے جتنا تجھے ضرورت ہو اسنے کہا کہ یا خلیفہ رسول اللہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں فرمایا ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے خرچہ مراد ہے۔ عمرو بن شعیب کے دادا روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ آزاد غلام کے قصاص میں قتل نہیں کرتے تھے (احمد) بخاری شریف میں ابن ابی ملیکہ کے دادے سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے شخص کے ہاتھ میں کاٹ کھایا جسوقت اس شخص نے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے زور سے کھینچا تو اس کے دونوں اگلے دانت نکل آئے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایسی صورت میں دیت اور قصاص کچھ جاری نہیں کیا۔ ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کان کے قصاص میں پندرہ اونٹ دلوائے اور یہ فرمایا کہ کن کٹا اپنا عیب بالوں اور پگڑی میں چھپا لیگا۔ بیہقی وغیرہ نے ابی عمران جونی سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جو فوج شام پر روانہ کی تھی اسپر یزید بن ابوسفیان کو سپہ سالار مقرر فرما کر انسے یہ فرمایا کہ میں تم کو چند نصیحتیں کرتا ہوں اسپر کاربند رہنا۔ کسی عورت یا بچہ یا اپاہج بڈھے کو قتل نہ کرنا کسی درخت پھلدار کو نہ کاٹنا۔ بستیوں کو خراب نہ کرنا۔ بکری اونٹ کو نہ مارنا کھالینے کے لئے کچھ مضائقہ نہیں۔ کھیتوں کو برباد نہ کرنا نہ انکو جلانا چوری خیانت اور بزدلی سے بچنا۔ بخل سے بھی احتراز رکھنا۔

احمد ابوداود نسائی نے ابوبرزہ اسلمی سے لکھا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ایکدفعہ ایک شخص پر بے انتہا غصہ آیا میں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ آپ اسے قتل کر دیجئے آپ نے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو بھی جائز نہیں۔ سیف نے اپنے مشائخ سے کتاب الفتوح میں بیان کیا ہے کہ کچھ آدمی مہاجرین امیہ حاکم یمامہ کے پاس دو عورتوں کو جن میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک اور دوسری مسلمانوں کے ہجو آمیز گیت گایا کرتی تھی پکڑ لائے حاکم یمامہ نے دونوں کو یہ سزا دی کہ ان کے ہاتھ کٹوا دیئے اور دانت نکلوا ڈالے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان کو لکھا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم نے دو عورتوں کو ایسی ایسی سزا دی ہے

اگر تم نے ان کے سزا دینے میں جلدی نہ کی ہوتی تو میں اس عورت کے متعلق کہ جس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں گستاخی کی ہے قتل کی سزا تجویز کرتا کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی شان تمام سے اعلیٰ وارفع ہے۔ خصوصاً اگر ایسی گستاخی کسی مسلمان سے سرزد ہو تو وہ مرتد ہے یا ذمی سے ہو تو وہ غدار حربی اور اس عورت کے متعلق جو مسلمانوں کی ہجو کرتی تھی۔ اگر وہ مسلمانی کا دعویٰ کرتی ہے تو اس کو ادب دینا اور شرم دلانا چاہیے تھا۔ ہاتھ پیر نہ کاٹنے چاہیئے تھے اور اگر ذمیہ ہے تو یہ شرک سے زیادہ بڑا فعل نہ تھا جب اس کے شرک پر صبر کیا جاتا ہے۔ اس فعل پر بھی کرنا چاہیئے تھا۔ اگر اس سے پہلے میں تم کو تنبیہ کر چکا ہوتا تو ضرور تم کو سزا دیتا۔ نرمی لازم پکڑو ہاتھ پیر سوائے قصاص کے کٹوا دینے کو میں مکروہ سمجھتا ہوں۔ کیونکہ اس میں سزا پانیوالے کو ہمیشہ شرم اور نفرت دامنگیر رہتی ہے۔

مالک اور دارقطنی نے صفیہ بنت ابوعبیدہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرد نے ایک باکرہ لڑکی سے زنا کیا اور اس کا اقرار کرلیا حضرت ابوبکر صدیق رضؓ نے اس کے درے لگوائے اور فدک کی طرف جلاوطن کر دیا۔ ابویعلیٰ نے محمد بن حاطب سے روایت کی ہے کہ آپکے پاس ایک چور پکڑا ہوا آیا جس کے ہاتھ پیر پہلی چوری میں کٹے ہوئے تھے۔ آپ نے فرمایا میں تیرے متعلق سوائے اس حکم کے جو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا تھا۔ کوئی بہتر تجویز نہیں کرسکتا حضور صلی اللہ تعالیٰ وسلم نے تیرے واسطے قتل کا حکم دیا تھا۔ اور آپ زیادہ جاننے والے تھے۔ پھر آپنے اسکے قتل کا حکم دیا مالک نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص یمن کا رہنے والا جسکے دائیں ہاتھ پیر کٹے ہوئے تھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مکان پر حاضر ہوا اور شکایت کی کہ یمن کے عامل نے مجھپر ظلم کیا ہے وہ شخص تمام رات نماز پڑھتا رہا۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے اسکو قائم اللیل دیکھکر فرمایا کہ تیری رات تو چور کی طرح نہیں ہوا اتنے میں معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی حرم محترم اسما بنت عمیس کا کوئی زیور کھو گیا ہو اور وہ شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ اور دوسرے اشخاص کے ساتھ برابر پھرتا رہا اور اپنے میزبان یعنی حضرت ابوبکر صدیقؓ کے لئے مانگتا رہا کہتا تھا اے اللہ تو اس شخص کو سخت سزا دے جنے ایسے گھر والوں کے ساتھ یہ کیا آخر تلاش کرنے پر وہ زیور ایک سنار کے پاس ملا معلوم ہوا کہ یہی شخص سنار کے پاس چرا کر لایا تھا اس شخص نے خود بھی چوری کا اقرار کیا کسی گواہ

کہ اس نے چرایا تھا۔ آپ نے اس کے بائیں ہاتھ کاٹ ڈالنے کا ہی حکم فرمایا اور فرمایا کہ واللہ اسکی
دعا خود اسپر میرے نزدیک اس کی چوری سے بھی شاق تھی۔ دار قطنی نے حضرت انسؓ سے
روایت کی ہے کہ ایک ڈھال کی چوری میں جس کی قیمت پانچ درہم تھی آپنے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا
ابو صالح سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد خلافت میں کچھ لوگ یمن سے آئے اور قرآن
شریف کو سنکر بہت روئے آپنے فرمایا ہمارا بھی یہی حال تھا مگر پھر دل سخت ہو گئے (دل سخت ہونیکے
معنی ابو نعیم نے بیان کئے ہیں کہ معرفت الٰہی سے قوی مطمئن ہو گئے)

ابو عبیدؒ نے غریب میں روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے فرمایا کہ جو شخص ابتدا اسلام میں
مر گیا وہ خوش قسمت تھا جھگڑوں سے پاک رہا۔ اربعہ اور مالک نے قبیصہ سے روایت کی ہے کہ حضرت
ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں ایک میت کی دادی آئی جو اپنا حصہ میت کے ترکہ میں سے دریافت کرکے
لینا چاہتی تھی آپ نے فرمایا تیرے حصہ کے متعلق قرآن شریف میں کچھ نہیں آیا نہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کا کوئی فیصلہ مجھے اس قسم کا یاد ہے۔ تو پھر آنا میں لوگوں سے اسکے متعلق دریافت کروں گا
آپنے لوگوں سے دریافت کیا تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے سامنے دادی کو
چھٹا حصہ دلایا تھا آپنے فرمایا کہ تیرے ساتھ کسی اور کو بھی یہ یاد ہے محمد بن سلمہؓ نے کھڑے ہو کر اسکی تصدیق کی لہذا
آپنے اسکو چھٹا حصہ دلا دیا مالک اور دار قطنی نے قاسم بن محمد سے روایت کی ہے کہ دو عورتیں یعنی میت کی
دادی اور نانی نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خدمت میں حاضر ہو کر حصہ میراث کا دعویٰ کیا آپنے میت کی نانی
کو میراث دلوادی عبد الرحمن بن سہل انصاری جو بدر کی لڑائی میں شامل تھے انھوں نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم آپنے اس رشتہ دار کو حصہ دلایا اگر وہ مرجاتی تو اسکی وارثت ہی اسکو نہ پہنچتی آپنے
اس حصہ کو دادی اور نانی دونوں پر تقسیم کر دیا عبد الرزاق نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا
سے روایت کی ہے کہ رفاعہ کی ایک عورت نے اپنے خاوند سے طلاق لیکر عبد الرحمن بن زبیر سے
نکاح کر لیا لیکن عبد الرحمن بن زبیر سے بھی کسی پوشیدہ راز کی وجہ سے ان بن ہو گئی اور ان سے
بھی طلاق لیکر پہلے خاوند کے نکاح میں جانا چاہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبتک
تو اس خاوند سے ہمبستر نہ ہوئے تب تک طلاق نہیں ہو سکتی یہاں تک تو یہ حدیث صحیح بخاری
میں ہے مگر عبد الرزاق نے اتنا اضافہ اور کیا ہے کہ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں

دوبارہ حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ عبدالرحمن نے مجھ سے جماع کیا ہے آپ نے پھر بھی رجوع سے انکار فرمایا اور دعا کی۔ الہا العالمین اگر یہ عورت رفاعہ میں رجوع کرنا چاہیے تو اس کا نکاح ثانی پورا نہ ہونے دو۔ یہ عورت حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ خلافت میں بھی حاضر ہوئی مگر ان دونوں حضرات نے بھی انکار فرمایا۔

بیہقی نے عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ عمرو بن عاص اور شرجیل بن حسنہ نے عقبہ کو قاصد بناکر ان کے ہاتھ بطریق شام کا سر حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس بھیجا جب آپکے پاس آیا تو آپنے اس فعل سے منع کیا عقبہ نے عرض کیا یا خلیفہ رسول اللہ وہ بھی تو ہمارے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں۔ آپنے فرمایا کیا عمرو بن عاص اور شرجیل فارس اور روم کی اقتدا کرتے ہیں کسی کا سر نہ کاٹ کر روانہ کیا جائے ہمیں ہمارے نے لکھنا اور اطلاع دینا کافی ہے بخاری شریف میں قیس بن ابی حازم سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ایک عورت کو جسکا نام زینب تھا دیکھا کہ وہ بولتی نہیں۔ آپنے فرمایا اسے کیا ہوا۔ جو یہ کلام نہیں کرتی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس نے خاموشی سے حج کیا ہے۔ آپنے اس سے فرمایا کہ بات چیت کر یہ جاہلیت کا فعل ہے۔ اسلام میں ایسا کرنا ناجائز ہے۔ یہ سُنکر وہ بولنے لگی اور پوچھا آپ کون ہیں۔ آپنے فرمایا کہ مہاجرین میں سے ہوں عرض کی کن مہاجرین میں سے جواب دیا قریش میں سے۔ اُسنے کہا قریش کے کون سے قبیلہ سے آپنے فرمایا تو بڑی پوچھنے والی نکلی۔ میں ابوبکرؓ ہوں۔ اُسنے کہا کہ جاہلیت کے بعد جو خدا نے یہ دین بھیجا ہے کون شخص ہم کو اسپر قائم رکھے گا۔ آپ نے فرمایا اس دین پر تمہاری استقامت تمہارے اماموں سے ہوگی اس نے کہا امام کون ہوتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں سردار اور رئیس نہیں ہوتے جو حکمرانی کرتے ہیں کہا کہ ہاں۔ آپ نے فرمایا وہی امام ہوتے ہیں۔

بخاری نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جسکی مزدوری میں سے آپنے کچھ مقرر کر رکھا تھا۔ اور اس میں سے آپ کھایا کرتے تھے۔ ایک روز وہ کوئی چیز لایا اور آپ نے اس میں سے کچھ کھالی۔ اس نے کہا آپ جانتے ہیں یہ کہاں سے آئی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا تو اس نے قصہ بیان کیا کہ میں زمانہ جاہلیت میں کہانت کیا کرتا تھا اور آپ جانتے ہیں کہ کہانت جھوٹی سچی باتیں ہوتی ہیں میں نے ایک شخص کو پیشنگوئی کا فریب دیا تھا آج وہ مجھ

سے ملا تو اس نے اس کے بدلے میں یہ چیز دی تھی جو آپ نے تناول فرمائی آپ نے فوراً حلق میں انگلی ڈالکر قے کردی۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے کہ ابن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سوا میں نے کسی کو نہیں سنا کہ مشتبہ کھانا کھاکر قے کردی ہو۔ پھر یہی مذکورہ بالا واقعہ بتایا۔ نسائی نے اسلم سے روایت کی ہے کہ ایک دن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی زبان پکڑے ہوئے ہیں اور فرما رہے ہیں اسی نے مجھے بُری بُری جگہ پہونچا دیا ہے۔ ابوعبیدہ کی غریب میں مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق عبدالرحمن بن عوف کے پاس سے ایک روز گذرے عبدالرحمن اپنے ہمسایہ سے لڑرہے تھے آپ نے فرمایا پڑوسی سے مت لڑو وہ جھگڑا باقی رہے گا اور لوگ تمہاری باتیں کرتے پھریں گے۔

ابن عساکر نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ یہ خطبہ فرمایا کرتے تھے۔ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے مخصوص ہیں میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے مدد مانگتا ہوں اور موت کے بعد اسی سے عزت کی التجا کرتا ہوں میری اور تمہاری موت قریب آچکی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور نہ کسی اور کام میں کوئی اسکا شریک ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور اسکے رسول ہیں جن کو اللہ تبارک تعالیٰ نے حق کے ساتھ بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور روشن چراغ کرکے بھیجا ہے تاکہ زندہ آدمیوں کو ڈرائیں اور کافروں پر پوری حجت قائم کردیں۔ جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی انھوں نے ہدایت پائی اور جنہوں نے نافرمانی کی وہ ظاہر گمراہی میں پھنس گئے ہیں۔ تمہیں خدا سے ڈرنے کی وصیت کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ جو اللہ صاحب نے تمہیں راستہ دکھلایا ہے اور ہدایت کی ہے اس پر مستقل ہوجاؤ۔ کلمۂ اخلاص کے بعد ہدایت اسلام کا یہ مطلب ہے کہ اپنے امیر کی سنو اور اسکی اطاعت کرو کیونکہ جس شخص نے خداوند تعالیٰ اور اپنے اس امیر کی جو بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اطاعت کی اسنے فلاح پائی اور جو حق اسپر تھا وہ ادا کردیا اپنے آپ کو اتباع نفس سے بچاؤ جو شخص اتباع نفس اور طمع اور غصہ سے بچا وہ فلاح کو پہنچ گیا نیز فخر نہ کرنا۔ غور کرو کہیں وہ شخص بھی فخر کرسکتا ہے جو مٹی سے پیدا کیا گیا ہو اور مٹی میں ملنے والا ہو اور اس کو کیڑے کھائیں آج اگرچہ زندہ ہے مگر کل ضرور اس کو موت آئے گی ہر روز بلکہ ہر گھڑی نیک عمل میں کوشش کرو مظلوم کی

بددعا سے بھی ڈرو اپنے نفسوں کو مردہ شمار کرو اپنے اندر مضبوطی اور پختہ ارادہ پیدا کرو کیونکہ صبر یعنی پختہ ارادہ ہی ایسی چیز ہے جو عمل نیک کراتا ہے۔ پرہیز کرو کیوں کہ پرہیز بہت نفع دیتا ہے عمل کرو کیونکہ عمل قبول کیا جاتا ہے جو چیز تمہیں اللہ کے عذاب کی طرف لیجاتی ہے اس سے پرہیز کرو اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے کرنے میں اپنی رحمت کا وعدہ فرمایا ہے اس کے کرنے میں جلدی کرو۔ سمجھو اور سمجھاؤ ڈرو اور ڈراؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے کھلے طور پر بیان کر دیا ہے تم سے پہلے لوگ کن امور کے کرنے سے ہلاک ہوئے اور کون سے کام کرنے سے نجات پائی۔ اس نے اپنی پاک کتاب میں حلال وحرام مکروہ ومحبوب چیزیں بیان کر دی ہیں میں تمہیں اور اپنے نفس کو نصیحت کرنے میں کمی نہیں کرتا خداوند تعالیٰ مددگار ہیں ان کی مدد کے سوا کسی میں نیکی کرنے یا برائی سے بچنے کی قوت نہیں ہے جب تم بھی اخلاص سے عمل کرو گے تو تم خداوند تعالیٰ کی اطاعت کرو گے اور اپنے حصہ کی حفاظت کرو گے اور قابل رشک بنو گے اور تم اپنے دین میں جو نیکی زیادہ کر سکتے ہو وہ حسب استطاعت نوافل پڑھو تا کہ تمہارے فرائض میں جو کمی رہ گئی ہے وہ پوری ہو تم حاجت کے وقت جزا دیئے جاؤ گے۔ اے اللہ کے بندو! اپنے ان بھائیوں اور دوستوں کے اندر جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں غور کرو انہیں جو پیش آنا تھا آچکا۔ وہ اس پر قائم ہو گئے موت کے بعد جو کچھ بدبختی یا سعادت مندی ملنی تھی۔ مل چکی۔ خداوند تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں ہے نہ مخلوق اور اسکی ذات میں کوئی نسب کا تعلق ہے۔ محض اپنی مہربانی سے مخلوق پر بخشش کرتے ہیں۔ اللہ صاحب مخلوق پر سے کبھی مصیبت اور برائی نہیں ہٹاتے تا وقتیکہ مخلوق عبادت اور فرمانبرداری کی طرف نہ جھک جائے وہ بھلائی بھلائی نہیں ہے جس کا انجام دوزخ ہو اور وہ برائی برائی نہیں ہے جس کا نتیجہ جنت ہو بس میں یہی کہنا چاہتا تھا میں اللہ صاحب سے تمہارے اور اپنے لئے بخشش مانگتا ہوں اور تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہوں و السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حاکم اور بیہقی نے عبداللہ بن حکیم سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے ایک دفعہ ہمارے سامنے خطبہ پڑھا اول آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی تعریف اور ثنا کہ جس کے وہ اہل ہیں کی اس کے بعد فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ڈرو اور جس تعریف کے وہ اہل ہیں ان کی تعریف کیا کرو تم رغبت کو خوف کے ساتھ ملاؤ کیونکہ خداوند تعالیٰ نے حضرت زکریا

علیہ السلام کے خاندان کی اس طرح تعریف فرمائی ہے۔ اِنَّهُمْ كَانُوْا يُسَارِعُوْنَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُوْنَنَا رَغَبًا وَّرَهَبًا وَّكَانُوْا لَنَا خَاشِعِيْنَ۔ اللہ کے بندو! یہ بات بھی یاد رکھو کہ خدا وند تعالیٰ نے تمہارے نفسوں کو اپنے حق کے بدلہ رہن رکھ لیا ہے اور اس پر تم سے عہد لے لئے ہیں اور تم سے قلیل فانی (دنیا) کو کثیر باقی (عقبیٰ) کے بدلے میں خرید لیا ہے یہ جو تمہارے پاس خدا کی کتاب ہے اس کا نور کبھی نہیں بجھیگا نہ اس کے عجائبات کبھی ختم ہوں گے تم اس کے نور سے منور ہو جاؤ اور اس کتاب سے نصیحت پکڑو اور اس دن کے لئے جس دن کوئی نور نہ ہوگا اس کتاب کے نور کو ذخیرہ کر رکھو کیونکہ خداوند تعالیٰ نے تم کو اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے اور تم پر کراماً کاتبین کو مقرر کر دیا ہے جو تمہارے ہر کام کو جانتے ہیں خدا کے بندو پھر یہ بات بھی جاننے کے قابل ہے کہ تمہارا ہر قدم موت کی طرف جا رہا ہے جسکا علم تم سے چھپا ہوا ہے۔ اگر تم سے ہو سکے تو ایسا کرو کہ جس وقت تمہارے پاس موت آوے اسوقت تم عمل صالح میں ہو یہ بات تم کو سوائے خدا کے فضل کے کبھی میسر نہیں ہو سکتی مہلت کی حالت میں اور موت آنے سے پہلے نیکی کی طرف بڑھو ایسا نہ ہو کہ موت کے وقت تم برے کام میں ہو بہت قومیں ایسی گذری ہیں کہ انھوں نے اپنی مدتیں اپنے غیروں کیلئے کر دی تھیں اور اپنے نفسوں کو بھول گئے تھے اللہ تعالیٰ تمہیں متنبہ کرتا ہے کہ تم ان کے مثل نہ ہو جاؤ۔ پس جلدی کر جلدی کر۔ دوڑو۔ دوڑو۔ بچنے کی کوشش کرو۔ موت نہایت قریب ہے اور دوڑتی آ رہی ہے اور مہلت بہت کم ہے۔

ابن ابی الدنیا اور احمد نے زہد میں اور ابو نعیم نے حلیہ میں یحییٰ بن ابو کثیر سے روایت کی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک روز خطبہ میں فرمایا کہاں ہیں وہ چمکتے ہوئے چہرے کہ جن کے شباب کو دیکھ دیکھ کر لوگ ششدر اور حیران رہجاتے تھے اور کہاں ہیں وہ بادشاہ کہ جنہوں نے شہر اور قلعے تعمیر کئے۔ کہاں ہیں وہ لوگ جو لڑائیوں میں فتح پاتے تھے۔ ان کی قوتیں آج پست ہو گئیں۔ کیونکہ زمانہ نے ان سے بیوفائی کی اور اندھیری قبر میں جا پڑے عمل خیر میں جلدی کرو جلدی کرو۔ نیکی کی طرف دوڑو۔ دوڑو۔

احمد نے زہد میں سلمان سے روایت کی ہو کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت

میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے سلمان خدا سے ڈرا کرو اور یقین جانو کہ عنقریب بہت سے ملک فتح ہوں گے تو ایسا نہ ہو کہ تم صرف کھانے پہننے میں رہو یاد رکھو جس نے پانچوں وقت کی نماز پڑھی وہ صبح سے شام تک اللہ کی حفاظت میں آگیا اور جو اللہ کے ذمہ اور اس کی حفاظت میں آگیا اس کو ہرگز نہ مارنا۔ کیونکہ جس نے خداوند تعالیٰ سے عہد شکنی کی اس کو خداوند تعالیٰ اوندھے منہ دوزخ میں ڈالیں گے نیز آپ فرماتے ہیں کہ صالحین یکے بعد دیگرے اٹھائے جائیں گے حتیٰ کہ ایسے لوگ باقی رہ جائیں گے جو آٹے کی بھوسی کی طرح بالکل بیکار ہوں گے اور جنسے خداوند تعالیٰ کو کوئی تعلق نہ ہوگا۔

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں معاویہ بن قرہ سے روایت کی ہو کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اپنی دعا میں اکثر یہ الفاظ فرمایا کرتے تھے۔ الٰہا العالمین میری آخری عمر اچھی کرو نیک عمل پر میرا خاتمہ فرماؤ۔ اور اپنی ملاقات کا دن سب دنوں سے بہتر کرو۔ احمد نے زہد میں حسن سے روایت کی ہے کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ آپ اکثر یہ دعا مانگا کرتے تھے۔ الٰہی میں آپ سے اس چیز کا سوال کرتا ہوں۔ جو مجھے عاقبت میں کام آئے الٰہی مجھے آخر میں اپنی رضامندی اور بلند مرتبہ جنت نعمتوں والی عطا کرنا عرفجہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق فرماتے تھے کہ جو شخص خوف خدا سے رو سکے وہ خو روئے ورنہ رونے کی صورت بنانی چاہیئے۔

عذرہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو دو سرخیوں یعنی سونے کی سرخی اور زعفران کی زردی ملی ہوئی سرخی نے ہلاک کر دیا مسلم بن یسار حضرت ابوبکر صدیق رضی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ مسلمان کو ہر چیز کا اجر ملتا ہے حتیٰ کہ ذرا سے رنج اور جوتی کے تسمہ ٹوٹنے تک کا بھی اور اس مال کا بھی جو گم ہو گیا تھا اور مایوسی کے بعد اسی کی پہلو سے مل گیا۔

میمون بن مہران سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر رضی کے پاس ایک کوا بہت پروں والا شکار کرکے لایا گیا اس کو لوٹ پلٹ کر دیکھا تو آپ نے فرمایا خواہ کوئی جانور مارا جاوے یا کوئی درخت کاٹا جاوے اللہ کی تسبیح چھوڑنے سے ضائع کیا جاتا ہے۔ بخاری نے ادب میں اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں صنابحی سے روایت کی ہے کہ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی سے سنا آپ فرماتے تھے کہ ایک

بھائی کی دعا دوسرے بھائی کے حق میں جو محض خدا کی راہ پر دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہو عبداللہ نے زوائدالزہد میں عبید بن عمیر سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ لبید شاعر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ مصرعہ پڑھا۔

(یاد رکھو ہر چیز خدا کے سوا باطل ہے) آپ نے فرمایا تم نے سچ کہا اُس نے دوسرا مصرعہ پڑھا۔ (ہر نعمت ضرور زائل ہونیوالی ہے) آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا اللہ کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں جو کبھی زائل نہیں ہونگی جب وہ شاعر چلا گیا تو آپ نے فرمایا کبھی شاعر حکمت کے کلمہ بھی کہدیا کرتے ہیں

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ان کلمات میں جنسے شدت خوف رب ظاہر ہوتی ہے

ابواحمد حاکم نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہو کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ایک مرتبہ ایک باغ میں داخل ہوئے اور اچانک آپ کو درخت کے سایہ میں ایک چڑیا نظر پڑی آپ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر فرمایا اے چڑیا تو بڑی خوش قسمت ہی۔ درختوں کا پھل کھاتی ہے۔ درختوں کے سایہ میں رہتی ہے اور پہونچیگی اُس جگہ جہاں تجھپر کچھ بھی حساب نہیں۔ کاش ابوبکر بھی تیرے ہی جیسا ہوتا ابن عساکر نے اصمعی سے روایت کی ہے کہ جب کوئی تعریف کرتا تو آپ فرماتے الٰہی! آپ میرے نفس کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں اور میں اپنے کو ان لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ الٰہی مجھے جیسا یہ لوگ نیک خیال کرتے ہیں ایسا ہی کر دیجئے۔ میرے [illegible] گنا ہوں کو یہ لوگ نہیں جانتے ان کو آپ معاف کر دیجئے جو یہ لوگ میرے متعلق کہتے ہیں مجھ سے اس کا مواخذہ نہ فرمانا۔ احمد نے زہد میں روایت کی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا مجھے یہ محبوب تھا کہ میں مومن کے پہلو کا ایک بال ہوتا۔

احمد نے زہد میں مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت ابن زبیر جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو عاجزی وانکساری سے لکڑی کی طرح بچھے اور بے حرکت رہتے تھے اور یہی حال جناب حضرت ابوبکر صدیقؓ کا ہوتا تھا حسن کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا واللہ مجھے محبوب تھا کہ میں یہ درخت ہوتا کھا لیا جاتا اور کاٹ دیا جاتا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ مجھے اس طرح روایت پہونچی ہے

کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کاش میں سبزہ ہوتا کہ مجھے چوپائے چر لیتے۔ ضمرہ بن حبیب سے روایت ہے کہ میں موجود تھا جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کے کسی لڑکے کے انتقال کا وقت قریب آیا تو اس نے بار بار تکیہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔ انتقال کے بعد لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے اس قصہ کو عرض کیا آپ نے تکیہ اٹھوا کر جو دیکھا تو اس کے نیچے سے پانچ یا چھ دینار نکلے حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر افسوس کے ساتھ اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُون۔ پڑھ کر فرمایا اے فلانے میں نہیں چاہتا ہوں کہ تمہارے عذر کو اتنی وسعت ہو ثابت بنانی کہتے ہیں حضرت ابوبکر ہمیشہ شعر پڑھا کرتے تھے۔ ترجمہ تم دوسروں کے مرنے کی خبر دیتے رہتے ہو کبھی تمہاری خبر دی جائیگی کبھی آدمی اُمیدیں پوری ہونے سے پہلے ہی مر جاتا ہے۔

ابن سعد نے ابن سیرین سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیقؓ سے زمانہ خلافت میں کوئی شخص نامعلوم بات کہنے سے ڈرنیوالا نہیں ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے بعد حضرت عمرؓ سے زیادہ کسی نامعلوم بات کہنے میں خوف کرنیوالا نہیں ہوا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے سامنے کوئی قضیہ ایسا پیش آیا کہ اس کے متعلق قرآن شریف میں کوئی آیت اور حدیث نبوی میں کوئی اثر نہ پایا تو آپ نے فیصلہ دیتے وقت فرمایا میں اپنی رائے سے اجتہاد و کوشش کرتا ہوں اگر میں صحت پر ہوں تو خدا کی طرف سے سمجھنا اور اگر غلطی پر ہوں تو میری طرف سے سمجھنا میں خدا تعالیٰ سے معافی چاہتا ہوں۔

فصل

حضرت ابوبکر صدیقؓ کا خواب کی تعبیر دینا

سعید بن منصور نے سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ نے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ گویا میرے گھر میں تین چاند اترے ہیں۔ انہوں نے حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ بیان کیا کیونکہ تعبیر دینے میں آپ سب سے بہتر تھے آپ نے فرمایا تمہارا خواب اگر سچا ہے تو تمہارے گھر میں دنیا کے سب سے بہترین آدمی مدفون ہونگے جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو آپ نے فرمایا اے عائشہ تمہارے تین چاندوں میں یہ سب سے بہتر چاند ہے۔ سعید بن منصور عمر بن شرحبیل سے روایت کرتے

کہ ایک مرتبہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں سیاہ بکریوں کے پیچھے جارہا ہوں پھر دیکھتا ہوں کہ سفید بکریوں کے پیچھے جارہا ہوں اور سیاہ بکریاں سفید بکریوں میں ہی جذب ہوگئیں ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ وہ سیاہ بکریاں عرب کے مسلمان ہیں اور سفید بکریاں عجم کے مسلمان جو اپنی کثرت کے سبب عرب کے مسلمانوں سے بڑھ جائیں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ٹھیک ہے اسی طرح مجھے صبح فرشتہ نے بھی تعبیر دی تھی ابن ابی لیلی سے سعید بن منصور ایک روایت اس طرح بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک کنوئیں سے پانی کھینچ رہا ہوں اور میرے پاس کالی بکریاں آئی ہیں پھر ان کے پیچھے ایسی بکریاں آئیں کہ جن کی پشم پر سفیدی پر سرخی غالب تھی حضرت ابوبکر صدیق نے کہا کہ حضور مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی تعبیر عرض کروں پھر آپ نے وہی تعبیر جو ابھی بیان ہو چکی ہے بیان کی۔

ابن سعد نے محمد بن سیرین سے روایت کی ہے کہ اس امت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیق سب سے بہتر تعبیر خواب بتلانے والے تھے ابن سعد ابن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ خواب دیکھا اور حضرت ابوبکر صدیق سے اس طرح بیان کیا کہ گویا میں اور تم دونو ایک ساتھ زینہ پر بھاگے ہیں اور میں تم سے ڈھائی سیڑھی آگے نکل گیا ہوں۔ حضرت ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ صاحب تبارک تعالیٰ آپ کو اپنی مغفرت اور رحمت میں پہلے بلالیں گے اور میں آپ کے ڈھائی سال بعد تک اور زندہ رہونگا عبد الرزاق نے اپنی تصنیف میں ابو قلابہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت ابوبکر صدیق سے عرض کیا کہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ گویا میں خون کا پیشاب کر رہا ہوں آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنی عورت کے پاس حالت حیض میں بھی جاتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سے توبہ کر اور پھر ایسا نہ کیجیو۔

فائدہ۔ بیہقی نے دلائل میں عبداللہ بن بریدہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرو بن عاص کو سردار لشکر مقرر کرکے ایک لڑائی کے لئے روانہ کیا اس لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق بھی تھے جس وقت موقعہ جنگ پر پہونچے تو عمرو بن عاص نے حکم دیا کہ لشکر میں آگ نہ جلائی جاوے اس حکم پر حضرت عمر فاروق کو سخت غصہ آیا یہاں تک کہ آپ آگے بڑھے حضرت ابوبکر صدیق نے آپ کو روکا اور منع فرمایا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو تم پر

لڑائی کا ماہر سمجھ کر حاکم بنایا ہے۔ ان کا اخراج کرو۔ بیہقی نے ایک دوسرے طریقہ سے اس طرح بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو کہ میں قوم پر کسی شخص کو حاکم مقرر کرتا ہوں حالانکہ اُن میں اس سے بہتر لوگ بھی ہوتے ہیں اور جنگ میں سب سے زیادہ ماہر ہوتا ہے۔

فصل

خلیفہ بن خیاط اور احمد بن حنبل اور ابن عساکر یزید بن اصم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ میں بڑا ہوں یا تم بڑے ہو آپ نے کہا کہ بڑے اور مکرم تو آپ ہی ہیں مگر عمر البتہ میری بڑی ہے یہ روایت بہت زیادہ مرسل اور غریب ہے اور اگر اس کو صحیح مان لیا جائے تو اس سے حضرت ابو بکر صدیق کی ذکاوت اور ادب کا ثبوت ملتا ہے اور مشہور یوں ہے کہ یہ جواب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور پر نور کو دیا تھا اور سعید بن یربوع کی نسبت بھی طبرانی میں آیا ہے جس کے الفاظ اس طرح ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سعید بن یربوع سے دریافت کیا کہ ہم میں کون بڑا ہے انھوں نے کہا بڑے اور بہتر تو بیشک آپ ہی ہیں۔ مگر دنیا میں پہلے میں آیا تھا۔

ابو نعیم نے لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق سے کہا گیا کہ آپ اہل بدر کو کیوں کام پر نہیں لگاتے آپ نے فرمایا کہ میں اہل بدر کے درجات جانتا ہوں مگر اُن کو دنیا میں پھنسانا مکروہ سمجھتا ہوں احمد نے زہد میں اسماعیل بن محمد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکر صدیق نے بحصہ مساوی لوگوں پر کچھ تقسیم کیا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ نے اہل بدر کو عام لوگوں کے برابر کر دیا آپ نے فرمایا کہ دنیا میں اتنا ہی کافی ہے انکی فضیلت البتہ اجر عاقبت میں زیادہ ہے

فصل

ابو بکر بن حفص سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گرمیوں میں روزہ رکھا کرتے اور جاڑوں میں افطار کیا کرتے تھے۔

ابن سعد حیان صائغ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی یہ مہر تھی نعم القادر اللہ

فائدہ طبرانی نے موسیٰ بن عقبہ سے روایت کی ہے کہ ایسا کوئی شخص نہیں ہوا کہ جس کی چار پشتوں
نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو مگر ان چار شخصوں نے ابو قحافہ اور آپکے بیٹے ابو بکر صدیقؓ اور ان کے
بیٹے عبد الرحمنؓ اور عبد الرحمن کے بیٹے ابو عتیق کہ جن کا نام محمد ہے ابن مندہ اور ابن عساکر نے
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ مہاجرین میں سے کسی کا باپ ایمان نہیں
لایا مگر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے والد ماجد ایمان لائے۔
فائدہ ابن سعد اور بزار بسند حسن حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم میں حضرت ابو بکر صدیقؓ اور سہیل بن عمرو بن بیضا سب سے زیادہ عمر رسیدہ تھے۔
فائدہ بیہقی نے دلائل میں اسماء بنت ابو بکر صدیقؓ سے روایت کی ہے کہ سال فتح مکہ میں حضرت
ابو بکر صدیقؓ کی ہمشیرہ باہر نکلیں ادھر سے کچھ سوار آتے تھے کسی نے ان میں سے آپکی ہمشیرہ
کے گلے میں جو چاندی کا ہار تھا نکال لیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آکر تشریف فرما
ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیقؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں اللہ اور اسکے اسلام کا واسطہ دیکر اپنی بہن کا ہار
مانگتا ہوں مگر کسی نے جواب نہ دیا۔ آپنے دوبارہ یہی کہا مگر جب پھر بھی کسی نے جواب دیا تو آپنے
کہا اے بہن اپنے ہار سے ہاتھ اٹھا او صبر کرو قسم ہے اللہ کی آجکل لوگوں میں امانت بہت کم
ہے میں نے حافظ ذہبی کی ایک تحریر میں دیکھا ہے کہ انھوں نے اپنے اپنے فن کے فرد زمانہ لوگوں
کو ایک جگہ جمع کیا ہے۔ اور وہ درج ذیل ہیں۔
حضرت ابو بکر صدیقؓ علم نسب میں حضرت عمر فاروقؓ اللہ کے کام کی قوت میں حضرت عثمانؓ بن عفان
شرم میں حضرت علیؓ فیصلہ کرنے میں ابی بن کعب قرأت میں زید بن ثابت علم فرائض میں ابو عبیدہ بن جراح
امانت میں ابن عباسؓ تفسیر میں ابوذر سچ بولنے میں خالدؓ بن ولید شجاعت میں حسن بصری وعظ میں وہب بن
منبہ قصص میں ابن سیرین تعبیر میں نافع قرأت میں ابو حنیفہ فقہ میں ابن اسحاق مغازی میں مقاتل تاویل میں
کلبی قصص قرآن شریف میں خلیل عروض میں فضیل بن عیاض عبادت میں سیبویہ علم نحو میں مالک علم میں
شافعی فقہ حدیث میں ابو عبید غریب غیر معروف باتوں میں علی بن مدنی علل میں یحییٰ بن معین رجال
میں ابو تمام شعر میں احمد بن حنبل سنت میں بخاری حدیث پرکھنے میں۔ جنید تصوف میں۔ محمد بن نصر
مروزی اختلاف میں۔ جبائی اعتزال میں۔ اشعری علم کلام میں۔ محمد بن زکریا رازی طب میں

ابو معشر نجوم میں۔ ابراہیم کرمانی تعبیر میں۔ ابن نباتہ خطبوں میں۔ ابوالفرج اصفہانی سوال جواب میں ابوالقاسم طبرانی عوالی میں ابن حزم ظاہر میں ابوحسن بکری جھوٹ میں۔ حریری مقامات میں ابن مندہ وسعت سفر میں تبنی شعر میں موصلی گانے میں صولی شطرنج میں خطیب بغدادی تیز پڑھنے میں علی بن بلال لکھنے میں عطا سلیمی خوف میں قاضی الفاضل انشار میں۔ اصمعی نوادر میں۔ اشعب طمع میں۔ معبد گانے میں۔ ابن سینا فلسفہ میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبد العزی بن رباح بن قرط بن زراح بن عدی بن کعب بن لوی امیر المومنین ابوحفص القرشی العدوی الفاروق ۶ سنہ نبوی میں کہ جب آپکی عمر شریف ستائیس سال کی تھی ایمان لائے۔ ذہبی اور نووی لکھتے ہیں کہ آپ واقعہ فیل کے تیرہ سال بعد پیدا ہوئے آپ اشراف قریش میں سے تھے اور جاہلیت کے زمانہ میں آپکے ساتھ سفارت متعلق تھی یعنی جب قریش کی آپس میں لڑائی ہوتی تھی یا کسی دوسرے ملک سے جنگ ہوتی تھی تو قریش آپ کو ہی سفیر بناکر بھیجا کرتے تھے یا کبھی اگر آپس میں فخر نسب کے اظہار کی ضرورت لاحق ہوتی تھی تو آپ ہی اس کام کیلئے روانہ کئے جاتے تھے آپ چالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے بعضوں نے کہا ہے کہ انتالیس مردوں اور تیئیس عورتوں کے بعد مسلمان ہوئے بعض نے لکھا ہے پینتالیس مردوں اور گیارہ عورتوں کے بعد ایمان لائے آپکی وہ ہستی ہے کہ آپکے اسلام لانیکے بعد ہی اسلام مکہ میں ظاہر ہوا اور مسلمان نہایت خوش ہوئے۔ آپ سابقین اولین میں سے ہیں۔ آپ عشرہ مبشرہ میں داخل ہیں خلفاء راشدین میں آپ شمار ہوتے ہیں۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خسر ہونیکا فخر رکھتے ہیں آپ صحابہ میں بڑے عالم و زاہد تھے آپ سے ۵۳۹ احادیث مروی ہیں آپ سے روایت کرنے والے حضرت عثمانؓ بن عفان۔ علیؓ۔ طلحہؓ۔ سعدؓ۔ ابن عوفؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابوذرؓ۔ عمروؓ بن عبسہ آپکے بیٹے عبداللہؓ ابن عباسؓ۔ ابن زبیرؓ۔ انسؓ۔ ابوہریرہؓ۔ عمروؓ بن عاص ابوموسیٰ اشعری براءؓ بن عازب۔ ابو سعید خدری۔ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں۔ میں آپکے بیان میں چند فصلیں مخص کرتا ہوں جو فوائد سے خالی نہ ہونگی۔

فصل

ان احادیث میں جو حضرت عمرؓ کے اسلام لانے میں وارد ہوئی ہیں

ترمذی نے حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی الٰہی! اسلام کو عمر بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام میں سے جس کو آپ چاہیں مسلمان کر کے غلبہ عطا فرمایئے۔ اسی کو طبرانی نے ابن مسعودؓ اور انس سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا فرمائی۔ الٰہا العالمین! عمر بن خطاب سے اسلام کو غلبہ پہونچا (اس روایت میں کسی دوسرے کا نام نہیں) اس کو طبرانی نے اوسط میں ابوبکر صدیق رضؓ سے اور کبیر میں ثوبان سے روایت کیا ہے۔

احمد نے حضرت عمرؓ سے اس طرح روایت کی ہے کہ میں ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روکنے کے لئے چلا تو معلوم ہوا کہ آپ مجھ سے پہلے مسجد میں پہنچ چکے ہیں۔ میں آپ سے کسی قدر پیچھے ٹھہر گیا آپ نے سورۂ الحاقہ پڑھنا شروع کی میں تالیف قرآن سنکر تعجب کرتا رہا میں نے اپنے دل میں کہا واللہ یہ شخص شاعر ہی معلوم ہوتا ہے جیسا کہ قریش کہتے ہیں لیکن جب آپ اس آیت پر پہنچے اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ الخ تو میرے دل میں اسلام گھر کر گیا اور مجھے اس کی عظمت معلوم ہو گئی) ابن ابی شیبہ نے جابر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے اسلام لانے کا اسطرح قصہ بیان کیا کہ میری ہمشیرہ کو درد زہ لاحق ہوا تو میں گھر سے نکل کر کعبہ شریف کے پردوں میں چلا گیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم حجر کی طرف تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونی کپڑا اوڑھے ہوئے تھے آپ نے وہاں کچھ نماز پڑھی، اور پھر تشریف لے گئے۔ آپ سے میں نے کچھ ایسا کلام سنا جو میں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا جب آپ چلے تو میں آپ کے پیچھے چلا آپ نے فرمایا کون ہے میں نے کہا عمر ہوں۔ آپ نے فرمایا عمر تم میرا رات دن میں پیچھا کبھی نہیں چھوڑتے۔ میں ڈرا کہ کہیں آپ بددعا نہ کردیں فوراً میں نے کلمۂ شہادت پڑھا آپ نے فرمایا کہ عمر اس کو پوشیدہ رکھو میں نے عرض کیا قسم ہے مجھے اس ذات کی جس نے آپ کو سچا نبی بنا کر بھیجا ہے میں اس کو ضرور ظاہر کرونگا جیسا کہ میں نے شرک

کو ظاہر کیا ہے۔

ابن سعد اور ابو یعلی اور حاکم اور بیہقی نے دلائل میں حضرت انس رض سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تلوار لٹکاتے ہوتے نکلے آپ کو راستہ میں قبیلہ بنی زہرہ کا ایک شخص ملا اس نے کہا کہ کہاں کا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قتل کرنے کا ارادہ ہے اُسنے کہا کہ بنی ہاشم اور بنی زہرہ سے کس طرح امن سے رہوگے آپنے فرمایا معلوم ہوتا ہے کہ تو بھی بے دین ہو گیا اُس نے کہا کہ میں اس سے بھی تعجب خیز بات بتلاتا ہوں کہ تمہارے بہنوئی اور بہن دونوں تمہارے دین سے بے دین ہو گئے حضرت عمر رض نے بہنوئی کے مکان کو چلے وہاں حضرت خباب بھی تشریف رکھتے تھے آپکی آہٹ پاکر حضرت خباب چھپ گئے چونکہ یہ تینوں صاحب آہستہ آہستہ سورۂ طٰہٰ پڑھ رہے تھے اور آپکے آجانے پر خاموش ہو گئے تو آپنے دریافت کیا کہ یہ چپکے چپکے کیا پڑھا جا رہا تھا آپ کی بہن بہنوئی نے کہا کچھ نہیں۔ آپسمیں کچھ باتیں کر رہے تھے آپ نے کہا معلوم ہوا کہ تم دونوں بے دین ہو گئے ہو آپکے بہنوئی نے کہا کہ جب تمہارے دین میں حق ہی نہ ہو اس پر آپ کو غصہ آیا کود کر اپنے بہنوئی کو بڑی سختی سے زمین پر پٹکا آپ کی بہن نے انھیں چھڑانا چاہا تو آپنے اپنی بہن کو زور سے دھکا دیا جس سے انکے بھی چوٹ آئی اور منہ خون سے تر بتر ہو گیا آپ کی بہن نے نہایت غصہ سے کہا کہ جب تمہارا دین ہی سچا نہیں تو میں گواہی دیتی ہوں کہ سوائے ایک معبود کے کوئی دوسرا عبادت کے لائق نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے بندے اور رسول ہیں آپنے فرمایا کہ اچھا مجھے وہ کتاب دو جو تمہارے پاس ہے تاکہ میں اسے پڑھوں آپ کی بہن نے کہا تم ناپاک ہو اس مقدس کتاب کو پاک ہی لوگ چھو سکتے ہیں اول غسل کیجئے یا کم از کم وضو کیجئے آپنے وضو کیا اور کتاب لیکر پڑھی اس میں سورۂ طٰہٰ لکھی ہوئی تھی آپ جسوقت اس آیت پر پہونچے اِنَّنِيْٓ اَنَا اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدْنِيْ وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِيْ تو آپ نے فرمایا کہ مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے جلدی ملاؤ جسوقت حضرت خباب رض نے یہ سُنا آپ باہر آئے اور کہا عمر میں تم کو بشارت دیتا ہوں کہ جمعرات کی رات کو ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعا مانگی تھی کہ الٰہی اسلام کو عمر رض بن خطاب یا ابوجہل بن ہشام کے مسلمان ہونے سے غلبہ عطا فرما۔

میری رائے میں یہ اسی کا اثر ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت صفا کے قریب مکان میں تھے
حضرت خباب آپ کو لیکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں چلے جس مکان میں حضرت تشریف
فرما تھے اس کے دروازہ پر حضرت حمزہ حضرت طلحہ اور دیگر صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین
بھی بیٹھے ہوئے تھے حضرت حمزہ نے انھیں دیکھکر کہا کہ عمر آ رہے ہیں اگر اللہ ان کے ساتھ نیکی
کا ارادہ رکھتے ہیں تو یہ میرے ہاتھ سے بچ جاویں گے اور اگر ان کا ارادہ کچھ اور ہے تو ان کا
قتل کرنا ہم پر بہت آسان ہے اس اثنا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ان تمام حالات کی وحی
آ چکی تھی آپ نے مکان سے نکلکر حضرت عمر کا دامن اور تلوار پکڑ کر فرمایا عمر یہ فسادات کیا ولید بن
مغیرہ جیسا حشر ہونے تک باقی رہیں گے آپ نے کہا اشهد ان لا اله الا الله وانك عبده
ورسوله اور مسلمان ہو گئے۔

بزار اور طبرانی اور ابونعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے دلائل میں اسلم سے روایت کی ہے کہ ہم سے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے زیادہ
جانی دشمن تھا ایک دن بڑی کڑی گرمی میں میں مکہ کی کسی گلی میں جا رہا تھا کہ ایک شخص ملا اور
اُسنے مجھ سے کہا کہ اے عمر بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم اپنے کو کچھ سمجھتے ہو اور تمہارے گھر میں وہ
کام ہو جاتے ہیں کہ تمہیں خبر تک نہیں ہوتی میں نے کہا کہ کیا ہوا اس نے کہا کہ تمہاری بہن مسلمان
ہو گئی ہیں غصہ میں پیچھے لوٹا اور بہن کا دروازہ کھٹکھٹایا اندر سے پوچھا کون ہے میں نے کہا
عمر ہوں۔ اندر کے تمام آدمی گھبرا کر اور مجھ سے ڈر کر چھپ گئے ایک کتاب جو وہ پڑھ رہے تھے اسے
رکھدی اور جلدی میں اٹھانا بھول گئے میری بہن نے دروازہ کھولا میں نے کہا اے جان کی دشمن
تو بے دین ہو گئی یہ کہکر جو میرے ہاتھ میں تھا اس کے سر پر کھینچ مارا سر میں خون نکل آیا بہن
نے رو کر کہا عمر میں بے دین ہو گئی یا جو کچھ میری سمجھ میں آیا کر لیا یہ سنکر میں اندر گیا
اور چارپائی پر جا کر بیٹھ گیا میں نے دیکھا کہ ایک کتاب رکھی ہوئی ہے میں نے کہا یہ کیا ہے
میرے پاس لاؤ بہن نے جواب دیا کہ تم اس کے اہل نہیں ہو کیونکہ تم جنابت سے پاک نہیں
اور اس کو پاک ہی لوگ ہاتھ میں لیتے ہیں میں نے اصرار کیا حتیٰ کہ وہ لائی میں نے جو کھولا تو
شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا ہوا تھا میں یہ اللہ کے نام دیکھکر ہیبت سے کانپ گیا۔

اور کتاب ہاتھ سے چھوٹ گئی جب ذرا میرے اوسان بجا ہوئے تو میں نے پھر اٹھا کر پڑھا اس میں لکھا تھا سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں پھر کانپ اٹھا سہ بارہ پڑھنے پر جب میں آیت اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آؤ تک پڑھا تو میں نے کہا اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سنکر تمام آدمی جو گھر میں موجود تھے میری طرف دوڑے اور زور سے تکبیر کہی اور کہا تمہیں مبارک ہو پیر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلے ہی دعا فرما چکے تھے کہ الٰہا العالمین اپنے دین کو ان دو شخصوں ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب میں سے جسے آپ چاہیں اس کے ساتھ غلبہ عطا فرمایئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسوقت صفا پہاڑ کے نیچے کے مکان میں تشریف رکھتے تھے یہ لوگ وہاں مجھے لے گئے میں نے آگے بڑھکر دروازہ کھٹکھٹایا پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا عمر ہوں چونکہ لوگ میری دشمنی سے واقف تھے میرا نام سنکر کسی کو دروازہ کھولنے کی جرات نہ ہوئی حتیٰ کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کہ دروازہ کھول دو لوگوں نے دروازہ کھول دیا اور دو آدمیوں نے میرے بازو پکڑ لئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے آپنے فرمایا اسے چھوڑ دو پھر آپنے میرا دامن پکڑ کر مجھے اپنی طرف کھینچ لیا اور فرمایا عمر مسلمان ہو جاؤ۔ ای اللہ اسے ہدایت دو میں نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمانوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ مکہ کی گلیوں میں آواز سنائی دی لوگ ڈر گئے اور کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ مجھ سے سر پھٹول کرے لیکن دوسرے مسلمانوں سے مار پیٹ برابر ہوتی تھی مجھے یہ ٹھیک معلوم نہ ہوا لہذا میں اپنے ماموں ابوجہل بن ہشام کے پاس پہنچا وہ قریش میں شریف اور با اثر سمجھا جاتا تھا میں نے دروازہ پر دستک دی پوچھا کون ہے؟ میں نے کہا میں عمر ہوں اور تمہارا دین میں نے چھوڑ دیا ہے اسنے کہا ایسا مت کرنا اور پھر اندر سے دروازہ بند کر لیا اور میں باہر کھڑا رہ گیا میں نے کہا یہ کچھ بھی نہیں۔ پھر میں عظماء قریش میں سے ایک شخص کے پاس پہنچا اور اُس کو آواز دی جب وہ باہر آیا تو اس سے بھی وہی گفتگو ہوئی اور اُسنے جواب بھی وہی دیا جو میرے ماموں ابوجہل نے دیا تھا اور دروازہ بند کر لیا میں نے کہا یہ بھی کچھ نہیں۔ دوسرے مسلمانوں کو تو مارتے پیٹتے تھے مگر مجھ سے آنکھ بھی نہیں ملاتے۔ ایک شخص نے کہا کیا تم اپنا اسلام ان باتوں سے ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ میں نے کہا ہاں اس نے کہا دیکھو جب لوگ حجر کے پاس جمع ہوں تو آنا کیونکہ ان میں فلاں شخص پیٹ کا بہت ہلکا ہے۔ پیٹ میں بات نہیں رکھتی اس سے کہو وہ سب جگہ ظاہر

کرنے گا میں آیا اور اس سے اپنا اسلام ظاہر کیا اس نے کہا کیا ہو چکے میں نے کہا ہاں اس نے زور سے چلا کر کہا لوگو عمر بن خطابؓ ہمارے دین سے بیدین ہو گیا یہ سنتے ہی مشرکین ایک دم مجھ پر ٹوٹ پڑے میں انھیں مارتا تھا اور وہ مجھے۔ میرے ماموں ابوجہل نے پوچھا یہ کیسا شور وغل ہے کہا کہ عمر مسلمان ہو گیا میرا ماموں حجر پر چڑھا اور اشارہ کیا اور کہا کہ میں نے اپنے بھانجے کو پناہ دیدی ہے یہ سنتے ہی مجھ سے سب الگ ہو گئے مگر مجھے یہ برا معلوم ہوا کہ دوسرے مسلمانوں سے مار پٹائی جاری رہے اور میں کھڑا دیکھوں چنانچہ میں ماموں کے پاس پھر گیا اور اس سے جا کر کہا کہ میں تیری پناہ میں رہنا نہیں چاہتا۔ اسکے بعد مارتے پیٹتے رہے حتیٰ کہ خداوند تعالیٰ نے اسلام کو قوت بخشی۔

ابونعیم نے دلائل میں اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ ایک روز میں نے حضرت عمرؓ سے دریافت کیا کہ آپ کا لقب فاروق کس طرح پڑ گیا آپ نے فرمایا کہ حضرت حمزہ مجھ سے تین روز پہلے مسلمان ہو چکے تھے میں مسجد کی طرف جو گیا تو وہاں ابوجہل کو دیکھا کہ (خاکش بدہن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتا چلا آتا ہے۔ حضرت حمزہ کو جسوقت اس کی اطلاع ہوئی تو آپ اپنی کمان لیکر مسجد کی طرف چلے اور قریش کے اس حلقہ کی طرف جس میں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا پہونچے اور اپنی کمان سے سہارا لگا کر ابوجہل کے عین مقابل بیٹھ گئے اور اس کی طرف دیکھنے لگے۔ ابوجہل نے قیافہ سے معلوم کر لیا کہ آج ان کی نیت بخیر نہیں معلوم ہوتی یہ معلوم کر کے کہنے لگا کہ ابوعمارہ تمہیں کیا ہو گیا۔ آپ نے یہ سنتے ہی اس کی پیٹھ پر اس زور سے کمان ماری کہ کمر میں خون نکل آیا۔ قریش نے معاملہ بڑھ جانے کی وجہ سے بیچ بچاؤ کرا دیا۔ اسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارقم بن ابی الارقم مخزومی کے یہاں مقیم تھے حضرت حمزہ وہاں پہونچے اور اسلام لے آئے اس واقعہ کے تیسرے دن جو میں باہر نکلا تو راستہ میں مجھے ایک مخزومی ملا میں نے اس سے کہا کہ کیا تو اپنے آبائی دین سے پھر گیا اور دین محمدؐ کا تابعدار ہو گیا اُس نے کہا میں نے اگر ایسا کیا تو کیا تعجب ہے جبکہ ایک ایسے شخص نے کہ جسپر تمہارا مجھ سے زیادہ حق ہے ایسا کر لیا ہو میں نے کہا وہ کون ہے کہا تمہارے بہن بہنوئی۔ میں اپنی بہن کے گھر پہونچا تو مجھے کچھ پڑھنے کی بھن بھناہٹ معلوم ہوئی میں اندر چلا گیا اور کہا کیا تھا اسمیں بات بڑھ گئی میں نے بہنوئی کا سر پکڑ کر جو مارا تو خون نکل آیا میری بہن نے کھڑے ہو کر میرا سر پکڑ لیا اور کہا کہ یہ تو ہوا اگرچہ تیری منشا کے خلاف

ہوا ہیں نے جو خون بہتے دیکھا تو مجھے شرم آئی اور میں بیٹھ گیا اور کہا کہ مجھے بھی ذرا یہ کتاب دکھلاؤ میری بہن نے جواب دیا کہ اسے پاک لوگ چھو سکتے ہیں میں نے اٹھ کر غسل کیا انھوں نے وہ کتاب دی میں نے جو دیکھا تو اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھا ہوا تھا میں نے کہا کہ یہ نام تو بڑے پاکیزہ ہیں آگے لکھا تھا طٰہٰ مَآ اَنزَلْنَا عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی تا آیت لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی میرے دل میں اس کی بڑی عظمت پیدا ہوئی اور میں نے کہا کیا اسی سے قریش بھاگتے ہیں میں وہیں مسلمان ہو گیا اور میں نے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف رکھتے ہیں میری بہن نے جواب دیا کہ ابوارقم کے مکان میں تشریف فرما ہیں۔ میں وہیں گیا اور دروازہ پر ہاتھ مارا لوگ جمع ہو گئے اُن سے حضرت حمزہ نے کہا کیا ہے انھوں نے کہا کہ عمر ہیں انھوں نے کہا اچھا عمر ہیں دروازہ کھول دو اگر وہ اچھی طرح آئیں تو ہم انھیں سر آنکھوں پر جگہ دیں گے ورنہ ہم اُنھیں قتل کر دیں گے۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سنا آپ باہر نکلے اور میں نے فوراً کلمۂ شہادت پڑھا جتنے اس گھر میں مسلمان تھے سبھوں نے اس زور سے تکبیر کہی کہ اس کو تمام اہل مکہ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کیا ہم حق پر نہیں ہیں آپ نے فرمایا کیوں نہیں ہم ضرور حق پر ہیں۔ میں نے عرض کیا تو پھر چھپنا کیوں ہے۔ ہم دو صفیں بنا کر نکلے ایک میں حضرت حمزہ اور دوسری میں میں تھا حتی کہ ہم مسجد حرام میں داخل ہوئے قریش نے مجھے اور حضرت حمزہ کو دیکھا تو قریش کو بہت رنج و صدمہ پہونچا۔ اُس روز سے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فاروق کا خطاب بخشدیا کیونکہ اسلام ظاہر ہو گیا اور حق و باطل کے درمیان میں فرق پیدا ہو گیا۔ ابن سعد کہتے ہیں کہ ذکوان کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی دریافت کیا کہ حضرت عمر کا نام فاروق کس نے رکھدیا آپ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر فاروق اسلام لائے تو حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اہل آسمان بھی حضرت عمر کے اسلام کی وجہ سے خوش ہو گئے ہیں۔

بزار اور حاکم نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر اسلام لائے تو مشرکین نے کہا کہ مسلمانوں نے آج ہم سے سارا بدلہ لے لیا اور اللہ تبارک و تعالیٰ نے یاایھا النبی

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَمَنِ اتَّبَعَکَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ نازل فرمائی بخاری شریف میں ہے کہ حضرت
عبداللہ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ جب سے حضرت عمر اسلام لائے ہم عزت دار ہو گئے۔
ابن سعد اور طبرانی نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر کا اسلام اسلام کی فتح تھی
آپ کی ہجرت نصرت تھی اور آپ کی امامت رحمت تھی ہم میں طاقت نہیں تھی کہ ہم بیت اللہ
شریف میں نماز پڑھ سکیں لیکن جب حضرت عمر اسلام لے آئے تو آپ نے مشرکین سے اتنا لڑائی
جھگڑا کیا کہ انھوں نے ہمارا پیچھا چھوڑ دیا اور ہم بیت اللہ شریف میں نماز پڑھنے لگے۔ ابن
سعد اور حاکم نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ جب سے حضرت عمر اسلام لائے تب سے اسلام
کی حالت ایسی ہو گئی جیسے کہ ایک تب لمند آدمی ہوتا ہے کہ اس کے ہر قدم پر ترقی ہوتی ہے
اور جب سے شہید ہوتے اسلام کے عروج میں کمی آ گئی اور ہر قدم پیچھے ہی کو پڑنے لگا۔
طبرانی میں ہے کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ جس نے اول اسلام کو ظاہر کیا وہ عمر بن خطاب
ہیں (اس حدیث کی اسناد بالکل صحیح ہیں) ابن سعد نے صہیب سے روایت کی ہے کہ جب
حضرت عمر اسلام لائے تب اسلام ظاہر ہوا اسلام کی طرف علانیہ دعوت ہونے لگی اور ہم کعبہ
کے گرد بیٹھنے طواف کرنے مشرکین سے بدلہ لینے اور ان کو جواب دینے کے قابل ہو گئے
ابن سعد نے اسلم مولیٰ عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ذوالحجہ ۶ سنہ نبوی
میں بعمر ۲۶ سال مشرف باسلام ہوئے۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہجرت

ابن عساکر نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ہم سوائے حضرت عمر رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے ایک شخص کو بھی نہیں جانتے کہ کسی نے ظاہر طور پر ہجرت کی ہو ہاں البتہ جس وقت
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجرت کا ارادہ کیا تو آپ نے اپنی تلوار حمائل کی اور کندھے سے
ہر کمان لٹکا لی ہاتھ میں ترکش سے چند تیر لیے اور کعبۃ اللہ میں تشریف لائے وہاں
اشراف قریش کچھ بیٹھے ہوئے تھے آپ نے سات مرتبہ طواف کیا دو رکعتیں مقام ابراہیم

کے مقابل پڑھیں اشراف قریش کے حلقوں میں آکر علیحدہ علیحدہ کہا تمہارے منہ سیاہ ہوں جو شخص اپنی ماں کو بے فرزند بیٹے کو یتیم، بیوی کو بیوہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو وہ اس جنگل کے اُس طرف آکر مجھ سے مقابلہ کرے مگر کسی کی تاب نہ تھی کہ آپ کا پیچھا کرتا۔

حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سب سے پہلے ہجرت کرکے ہمارے پاس مصعب بن عمیر آئے پھر ابن ام مکتوم ان کے بعد عمر ابن الخطاب بیس سواروں میں تشریف لائے ہم نے ان سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا ارادہ ہے آپ نے فرمایا کہ وہ پیچھے تشریف لا رہے ہیں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی مع حضرت ابوبکر صدیق کے تشریف لے آئے۔

امام نووی فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزووں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہے ہیں اور جنگ اُحد میں بھی آپ ثابت قدم رہے تھے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت عمرؓ کی فضیلت میں وارد ہیں مگر ان میں وہ احادیث شامل نہیں جو حضرت ابوبکر صدیق کے حالات میں مذکور ہو چکیں

بخاری اور مسلم نے روایت کی ہے کہ ابو ہریرہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے خواب میں جنت کو دیکھا کہ اس میں ایک عورت بڑے محل کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وضو کر رہی ہے میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے فرشتوں نے جواب دیا کہ عمر کا ہے۔ پھر آپ نے فرمایا اے عمرؓ میں نے تیری غیرت یاد کرکے اُس محل میں قدم نہیں رکھا اور لوٹ آیا اس پر حضرت عمرؓ رو پڑے اور عرض کیا حضور آپ سے غیرت کروں گا۔؟

بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے دودھ پیا ہے یہاں تک کہ اس کی تر و تازگی اور خوشبو میرے ناخون تک سرایت کر گئی ہے پھر میں نے بچا ہوا دودھ عمر کو دیدیا تو صحابہ نے دریافت کیا حضور اس کی تعبیر کیا ہوئی آپ نے فرمایا کہ علم۔

بخاری اور مسلم نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ لوگوں کو میرے سامنے پیش کیا جا رہا ہے جو قمیص پہنے ہیں بعضوں کے سینہ تک ہیں اور بعضوں کے اس سے زیادہ تک جس وقت عمرؓ پیش کیے گئے تو اُن کی قمیص زمین میں گھسٹتی جاتی تھی۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ قمیص کیا تھی آپ نے فرمایا کہ دین۔ بخاری اور مسلم نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عمر قسم ہے مجھے اس ذات کی کہ جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے جس راستہ سے تم چلو گے اس راستہ کو شیطان نہیں چلیگا بلکہ دوسرا راستہ اختیار کریگا۔

بخاری شریف میں ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم سے پہلی اُمتوں میں محدّث یعنی صاحب الہام ہوتے رہے ہیں اگر میری اُمت میں کوئی ہو سکتا ہے تو وہ عمرؓ ہیں۔ ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ عمر کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کر دیا ہے۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب کبھی لوگوں میں گڑبڑ ہوتی اور حضرت عمر کی رائے ہوتی تو قرآن شریف حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوا ہے ترمذی اور حاکم نے روایت عقبہ بن عامر سے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر بن خطاب ہی ہوتے (اس کو طبرانی نے ابو سعید خدریؓ اور عصمہ بن مالک سے روایت کیا ہے اور ابن عساکر نے ابن عمر کی حدیث سے بیان کیا ہے) ترمذی نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں جن وانس کے شیاطین حضرت عمرؓ سے بھاگتے ہوئے دیکھتا ہوں۔ ابن ماجہ اور حاکم نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص کہ خداوند تعالیٰ جس سے سب سے اول مصافحہ فرمائیں گے اور سلام کریں گے اور ہاتھ پکڑ کر جنت میں داخل کریں گے وہ عمرؓ ہیں۔

ابن ماجہ اور حاکم نے ابوذرؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ اللہ جل شانہ نے حضرت عمرؓ کی زبان اور دل پر حق کو رکھدیا ہے کہ وہ حق ہی بولتے ہیں۔

ابن منیع نے اپنی مسند میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ ہم اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسمیں بالکل شک و شبہ نہ تھا کہ سکینہ حضرت عمرؓ کی زبان پر بولتا ہی بزار نے ابن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمرؓ اہل جنت کے چراغ ہیں

بزار نے قدامہ بن مظعون سے روایت کی ہے وہ اپنے چچا عثمان بن مظعون سے روایت کرتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت عمرؓ کی طرف اشارہ کرکے) فرمایا کہ یہ شخص جب تک تمہارے درمیان ہی تب تک فتنوں کا دروازہ بند رہیگا بلکہ جب تک یہ زندہ ہو فتنوں کا دروازہ بہت سخت بند ہے طبرانی نے اوسط میں ابن عباس سے روایت کی ہو کہ ایک دفعہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا کہ عمرؓ سے سلام کہہ دیجئے اور انھیں اس کی خبر دیدیجئے ان کا غصہ غلبہ ہے اور ان کی رضا حکمتیں ہے۔

ابن عساکر نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عمرؓ سے شیطان ڈرتا ہے۔ احمد نے اس کو بریدہ کے طریقہ سے اس طرح روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمرؓ سے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے ابن عساکر نے ابن عباس سے اس طرح روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آسمان کے تمام فرشتے عمرؓ کی عزت کرتے ہیں اور زمین کے تمام شیطان ان سے ڈرتے ہیں طبرانی نے اوسط میں ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل مجدہ نے تمام اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا ہے۔ ایسی ہی ایک حدیث کبیر میں ابن عباس سے بیان کی ہے۔

طبرانی اور دیلمی نے فضل بن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ رہے گا خواہ وہ کہیں ہو۔

بخاری اور مسلم نے ابن عمرؓ اور ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اپنا خواب بیان فرمایا کہ میں نے اپنے آپ کو ایک ایسے کنوئیں پر دیکھا جس پر ڈول پڑا ہوا تھا۔ میں نے کچھ ڈول کھینچے میرے بعد ابو بکر نے ڈول لیا اور ایک یا دو ڈول کھینچے مگر ان کے کھینچنے میں کچھ ضعف تھا۔ خدا ان کی مغفرت فرما دیں پھر عمرؓ آئے

انھوں نے ڈول پکڑا اور اس طرح کھینچا کہ کسی جوانمرد کو میں نے اس طرح کھینچتے نہیں دیکھا حتیٰ کہ ہر چہار طرف سے پیاسے آئے اور خوب سیراب ہوئے۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ علماء نے اس حدیث کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ یہ اشارہ حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمرؓ فاروق کی خلافت کی طرف ہے کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں کثرت فتوحات اور ظہور اسلام بہت زیادہ ہوگا۔

طبرانی نے سدیسہ سے روایت کی ہے وہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس وقت سے عمر اسلام لائے ہیں جب کبھی ان سے شیطان ملا ہے اوندھے منہ گر پڑا ہے طبرانی نے ابی بن کعب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے جبرئیل کہتے تھے کہ عمر کی موت پر اسلام روئے گا۔

طبرانی نے اوسط میں ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے عمرؓ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے رکھا اور جس نے عمرؓ سے محبت رکھی مجھ سے رکھی اللہ جل شانہ نے اہل عرفہ پر عموماً اور حضرت عمرؓ پر خصوصاً فخر کیا ہے جتنے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے ہیں ان سب کی امت میں ایک محدث ضرور ہوا ہے اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمرؓ ہیں صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم محدث کون ہوتا ہے آپ نے فرمایا جس کی زبان سے ملائکہ گفتگو کریں (اس کے اسناد صحیح ہیں)

فصل

حضرت عمر فاروقؓ کے متعلق صحابہ و سلف صالحین کے اقوال

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا ہے کہ روئے زمین پر مجھے حضرت عمرؓ سے زیادہ کوئی عزیز نہیں ہے (ابن عساکر) حضرت ابوبکرؓ سے مرض موت میں کسی نے دریافت کیا کہ اگر جناب سے خداوند تعالیٰ دریافت فرمادیں کہ تم نے عمر کو کیوں خلیفہ مقرر کیا تو آپ کیا جواب دیں گے آپ نے فرمایا میں جواب دونگا کہ میں نے لوگوں میں سب سے بہتر آدمی کو ان پر خلیفہ مقرر کیا تھا (ابن سعد)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب تم نیک لوگوں کا ذکر کرو تو حضرت عمر کو کبھی نہ بھولنا کیونکہ کچھ بعید نہیں کہ سکینہ آپ کی زبان پر بولتا ہو (طبرانی فی الاوسط)

حضرت ابن عمر نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم نے کسی آدمی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے زیادہ ذکی ذہین اور سخی نہیں پایا (ابن سعد)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علم ترازو کے ایک پلڑے میں اور تمام دنیا کا علم دوسرے پلڑے میں رکھ کر وزن کیا جائے تو حضرت عمر کا پلہ بھاری رہیگا کیونکہ آپ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے دیئے گئے ہیں (طبرانی اور حاکم)

حضرت حذیفہؓ فرماتے ہیں کہ تمام دنیا کا علم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گود میں چھپا ہوا ہے نیز آپ فرماتے ہیں کہ میں سوائے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی شخص کو نہیں پہچانتا کہ جسنے جرأت کے ساتھ خدا کی راہ میں سلامت کی پرواہ نہ کی ہو۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت نیک فہم تیز خاطر اور معاملہ فہم تھے ہر کام کو اکیلے ہی کرنے کی ہمت رکھتے تھے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پاس نہ دنیا آئی اور نہ انھوں نے اس کی خواہش کی البتہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس دنیا آئی مگر انھوں نے اسے دھکا دیکر نکالدیا اور ہم نے تو بالکل دنیا کو پیٹ میں بھر لیا (اس کو زبیر نے موفقیات میں بیان کیا ہے)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر فاروقؓ کے پاس اُس وقت آئے جبکہ انتقال کے بعد ان کو کپڑے سے ڈھانکدیا گیا تھا۔ اسوقت حضرت عمرؓ ایک کپڑا اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد اس کپڑا اوڑھنے والے سے زیادہ کسی کے اعمال پسندیدہ نہیں ہیں۔ (حاکم)

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب نیک لوگوں کا ذکر کیا جائے تو ضروری ہے کہ ان میں حضرت عمر فاروقؓ کا ذکر کیا جائے کیونکہ آپ ہم سب سے زیادہ کتاب اللہ کے عالم اور دین خدا کے فقیہہ تھے (طبرانی)

حضرت ابن عباسؓ سے کسی نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے

فرمایا کہ وہ سراپا خیر تھے۔ پھر اس نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا
کہ ان کی مثال اس ہوشیار چڑیا کی سی ہے کہ جس کو ہر جگہ یہ خیال رہتا ہے کہ یہاں جال
لگا ہوا ہے میں پھنس جاؤنگی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا
کہ ارادہ میں پختگی ہوشمندی علم دلیری اور مردانگی ان کے اندر کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی ہے۔ (طیوریات)

طبرانی نے عمیر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ بن خطاب نے کعب احبارؓ سے پوچھا
کہ تمنے پچھلے صحیفوں میں میرا ذکر کس طرح دیکھا ہے انھوں نے جواب دیا کہ ہاں آپ کے
متعلق لکھا ہے کہ آپ قَرْنًا مِنْ حَدِيْدٍ (فولاد کی تلوار یا لوہے کا پہاڑ) ہونگے آپ نے
پوچھا اس کا کیا مطلب انھوں نے کہا کہ ایک ایسے حاکم پہلوان کہ خدا کی راہ میں کسی ملامت
کرنے والے کی پرواہ نہ کریں گے آپ نے فرمایا پھر کیا لکھا ہے انھوں نے کہا کہ آپکے بعد جو خلیفہ ہونگے انکو
تمام جماعت شہید کر ڈالیگی آپنے فرمایا پھر کیا لکھا ہے۔ کہا کہ پھر فتنہ و فساد پھیل جاویگا حضرت عبداللہ
ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب کی فضیلت لوگوں پر ان چار باتوں سے معلوم ہوتی ہے
اوّل جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق قتل کا حکم دیا اور آیت لَوْلَا كِتٰبٌ مِّنَ اللّٰهِ سَبَقَ اسی کے موافق
نازل ہوئی۔ دوم آپ نے ازواج مطہرات کے پردہ کے متعلق فرمایا جسپر حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ
عنہا نے فرمایا کہ اے عمر بن خطاب تم ہمپر حکم نافذ کرتے ہو حالانکہ وحی ہمارے ہی گھر میں اترتی ہے
چنانچہ ان کے پردہ کے متعلق آیت نازل ہوئی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا۔ سوم حضور اقدس صلی اللہ
علیہ وسلم کا آپ کے متعلق دعا کرنا کہ الٰہا العالمین عمرؓ کو مسلمان کر کے اسلام کو قوی کر۔ چہارم آپ کا
حضرت ابوبکر صدیقؓ سے سب سے اول بیعت کرنا۔ (احمد۔ بزار۔ طبرانی)

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ ہم آپسمیں ذکر کیا کرتے تھے کہ شیطان حضرت عمرؓ کی خلافت
میں مقید رہے اور آپ کے بعد آزاد ہو کر ہر طرف پھیل گئے (ابن عساکر)

حضرت سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو موسیٰ کو حضرت عمرؓ کی خیریت بہت دنوں تک
نہ معلوم ہوئی آپ ایک عورت کے پاس گئے جس کے سر شیطان آتا تھا آپنے اس عورت سے حضرت
عمر کے متعلق دریافت کیا اسنے کہا کہ جب مجھپر شیطان آویگا تب دریافت کر لینا چنانچہ جسوقت
وہ آیا تو دریافت کرنے پر اس شیطان نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس حالت میں چھوڑا

ہے کہ ایک کملی کا تہبند باندھے ہوئے ایک صدقہ میں آئے ہوئے اونٹ کے (جس کے خارش ہو گئی تھی) قطران مل رہے ہیں وہ ایسے آدمی ہیں کہ جب اونھیں کوئی شیطان دیکھتا ہے (تو خوف کے سبب) ناک کے بل گر پڑتا ہے خدا ہر وقت ان کی آنکھوں کے سامنے ہے اور روح القدس اون کی زبان سے کلام کرتا ہے۔

فصل

حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں جس شخص نے یہ گمان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلافت کے زیادہ مستحق تھے تو اُسنے حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ بلکہ کل مہاجرین و انصار کو خطا کار ٹھیرایا۔

حضرت شریک کہتے ہیں کہ جس میں شمہ برابر بھی نیکی ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ کے مقابلہ میں حضرت علیؓ خلافت کے زیادہ مستحق تھے۔

حضرت ابواسامہ فرماتے ہیں۔ لوگو! تم جانتے ہو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ کون تھے وہ اسلام کے ماں باپ تھے۔

حضرت جعفر صادق فرماتے ہیں جو شخص حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ کو بھلائی سے نہ یاد کرے میں اس سے بیزار ہوں۔

فصل

جن باتوں میں قرآن شریف نے حضرت عمر کی رائے سے اتفاق کیا ہے بعضوں نے بیس موافقات کا ذکر کیا ہے

ابن مردویہ نے مجاہد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کوئی رائے دیتے تھے قرآن شریف اسی کے موافق نازل ہوتا تھا۔ ابن عساکر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول نقل کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رائیں موجود

ہیں۔ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ بعض امور میں لوگوں کی رائے کچھ ہوتی تھی اور حضرت عمرؓ کی دوسری تو قرآن شریف حضرت عمرؓ کے قول کے موافق نازل ہوتا تھا۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرے رب نے میری رائے سے تین موقعوں پر اتفاق کیا اول میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش ہم مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ بناتے۔ اس کے بعد ہی آیت وَاتَّخِذُوا مِن مَّقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى (اور مقام ابراہیم کو نماز کی جگہ پکڑو) نازل ہوئی۔ دوسرے میں نے عرض کیا حضور آپ کی ازواج مطہرات کے پاس نیک و بدہر طرح کے آدمی آتے جاتے ہیں آپ تو اونھیں پردہ کا حکم دیدیتے اس کے بعد ہی پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔ تیسرے جب ازواج مطہرات حضور کے غیرت دلانے میں سب شریک ہو گئیں میں نے کہا عَسَىٰ رَبُّهُ إِن طَلَّقَكُنَّ أَن يُبْدِلَهُ أَزْوَاجًا خَيْرًا مِّنكُنَّ اس کے بعد بالکل ٹھیک یہی الفاظ قرآن شریف میں نازل ہوئے۔

حضرت مسلم رحمۃ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ سے روایت کی ہے آپ فرماتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے تین باتوں میں موافقت کی ہے۔ اول پردے کے بارے میں دوم اسیران جنگ بدر کے معاملہ میں۔ تیسرے مقام ابراہیم میں۔ اسی حدیث سے چوتھی خصلت یعنی معاملہ قیدیان جنگ بھی معلوم ہو گیا۔ اور نووی کی تہذیب میں اس طرح ہے کہ قرآن شریف نے حضرت عمر کی رائے کے موافق چار جگہ کیا۔ معاملہ قیدیان بدر۔ پردہ۔ مقام ابراہیم۔ تحریم شراب اور اس سے پانچویں بات تحریم شراب پائی گئی۔ در تحریم شراب کے متعلق سنن اور مستدرک حاکم میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی۔ الٰہی شراب کے بارے میں ہمارے واسطے شافی بیان کیجئے اس کے بعد شراب کے حرام ہونے پر آیت نازل ہو گئی۔

ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھ سے چار باتوں میں موافقت فرمائی جب آیت لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ نازل ہوئی تو میری زبان سے فوراً نکلا فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ اس کے بعد یہی آیت نازل ہو گئی اس حدیث سے چھٹی بات معلوم ہو گئی اس حدیث کے دوسرے طرق بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہیں جن کو میں نے اپنی تفسیر مسند میں ذکر کیا ہے اسکے

بعد میں نے کتاب فضائل الامام مصنفہ ابو عبداللہ شیبانی میں دیکھا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کے رب نے اکیس جگہ موافقت فرمائی ہے انھوں نے ان چھ مذکورہ بالا کو ذکر کر کے آگے لکھا ہے کہ جب عبداللہ بن ابی مرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز جنازہ کیلئے لوگوں نے بلایا جب آپ چلنے کیلئے کھڑے ہوئے تو میں بھی کھڑا ہوا اور بالکل آپ کے سامنے جا کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابی ابن کہ۔ بڑا سخت دشمن تھا اور ایکدن تو وہ ایسا ایسا کہہ رہا تھا واللہ تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو آیت نازل ہوئی وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓی اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا (اور نہ پڑھ نماز ان میں سے ایک پر جب کبھی مریں) (۸) یَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ (وہ تجھ سے شراب کے متعلق سوال کرتے ہیں) (۹) یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ (اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو نشہ میں نہ قریب ہو نماز کے) مگر میں کہتا ہوں کہ یہ دونوں آیتیں بلکہ حدیث سابق میں تیسری بات یہ سب ایک ہی خصلت ہیں۔

(۱۰) جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے حق میں دعاء مغفرت زیادہ مانگنے لگے تو میں نے عرض کیا کہ سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ تو بھی آیت سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ اَسْتَغْفَرْتَ لَهُمْ الخ نازل ہوئی (میں کہتا ہوں کہ طبرانی نے اس کو ابن عباس سے روایت کیا ہے)

(۱۱) جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے جنگ بدر کے واسطے نکلنے کا مشورہ لیا تو حضرت عمر نے نکلنے کا مشورہ دیا تب ہی آیت كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَیْتِكَ (جسطرح نکالا تجھکو رب تیرے نے تیرے گھر سے) نازل ہوئی۔

(۱۲) قصہ تہمت عائشہ صدیقہ کے متعلق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ فرمایا تو حضرت عمرؓ نے عرض کیا حضور آپ کا نکاح عائشہؓ سے کس نے کیا تھا آپ نے فرمایا اللہ نے حضرت عمر نے کہا حضور کیا آپ گمان کرتے ہیں کہ آپکے رب نے آپکو عیب دار چیز دی ہوگی۔ سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ بس اسی طرح آیت نازل ہوگئی۔

(۱۳) شروع اسلام میں رمضان شریف کی رات کو بھی اپنی بیوی سے ہمبستری حرام تھی حضرت عمر نے اس کے متعلق کچھ کیا تو آیت اُحِلَّ لَكُمْ لَیْلَةَ الصِّیَامِ الرَّفَثُ (ہمبستری حلال کیگئی واسطے تمہارے رات میں روزوں کی) نازل ہوئی (اسکو احمد نے اپنی مسند میں بھی ذکر کیا ہے)

(۱۴) قول خداوندی (مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ الخ) میں کہتا ہوں کہ اس کو ابن جریر نے چند طریقوں سے بیان کیا ہے مگر اقرب بموافقت طریقہ وہ ہے جس کو ابن ابو حاتم نے عبدالرحمٰن ابن ابو لیلیٰ سے روایت کیا ہے کہ ایک یہودی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ملا اور یہ کہا کہ جبریل فرشتہ جس کا ذکر تمہارے نبی کرتے ہیں وہ ہمارا دشمن ہے اس پر آپ نے فرمایا مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ پس ٹھیک یہی الفاظ قرآن شریف میں نازل ہو گئے۔

(۱۵) قول اللہ تعالیٰ کا فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ الخ (قسم ہے رب تیرے کی نہیں ایمان دار ہوں گے وہ) ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا قصہ ابن ابو حاتم اور ابن مردویہ نے ابوالاسود سے اس طرح بیان کیا ہے کہ دو آدمی جھگڑ کر انصاف کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے ان کا فیصلہ کر دیا جس کے خلاف آپ نے فیصلہ دیا تھا اس نے کہا چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلیں چنانچہ یہ گئے اور جس کے موافق حضور نے فیصلہ کیا تھا اس نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارا فیصلہ اس طرح کیا تھا مگر اس نے یہ کہا کہ حضرت عمر کے پاس چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اچھا اس طرح ہو ذرا ٹھہرو آتا ہوں آپ اندر سے تلوار لائے اور اس شخص کو جس نے حضور کے فیصلہ سے انکار کیا تھا قتل کر ڈالا اور دوسرا بھاگا اور اس نے اس واقعہ کی اطلاع حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دی۔ آپ نے فرمایا مجھے تو عمر سے ایسی امید نہیں تھی کہ کسی مومن کے قتل پر ہاتھ اٹھانے کی جرأت کر سکے اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے آیت فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ نازل فرمائی اس آدمی کا خون رائگاں کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بری کر دیا۔ اس کے اور بھی طریقے ہیں جن کو میں نے تفسیر مسند میں بیان کیا ہے۔

(۱۶) گھر میں آنے کے لئے اجازت چاہنا اس کا قصہ اس طرح ہے کہ آپ ایک روز سو رہے تھے اور آپ کا غلام بے دھڑک اندر چلا آیا آپ نے دعا کی اے اللہ بغیر اجازت کے آنا حرام کر دو۔ فوراً آیت استیذان نازل ہوئی۔

(۱۷) آپ نے یہ فرمایا کہ قوم یہود بہت توہم ہے اور اسکے موافق آیت کا نازل ہونا۔

(۱۸) قول خداوندی ثُلَّةٌ مِّنَ الْاَوَّلِيْنَ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ہے میں کہتا ہوں کہ اس کا

قصہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور وہی قصہ اِس آیت کا شانِ نزول ہے۔

(۱۹) آیت اَلشَّیْخُ وَالشَّیْخَۃُ اِذَا زَنَیَا الخ کا منسوخ التلاوت ہو جانا۔

(۲۰) جنگ احد میں ابو سفیان کے جواب میں جبکہ اُس نے فِی الْقَوْمِ فُلَانٌ کہا تھا فرمانا کہ لَا نُجِیْبُہٗ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر موافقت فرمانا میں کہتا ہوں کہ اِس قصہ کو احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا ہے میں کہتا ہوں کہ اسی کے ساتھ اُس قصہ کو کہ جس کو عثمان بن سعید الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیہ میں سالم بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے مد دینا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ایک روز کعبؓ احبار نے کہا کہ آسمان کا بادشاہ زمین کے بادشاہ پر افسوس کرتا ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا مگر اس بادشاہ پر نہیں جس نے اپنے نفس کو قابو میں رکھا اِس کو سُنکر کعبؓ احبار نے کہا واللہ توریت میں یہی الفاظ موجود ہیں یہ سُنکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سجدہ شکر میں گر گئے۔

اس کے علاوہ میں نے کامل ابن عدی میں عبد اللہ ابن عمرؓ کے حوالہ سے یہ دیکھا ہے کہ اوّل جب حضرت بلالؓ اذان دیا کرتے تھے تو اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد حَیَّ عَلَى الصَّلٰوۃ کہا کرتے تھے حضرت عمر نے فرمایا کہ تم اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بعد اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس طرح عمر کہتے ہیں اُسی طرح کہو (مگر یہ روایت ضعیف ہے اور صحیح اس کے خلاف ہے)

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات میں

بیہقی اور ابو نعیم نے دلائل النبوۃ میں لالکائی نے شرح السنۃ میں اور دارمی نے فوائد میں ابن اعرابی نے کرامات الاولیاء میں اور خطیب نے رواۃ مالک میں ابن عمر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ساریہ نامی ایک شخص کو سردار لشکر بنا کر جنگ کیلئے بھیجا تھا ایک روز آپ خطبہ فرما رہے تھے کہ اثنائے خطبہ میں آپ نے یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ (اے ساریہ

پہاڑ کی طرف) تین دفعہ فرمایا چند روز کے بعد اس لشکر کی طرف سے ایک ایلچی آیا۔ آپ نے اس سے جنگ کے حالات دریافت فرمائے اُس نے عرض کیا یا امیر المومنین ہم کو شکست ہو چکی تھی کہ اچانک ہم نے تین مرتبہ آواز سُنی کہ اے ساریہ پہاڑ کی طرف ہٹنے فوراً پہاڑ کی طرف رُخ کیا ہمارا رخ کرنا تھا کہ خداوند تعالیٰ نے ہمارے دشمنوں کو شکست دی۔ ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ جب آپ نے خطبہ میں یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلَ فرمایا تھا تو لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کہا تھا کہ ساریہ تو نہاوند واقع ملک عجم میں ہے اور آپ یہاں چیخ رہے ہیں (ابن حجر نے اصابہ میں اس کے اسناد کو صحیح کہا ہے)

ابن مردویہ نے میمون بن مہران کے طریقے سے ابن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے روز خطبہ فرما رہے تھے کہ اچانک آپ نے خطبہ میں فرمایا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا جس شخص نے بھیڑیے کی حفاظت کی اس نے ظلم کیا یَا سَارِیَۃُ الْجَبَلُ مَنْ اسْتَرْعَی الذِّئْبَ ظَلَمَ لوگ یہ سُنکر ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جو کچھ اُنھوں نے کہا ہے پتہ لگ جائیگا چنانچہ جب آپ خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے سوال کیا آپ نے فرمایا اس وقت میرے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ مشرکین نے ہمارے بھائی مسلمانوں کو شکست دیدی ہے اور اس وقت وہ پہاڑ کے قریب گذر رہے ہیں اگر وہ اس پہاڑ کی طرف پھیریں گے تو ایک ایک قتل ہو جاویں گے اور اگر تجاوز کر گئے تو ہلاک ہو جاویں گے لہذا میری زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ ایک مہینہ کے بعد جب ایک شخص فتح کی خوشخبری لیکر آیا تو اس نے ذکر کیا کہ ہم نے لشکر میں حضرت عمرؓ کی آواز سُنی اور ہم پہاڑ کی طرف چل دیئے خداوند تعالیٰ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔

ابو نعیم نے دلائل میں عمرو بن حارث سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ آپ نے درمیان میں خطبہ چھوڑ کر دو یا تین مرتبہ فرمایا اے ساریہ پہاڑ کی طرف جا اور پھر خطبہ شروع کر دیا۔ حاضرین میں سے بعض نے کہا کہ انکو جنون ہو گیا ہے۔ حضرت عبد الرحمن بن عوف ذرا آپ سے بے تکلف تھے انھوں نے عرض کیا کہ آپ نے آج ایسا کام کیا کہ لوگ آپ کی ذات پر طعن و تشنیع کرنے لگے۔ آپ خطبہ فرما رہے

تھے کہ ایک دم چیخنے لگے یا ساریۃ الجبل آخر یہ کیا تھا آپ نے فرمایا واللہ میں لاچار تھا میں نے دیکھا کہ مسلمان پہاڑ کے پاس لڑ رہے ہیں اور دشمن ان کو آگے پیچھے سے گھیرے ہوئے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا اور میں نے کہدیا کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا اسکے بعد ساریہ کا خط لیکر ایک ایلچی آیا اس میں لکھا تھا کہ جمعہ کے روز ہم اپنے دشمن سے لڑ رہے تھے اور قریب تھا کہ شکست ہو جائے کہ عین جمعہ کے وقت ہمنے کسی کی آواز سُنی کہ ساریہ پہاڑ کی طرف جا۔ چنانچہ ہم پہاڑ کی طرف گئے اور ہمنے دشمنوں پر فتح پائی اور انھیں قتل کر دیا عمرو بن حارث کہتے ہیں کہ جن لوگوں نے آپ کو طعنہ دیا تھا اس شہادت پر بھی یہی کہا کہ یہ سب بناوٹی باتیں ہیں (العیاذ باللہ۔ مترجم)

ابو القاسم بن بشران نے فوائد میں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہو کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ تمہارا نام کیا ہو اسنے کہا جمرہ (چنگاری) آپ نے پوچھا باپ کا نام کیا ہے اُسنے کہا شہاب (شعلہ) آپنے قبیلہ کا نام دریافت کیا اُسنے کہا حرقہ (آگ) آپ نے کہا کس جگہ رہتے ہو اُسنے کہا حرہ (گرم پتھریلی زمین) آپ نے پوچھا وہ کہاں واقع ہے اُسنے کہا لظی (شعلہ والی آگ) میں آپنے فرمایا اپنے اہل وعیال کی خبر گیری کرو وہ تو جل مرے وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی دیکھا کہ آگ لگی ہو اور سب جل گئے (مالک وغیرہ نے بھی اسی طرح روایت کیا ہے

ابو الشیخ کتاب العصمت میں قیس ابن حجاج سے روایت کرتے ہیں کہ جب مصر عمرو بن عاصؓ نے فتح کیا تو ایک مقررہ دن جو اہل عجم کے یہاں تھا اُس روز لوگوں نے آکر عمرو بن عاصؓ سے عرض کیا کہ ہماری کھیتی باڑی کا مدار دریائے نیل پر ہے اور دریائے نیل جب خشک ہو جاتا ہے تو ایک پرانے طریقے کے بغیر جاری نہیں ہوتا آپ نے پوچھا وہ پرانا طریقہ کیا ہی عرض کیا کہ جب چاند کی گیارھویں تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کا انتخاب کرکے اس کے ماں باپ کو راضی کر لیتے ہیں اور اس کو کپڑے اور زیور جو سب سے افضل ہوتا ہے پہنا کر دریائے نیل میں ڈالدیتے ہیں حضرت عمرو بن عاص نے جواب دیا کہ اسلام میں یہ لغو باتیں نہیں ہیں اسلام تو ان بیکار اور وہمی باتوں کو جو جو اسلام سے پہلے ہوتی تھیں مٹانے

آیا ہے چنانچہ یہ فعل نہ کیا گیا اور دریائے نیل بند ہو گیا بعض اہل مصر نے ترک سکونت کا ارادہ کر لیا جسوقت حضرت عمرو بن عاص نے یہ دیکھا تو فوراً ایک خط امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی کی خدمت بابرکت میں اس کی اطلاع کا روانہ کیا۔ آپ نے جواب میں لکھا کہ تم نے بہت اچھا جواب دیا کہ اسلام ان لغو باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے میں اس خط کے ساتھ ایک اور رقعہ بھی ملفوف کرتا ہوں اس کو دریائے نیل میں ڈالدینا۔ جب عمرو بن عاص کے پاس وہ خط آیا تو آپ نے اس رقعہ کو کھولکر پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا خدا کے بندہ امیر المومنین عمر کی طرف سے دریائے نیل کو معلوم ہو کہ اگر تو خود بخود جاری ہوتا ہے تو مت جاری ہو اور اگر تجھے اللہ تبارک و تعالیٰ جاری فرماتے ہیں تو میں اللہ واحد و قہار سے ہی سوال کرتا ہوں کہ تجھے جاری کر دیں فقط حضرت عمرو بن عاص نے اس رقعہ کو صلیب ستارے کے طلوع ہونے سے ایک روز قبل دریائے نیل میں ڈلوا دیا۔ جسوقت اہل مصر صباح کو سوتے ہوئے اٹھے تو انھوں نے دیکھا کہ اُس کو اللہ جل مجدہٗ نے ایک ہی رات میں اتنا جاری کر دیا کہ سوّلہ ہاتھ پانی چڑھ آیا اور اسی روز تک اہل مصر کا یہ دستور بھی خداوند تعالیٰ نے بند کر دیا۔

ابن عساکر نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ جھوٹی بات سچی میں ملا کر کہتا تھا تو آپ فرمادیا کرتے تھے اس کو رہنے دو۔ وہ پھر اور بات کہتا۔ تو آپ فرماتے اسے رہنے دو۔ وہ شخص عرض کرتا کہ میں نے جو کچھ آپ سے کہا وہ سچ ہے مگر جس بات پر آپ نے مجھے چپ رہنے کا حکم فرمایا وہ فی الواقع غلط تھی۔

حسن فرماتے ہیں کہ اگر کوئی جھوٹ کو پہچان جاتا تھا تو وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے۔ بیہقی نے دلائل میں ابو ہدبہ حمصی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خبر پہونچی کہ اہل عراق نے جو انپر امیر مقرر تھا اس کو پتھر مارے آپ غصہ میں بھرے ہوئے گھر سے نکلے تو نماز میں بھول گئے تو نماز پڑھکر یہ دعا کی۔ الٰہی ان لوگوں نے نماز کو گڑبڑ کر دیا آپ انکے تمام کاموں کو گڑبڑ کر دیجئے۔ اور انپر قبیلہ بنی ثقیف کا ایک لونڈا مسلط کر دیجئے جو انپر زمانہ جاہلیت کی ظالم سی حکومت کرے اور نہ ان کے نیک کو قبول کرے اور نہ بد سے خطا کو معاف کرے میں کہتا ہوں کہ لونڈے سے آپ کا مقصود حجاج بن یوسف ثقفی تھا۔ ابن لہیعہ کہتے ہیں کہ

وہ لونڈا اب تک پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی کچھ عادتوں میں

ابن سعد نے خلف بن قیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ایک روز ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک جاریہ (لونڈی) گذری لوگوں نے کہا کہ یہ امیر المومنین کی باندی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ امیر المومنین کی باندی نہیں ہے اور کیسی باندی جبکہ امیر المومنین کے لئے خداوند تعالیٰ کے مال میں سے باندی رکھنی حلال بھی نہیں ہے ہمنے عرض کیا تو پھر کیا حلال ہے آپ نے فرمایا کہ عمر کیلئے سوائے ان چیزوں کے اللہ تعالیٰ کے مال سے کچھ حلال نہیں ہے دو کپڑے جاڑوں کے۔ دو گرمیوں کے حج اور عمرے کا خرچ اپنا اور اپنے اہل وعیال کا کھانا اور یہ بھی مثل ایک مرد قریش معمولی درجہ کے موافق کہ نہ امیر ہو نہ فقیر اس کے بعد میری بھی وہی حیثیت ہے جو ایک معمولی مسلمان کی۔

حزیمہ بن ثابت کہتے ہیں کہ جب آپ کسی کو حاکم بنا کر کہیں بھیجتے تھے تو یہ شرط کر دیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر نہ سوار ہو اچھا عمدہ کھانا نہ کھائے باریک کپڑا نہ پہنے ضرورتمندوں کے لئے اپنے دروازہ کو بند نہ رکھے اور اگر ایسا کیا تو سزا کا مستوجب ہوگا۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ حفصہ اور عبداللہ وغیرہ لوگوں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر آنجناب اچھا کھانا کھایا کریں تو حق تعالیٰ کے کام پر اور زیادہ قوی ہو جائیں۔ آپنے فرمایا کیا سبکی یہی رائے ہے لوگوں نے عرض کیا کہ سب کی یہی رائے ہے آپ نے فرمایا تمہاری خیر خواہی کا میں مشکور ہوں لیکن میں نے اپنے دونوں دوستوں کو اسی شاہ راہ پر چھوڑا ہے اگر خدانخواستہ میں ان کی شاہ راہ کو چھوڑ دوں تو ان دونوں کا مرتبہ میں نہیں پا سکتا کہتے ہیں کہ ایک سال ذرا خشک سالی ہوئی تو آپ نے اس سال گھی اور روغن دار کھانا چھوڑ دیا۔

ابن ابی ملیکہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن فرقد نے آپ سے اچھی غذا کھانے کے لئے عرض کیا تو آپ نے فرمایا افسوس ہے کہ میں اس چند روزہ زندگی اپنی نیکیوں کا بدلہ کھالوں۔

حسن کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے عاصم کے پاس آئے اور انھیں گوشت کھاتے دیکھکر فرمایا یہ کیا کھا رہے ہو انھوں نے عرض کیا کہ میرا دل گوشت کو بہت چاہ رہا تھا آپ نے فرمایا کیا جس چیز کو تمہارا دل چاہیگا وہی کھانے لگو گے؟ جو شخص ہمیشہ اپنی طبیعت کے موافق کھائے وہ آخرت میں چور سمجھا جائے گا۔

اسلم کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میرا دل تازہ مچھلی کو چاہتا ہے آپکا غلام یرفا نامی اونٹ پر سوار ہوکر چار میل مچھلی لینے گیا اور ایک جھولا بھر کر مچھلی خریدی راستے میں لوٹتی دفعہ اپنے اونٹ کو نہلا تا لایا آپ نے فرمایا کہ مچھلی ابھی رکھو میں اپنے اونٹ کو دیکھ لوں چنانچہ آپ اونٹ کے پاس تشریف لیگئے اور آپ نے اونٹ کے کان کے نیچے جو پسینہ لگا ہوا تھا اُسے دیکھکر فرمایا کہ تو اسے دھونا بھول گیا اور میری خواہش کی وجہ سے تو نے اس جانور کو بیفائدہ تکلیف دی واللہ میں اس مچھلی کو چھو بھی نہیں سکتا۔

حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ اکثر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حالانکہ آپ خلیفہ تھے اُن کا پھٹا ہوا کپڑا جسمیں چمڑے کا پیوند لگا ہوتا تھا پہن لیتے تھے اور اُسی طرح درہ لئے ہوئے بازار چلے جاتے تھے اور اہل بازار کو ادب اور تنبیہ کرتے تھے۔ اگر آپ کے سامنے نرکش کی پرانی رتی یا چھوارے کی گٹھلی آجاتی تھی تو اسکو اٹھا لیتے تھے اور لوگوں کے گھروں میں پھینکدیا کرتے تھے کہ لوگ پھر اس سے نفع اٹھائیں۔

حضرت انس رضؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے کرتے میں پیچھے مونڈھے کے پاس چار پیوند لگے ہوئے دیکھے۔

ابو عثمان نہدی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے پاجامہ میں چمڑے کا پیوند لگا دیکھا۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ کے ساتھ حج کیا اثنائے سفر میں آپ منزل پر پہونچکر کوئی خیمہ یا تنبو نہ کھڑا کرتے تھے بلکہ یونہی کسی درخت پر کوئی کملی یا کپڑے وغیرہ کا سائبان ڈال لیا کرتے تھے اور اس کے سایہ میں بیٹھ جاتے تھے۔

عبداللہ بن عیسیٰ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چہرے پر روتے روتے دو سیاہ لکیریں پڑگئی تھیں اور بعض دفعہ حضرت عمر اپنے وظیفے کی آیت پڑھتے پڑھتے ایسے

کرتے تھے کہ کئی دن تک لوگ بیمار پرسی کرنے آتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ میں ایک باغ میں گیا ابھی میں دیوار کے اُس طرف تھا اور حضرت عمرؓ دوسری طرف کہ میں نے سنا کہ حضرت عمرؓ فرما رہے ہیں کہ اے عمر کہاں تو اور کہاں امیر المومنین کا رتبہ۔ ذرا خدا سے ڈرو ورنہ اللہ تعالیٰ تجھکو سخت عذاب کریں گے۔

عبداللہ بن عامر بن ربیعہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ نے زمین سے ایک تنکا اٹھایا اور کہا کاش میں بھی تنکا ہوتا اور مجھے میری ماں نہ جنتی اور میں کچھ نہ ہوتا۔

عبداللہ بن عمر بن حفص کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمرؓ مشک کاندھے پر اٹھا کر لے چلے لوگوں نے کہا کہ یہ کیا۔ آپ نے فرمایا میری طبیعت میں تکبر و غرور پیدا ہو گیا تھا اسکو میں نے ذلیل کیا ہے۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ آپ کے خسر آپ کے پاس آئے اور انھوں نے چاہا کہ مجھے کچھ بیت المال میں سے دیدیں۔ آپ نے جھڑک دیا اور کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ کے نزدیک میں خیانت کنندہ بادشاہوں میں شمار رہوں۔ پھر آپ نے ان کو اپنے مال سے دس ہزار درہم عطا کئے۔

نخعی کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ زمانہ خلافت میں تجارت بھی کیا کرتے تھے۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں عالم الرمادہ (قحط کا سال) میں آپنے گھی کھانا چھوڑ دیا تھا روغن زیتون کھانے سے ایک روز آپ کے شکم مبارک میں قراقر ہوا تو آپ نے انگلی مار کر فرمایا ہمارے پاس اس کے سوا اسوقت تک کچھ نہیں ہو جب تک قحط سالی موجود ہے۔

سفیان عینیہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب فرمایا کرتے تھے۔ مجھے سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جو میرے عیب مجھپر ظاہر کرتا رہے۔

اسلم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمرؓ بن خطاب کو دیکھا کہ اپنے ہاتھوں سے گھوڑے کے کان پکڑ کر اُس کی پشت پر کود کر بیٹھ جاتے تھے۔

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر کو کبھی نہیں دیکھا کہ آپ کو غصہ آیا ہو اور کسی نے اللہ

کا ذکر کیا یا خوف خدا دلایا ہو یا قرآن شریف کی کوئی آیت تلاوت کی ہو اور آپکا غصہ نہ اتر گیا ہو
حضرت بلال نے حضرت اسلم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا کہ تم نے حضرت عمر کو کیسا پایا انھوں نے کہا کہ وہ سب سے اچھے آدمی ہیں مگر جب وہ غصہ ہوتے ہیں تو پھر سنبھالنا مشکل ہے حضرت بلال نے فرمایا کہ جسوقت وہ غصہ میں ہوتے ہیں تو تم کوئی آیت کیوں نہیں پڑھ دیا کرتے کہ اُن کا سب غصہ اتر جائے۔

احوص بن حکیم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے گوشت پیش کیا گیا جسمیں گھی پڑا ہوا تھا آپ نے اس کے کھانے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ایک ان دونوں سے علیحدہ علیحدہ سالن سب کچھ دونوں کے ملا دینے کی بہ نسبت ورنہ یہ تمام واقعات ابن سعد نے لکھے ہیں۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں کی اصلاح کا طریقہ آسان معلوم ہوتا ہے کہ میں ایک امیر کو دوسرے امیر کی جگہ تبدیل کر دوں

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حلیہ شریف

ابن سعد اور حاکم نے حضرت زر کے حوالے سے لکھا ہے کہ میں مدینہ والوں کیساتھ عید کے روز نکلا تو میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیدل جاتے دیکھا آپ بڑھے تھے اور بائیں ہاتھ سے زیادہ کام لیا کرتے تھے آپ کا رنگ گندم گون تھا آپکے سر کے بال خود کی وجہ سے جھڑے ہوئے تھے۔ قد کے لمبے تھے۔ تمام آدمیوں سے آپکا سر اونچا معلوم ہوتا تھا۔ بلکہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ کسی جانور پر سوار ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ جو لوگ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گندم گوں بتاتے ہیں شاید انھوں نے آپکو قحط سالی میں دیکھا ہوگا کیونکہ آپکا رنگ روغن زیتون کھانے کی وجہ سے متغیر ہو گیا تھا۔

ابن سعد نے حضرت ابن عمر کی روایت سے آپ کا حلیہ شریف یہ بیان کیا ہے کہ آپکا رنگ مبارک سفید مائل بہ سرخی تھا۔ لمبا قد بال جھڑے ہوئے اور بڑھاپے کے آثار نمایاں تھے۔

عبید بن عمیر کہتے ہیں کہ آپ تمام آدمیوں میں اونچے معلوم ہوتے تھے۔
سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ آپ تمام کام بائیں ہاتھ سے برابر کیا کرتے تھے۔
ابن عساکر نے ابو رجاء عطاردی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمبے قد کے اور موٹے تازے آدمی تھے آپ کے بال بہت زیادہ جھڑے ہوئے تھے گورے چٹے تھے جسمیں سرخی کی بہت زیادہ دمک تھی کلّے (گال) پچکے ہوئے اور مونچھیں بہت بڑی تھیں اور انکے اطراف میں سرخی موجود تھی۔ ابن عساکر کی تاریخ میں لکھا ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ یعنی ابوجہل بن ہشام کی بہن تھیں اس رشتہ سے ابوجہل آپکا ماموں تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت راشدہ میں

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کی زندگی ہی میں ولیعہد خلافت جمادی الآخر ۱۳ھ میں ہو گئے تھے۔ زہری کہتے ہیں کہ جس روز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا آپ اسی روز خلیفہ مقرر ہو گئے تھے اور وہ منگل کا دن ۲۲ جمادی الآخر ۱۳ھ تھا (حاکم) جس وقت آپ تخت خلافت پر متمکن ہوئے تو آپکے زمانہ میں بہت فتوحات ہوئیں چنانچہ ۱۴ھ میں دمشق صلح اور غلبہ سے اور حمص اور بعلبک صلح سے اور بصرہ اور ایلہ غلبہ سے فتح ہوئی اسی ۱۴ھ میں آپ نے لوگوں کو تراویح کی نماز کے لئے جمع کیا (عسکری)

۱۵ھ میں اُردُن غلبہ سے اور طبریہ صلح سے فتح ہوا اسی سال واقعہ یرموک اور قادسیہ پیش آیا (ابن جریر) اسی سال حضرت سعد نے کوفہ آباد کیا اسی میں حضرت عمرؓ نے تنخواہیں مقرر کیں۔ جاگیریں عطا کیں اور دفتر پہلے ہی طریقہ پر جاری کئے۔

۱۶ھ میں اہواز اور مدائن فتح ہوئے حضرت سعد نے ایوان کسریٰ میں جمعہ پڑھا اور یہ پہلا جمعہ ہے جو عراق میں ادا کیا گیا (یہ صفر کا مہینہ تھا) اسی سال واقعہ جلولا پیش آیا۔ یزدجرد بن کسریٰ نے ہزیمت کھائی اور رے کی طرف بھاگ گیا۔ اسی سال تکریت فتح ہوا اور حضرت عمرؓ تشریف لے گئے تو بیت المقدس فتح ہوا اور آپ نے جابیہ میں جو آپکا خطبہ

مشہور ہے پڑھا۔ اسی سال قنسرین غلبہ سے اور حلب اور انطاکیہ اور منبج صلح سے اور سروج غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال قرقیسیا صلح سے فتح ہوا اور ماہ ربیع الاول میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورے سے تاریخ و سال ہجرت کے حساب سے مقرر ہوا۔

سنہ ۱۷ھ میں آپ نے مسجد نبوی علیہ السلام کو وسعت دی اور حجاز میں قحط پڑا جس کا نام عام الرمادہ ہے اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس کے ساتھ نماز استسقاء ادا فرمائی ابن سعد نے نیار الاسلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جس وقت نماز استسقاء کے لئے تشریف لے گئے تو آپ حضور سرور عالم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر مبارک اوڑھے ہوئے تھے۔ حضرت ابن عون فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر اور اونچا کر کے دعا کی۔ یارب العالمین! ہم عاجز بندے آپ کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو وسیلہ بنا کر عرض کرتے ہیں کہ خشک سالی اور قحط کو اٹھا لو اور ہم پر باران رحمت نازل فرماؤ۔ آپ یہ دعا کر کے واپس بھی نہیں چلے تھے کہ بارش شروع ہوئی اور کئی روز تک متواتر ہوتی رہی۔ اسی سال اہواز صلح سے فتح ہوا

سنہ ۱۸ھ میں جندیشاپور بطور صلح سے اور حلوان لڑائی سے فتح ہوئے اور انہی ایام میں طاعون پھیلا ہوا تھا (جس کا نام اسلام میں طاعون عمواس ہے) اور اسی سال ہی سمساط غلبہ اور لڑائی سے اور حران اور نصیبین اور اکثر ملک جزیرہ غلبہ سے اور بعضوں نے کہا ہے کہ صلح سے اور موصل اور اس کے اطراف غلبہ سے فتح ہوئے۔

سنہ ۱۹ھ میں قیساریہ غلبہ سے فتح ہوا۔

سنہ ۲۰ھ میں مصر غلبہ سے فتح ہوا اور بقول بعض اسکندریہ کے علاوہ تمام ملک صلح سے حاصل ہوا۔ علی بن رباح کہتے ہیں کہ مغرب کل غلبہ سے فتح ہوا اور اسی سال تستر فتح ہوا اور قیصر روم مرا اور حضرت عمرؓ نے خیبر اور نجران سے یہود کو جلا وطن کیا اور خیبر اور وادی القریٰ کو تقسیم فرمایا۔

سنہ ۲۱ھ میں اسکندریہ اور نہاوند غلبہ سے حاصل ہوئے اور اس کے بعد ملک عجم میں کوئی سرکش جماعت باقی نہیں رہی۔

سنہ ۲۲ھ میں آذربائیجان غلبہ یا صلح سے اور دینور۔ ماسبدان۔ ہمدان غلبہ سے فتح ہوئے اور اسی سال طرابلس المغرب ری۔ عسکر۔ قومس ہاتھ آئے۔

سنہ ۲۳ھ میں کرمان سجستان بکران پہاڑی علاقے۔ اصبہان اور اس کے اطراف فتح ہوئے اور اسی سال کے آخر میں حج سے تشریف آوری کے بعد حضرت عمرؓ شہید کئے گئے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منیٰ سے ابطح میں واپس آتے ہوئے اونٹ بٹھلایا تو آپ نے چت لیٹ کر آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی آہی میں بڈھا ہو گیا ہوں۔ قوتوں میں ضعف آگیا ہے رعیت منتشر ہو گئی ہے اس سے پہلے کہ میں ناکارہ ہو جاؤں اور عقل میں فتور آجائے اپنے پاس بلا لو۔ چنانچہ ابھی ذی الحجہ بھی ختم نہ ہونے پایا تھا کہ آپ شہید ہو گئے (حاکم)

ابو صالح السمان کہتے ہیں کہ کعب بن احبار نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ میں توریت میں یہ دیکھتا ہوں کہ آپ شہید ہوں گے۔ آپ نے فرمایا یہ کیسے ممکن ہو کہ عرب میں رہتے ہوئے میں شہید ہو جاؤں۔ اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دعا کی آہی مجھے اپنے راستے میں شہادت عطا کیجئے اور اپنے محبوب کے مدینہ میں موت دیجئے (بخاری شریف)

معدان بن ابی طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خطبہ میں فرمایا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے مرغ نے ایک یا دو ٹھونگیں ماریں۔ اسکی تعبیر سوائے اسکے اور کیا ہو سکتی ہے کہ میری موت کا زمانہ قریب آگیا ہے۔ مجھ سے قوم کہتی ہے کہ میں خلافت کیلئے ولیعہد کا تقرر کروں۔ یاد رکھو کہ خداوند تعالیٰ اپنے دین اور خلافت کو کبھی ضائع نہ کریں گے موت تو میرے ساتھ ہے نہ کہ دین اور خلافت کے میرے بعد خلیفہ ان چھ شخصوں کے مشورہ سے ہونا چاہیئے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش خوش جنت کو تشریف لے گئے (حاکم)

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ کسی بالغ لڑکے کو مدینہ شریف میں داخل نہ ہونے دیتے تھے ایک دفعہ حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کوفہ سے (جو حاکم کوفہ تھے) لکھا کہ یہاں ایک بہت ہوشیار اور کاریگر لڑکا ہے جس کو بہت سے کام آتے ہیں لوہار اور بڑھئی کا کام خوب جانتا ہے نقاشی بہت عمدہ کرتا ہے آپ اگر اس کو مدینہ کے داخلہ

کی اجازت بخشیں تو میں اُس کو روانہ کر دوں تاکہ وہاں وہ لوگوں کو بہت زیادہ کام آئے آپ نے اسے اجازت دیدی کہ بھیجدیا جائے یہاں کوفہ میں اس پر حضرت مغیرہ بن شعبہ نے سو درہم ماہوار کا ٹیکس قائم کر رکھا تھا۔ اس نے آکر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہی شکایت کی کہ مجھ پر مغیرہ بن شعبہ نے زیادہ ٹیکس لگا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ٹیکس زیادہ نہیں ہے۔ اس جواب سے اسکو بہت غصہ آیا اور وہ دانت پیستا چلا گیا۔ دو تین روز کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکو پھر بلایا اور کہا کہ میں نے سُنا ہے تو کہتا تھا کہ اگر چاہوں تو میں ایک ایسی چکی تیار کروں جو ہوا سے چلے اسنے ترشروئی سے جواب دیا میں تمہارے لئے ایسی چکی تیار کرونگا کہ جس کا ہمیشہ لوگ ذکر کیا کریں گے۔ جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ لڑکا مجھے قتل کی دھمکی دے گیا ہے۔ یہ لڑکا ابو لولوہ ایک دودھار خنجر جس کا قبضہ بیچ میں تھا آستین میں چھپا کر مسجد کے کسی گوشہ میں آبیٹھا ابھی اندھیرا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں کو نماز کیلئے جگانے پھرتے تھے جسوقت اس لڑکے کے قریب ہوئے تو اسنے آپکے جسم مبارک پر تین جگہ وہ خنجر بھونک دیا (ابن سعد)

عمرو بن میمون انصاری کہتے ہیں کہ ابولوز مغیرہ کے غلام نے حضرت عمر کو دو دھارے خنجر سے شہید کیا اور آپ کے ساتھ بارہ آدمیوں کو بھی زخمی کیا جن میں سے چھ کا انتقال ہو گیا! اہل عراق سے ایک شخص نے اس پر کپڑا ڈالدیا جب وہ اس میں پھنس اور لپٹ گیا تو اُسنے خودکشی کر لی۔

ابو رافع کہتے ہیں کہ ابولوزوہ مغیرہ کا غلام چکیاں بنایا کرتا تھا اور حضرت مغیرہ اس سے چار درہم روزانہ وصول کیا کرتے تھے جسوقت وہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملا تو اُس نے شکایت کی کہ یا امیرالمومنین مغیرہ مجھ پر سختی کرتے ہیں آپ انکو تنبیہہ کر دیجئے آپنے فرمایا تجھے اپنے مولا کے ساتھ اچھی طرح سلوک کرنا چاہئیے۔ آپکا منشا تھا کہ اسکے متعلق مغیرہ سے سفارش کرونگا مگر آپ کا یہ کہنا اس کو سخت ناگوار گذرا اور غصہ میں بھر کر یہ کہا کہ امیرالمومنین میرے سوا ہر ایک کا انصاف کرتے ہیں اُسنے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا اور ایک خنجر پر آب رکھی اور زہر میں بجھا کر اپنے پاس رکھ لیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادت شریف میں داخل تھا کہ آپ تکبیر سے پہلے یہ فرمایا کرتے تھے کہ صفیں سیدھی کر لو یہ ابولولوہ صف میں آپکے عین مقابل آ کھڑا ہوا اور آپ کے مونڈھے اور پہلو پر دو زخم لگائے جس سے آپ گر پڑے اسکے بعد اس نے دو دو نیرہ

حملہ کیا اور تیرہ آدمیوں کو زخمی کر دیا جن میں سے چھ آدمیوں کا انتقال ہو گیا آفتاب چونکہ طلوع کے قریب تھا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف نے چھوٹی چھوٹی سورتیں پڑھکر نماز ختم کی اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو آپ کے مکان پر لائے اور نبیذ پلائی لیکن وہ زخموں کے راستے سے نکل گئی پھر آپکو دودھ پلایا مگر وہ بھی زخموں سے نکل گیا لوگوں نے بطور تسلی کے آپ سے کہا کچھ حرج نہیں آپ فکر نہ کیجئے آپ نے فرمایا کہ اگر قتل میں حرج بھی ہو تو بھی میں قتل ہو چکا۔ لوگ آپ کی تعریف کرنے لگے کہ آپ ایسے تھے ایسے تھے آپ نے فرمایا واللہ میں چاہتا تھا کہ جس وقت میں دنیا سے رخصت ہوں تو برابر چھوٹوں نہ مجھپر عذاب ہو اور نہ مجھے ثواب ملے۔ ہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میرا ساتھ دے اور اسکا پورا ثواب ملے۔

اس پر حضرت ابن عباس پھر آپ کی تعریف کرنے لگے آپ نے فرمایا اگر میرے پاس دنیا بھر کا بھی سونا ہوتا تو میں قیامت کی دہشت اور آنیوالے معاملات کے ہول کی وجہ سے تمام فدا کر دیتا پھر آپ نے فرمایا کہ عثمان۔ علیؓ۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبدالرحمٰن بن عوف۔ سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہم، میں سے جس کے متعلق کثرت آراء ہو اُس کو خلیفہ مقرر کر لینا۔ حضرت صہیبؓ کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا پھر ان چھ نے تین کے سپرد کر دیا (حاکم)

حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ابو لولوہ مجوسی تھا عمرو بن میمون کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں اس بات پر خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ میری موت ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں ہوئی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو پھر آپ نے اپنے صاحبزادے عبداللہ سے فرمایا کہ عبداللہ حساب کرو مجھپر قرض کتنا ہے انھوں نے حساب لگا کر آپکو چھیاسی ہزار یا اسکے قریب بتلایا آپنے فرمایا کہ اگر یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا ہو سکے تو ادا کر دو ورنہ بنی عدی سے مانگو اگر پھر بھی پورا نہ ہو تو قریش سے لیلو اور دیکھو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ کے پاس جاؤ اور ان سے یہ کہو کہ عمر یہ اجازت چاہتا ہو کہ اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہو عبداللہ ابن عمران کے پاس گئے تو حضرت عائشہ صدیقہؓ نے فرمایا کہ یہ جگہ تو میںنے اپنے لئے محفوظ رکھی تھی مگر میں آج حضرت عمرؓ کو اپنی ذات پر ترجیح دیتی ہوں۔ حضرت عبداللہ نے آکر عرض کیا کہ انھوں نے آپکو اجازت دیدی ہے اس پر آپ نے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا فرمایا

لوگوں نے عرض کیا کہ یا امیرالمومنین آپ کو جو وصیتیں کرنا ہوں کر دیجئے اور کسی کو خلافت کیلئے بھی منتخب فرما دیجئے آپ نے فرمایا اس کام کے لئے سوائے ان چھ شخصوں کے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم خوش دنیا سے تشریف لیگئے ہیں کسی کو حقدار نہیں سمجھتا۔ آپ نے اُن چھ کا نام بتلایا اور کہا کہ عبد اللہ میرے بیٹے اس معاملہ میں انکے ساتھ رہیں گے اور خلافت سے انھیں کوئی تعلق نہ ہوگا اور اگر سعد کو خلافت پہونچے تو وہ اس کے حقدار ہیں ورنہ جسکو تم چاہو منتخب کرلو۔ میں نے سعد کو کسی عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو جو بھی مقرر ہو وصیت کرتا ہوں کہ وہ خدا سے ڈرتا رہے اور مہاجرین و انصار اور تمام رعایا کے ساتھ نیکی کا برتاؤ رکھے اور اسی قسم کی بہت سی وصیتیں فرمائیں اور جان بحق تسلیم ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن (مترجم)

جسوقت جنازہ تیار ہوگیا تو ہم آپ کا جنازہ لیکر چلے۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت عائشہ صدیقہؓ کو سلام کیا اور کہا کہ دفن کی اجازت دیجئے آپ نے اجازت دیدی اور ہم نے آپکو انکے دونوں دوستوں کے پاس سپرد خاک کردیا۔

آپ کے دفن سے فراغت پاکر لوگ انتخاب خلیفہ کیلئے جمع ہوئے حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے فرمایا کہ مشورہ کے لئے اپنی طرف سے اول تین آدمی منتخب کرلینے چاہئیں چنانچہ حضرت زبیرؓ نے اپنی طرف سے حضرت علیؓ کو اور حضرت سعدؓ نے عبد الرحمٰن کو اور حضرت طلحہؓ نے حضرت عثمانؓ کو منتخب کیا اور یہ تینوں حضرات علیحدہ چلے گئے وہاں پہونچکر حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے فرمایا کہ میں تو خلیفہ ہونا نہیں چاہتا لہذا جو تم لوگوں میں سے خلافت سے بری ہو وہ مجھ سے کہدے۔ امر خلافت اسی کے سپرد کیا جائیگا۔ اور جو کوئی بھی ہو یہ ضروری ہے کہ افضل امت ہو اور اصلاح امت کی حرص رکھتا ہو۔ یہ سُنکر دونوں حضرات خاموش رہے اور پھر حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف ہی نے فرمایا کہ اچھا یہ انتخاب کا کام تم میرے ہی سپرد کردو تاکہ میں افضل آدمی کو منتخب کرلوں۔ دونوں نے کہا کہ بہت اچھا آپ حضرت علی کو علیحدہ لے گئے اور ان سے کہا کہ آپ پہلے اسلام لائے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ کو قریبی عزیزداری بھی ہے۔ اس لئے آپ اس کے زیادہ مستحق ہیں اگر میں آپ کو خلیفہ نہ مقرر کردوں

تو آپ عدل کریں اور اگر میں آپ پر کسی دوسرے کو خلیفہ بنا دوں تو آپ اس کی اطاعت کریں آپ نے فرمایا کہ بہت اچھا۔ پھر حضرت عثمانؓ کو آپ علیحدہ لے گئے اور آپ سے بھی یہی اقرار لیا۔ جب آپ دونوں سے پختہ عہد لے چکے تو آپ نے حضرت عثمانؓ سے بیعت کر لی اور آپ کے بعد حضرت علیؓ نے بھی بیعت کر لی۔

مسند امام احمد میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر میں حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کی زندگی میں انتقال کروں تو حضرت ابو عبیدہؓ کو خلیفہ مقرر کرونگا اگر خداوند تعالیٰ مجھ سے سوال کریں گے تو میں عرض کرونگا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ ہر نبی کا ایک امین ہوتا ہے اور میرے امین ابو عبیدہؓ بن جراح ہیں اور اگر ابو عبیدہؓ کے انتقال کے بعد میری موت پہونچی تو میں معاذ بن جبل کو خلیفہ مقرر کرونگا۔ اگر مجھ سے میرے رب نے ان کے متعلق یہ سوال کیا کہ ان کو کس وجہ سے خلیفہ مقرر کیا تھا تو میں عرض کروں گا کہ میں نے سُنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ معاذ بن جبل قیامت میں گروہ علماء کے سامنے بڑی عزت سے جمع کئے جائیں گے مگر یہ دونوں حضرات آپکے زمانہ خلافت میں ہی انتقال فرما چکے تھے۔

مسند امام احمد میں یہ بھی لکھا ہے کہ ابو رافع کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپکی موت کے وقت خلافت کے متعلق کہا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے ساتھیوں کی بہت بری حرص دیکھ رہا ہوں ہاں البتہ اگر سالم مولیٰ ابو حذیفہ یا ابو عبیدہ بن جراح ہوتے تو ان کے متعلق کہہ سکتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۲۶ ذی الحجہ چہارشنبہ کو زخمی ہوئے اور یکشنبہ کے روز محرم کی چاندرات کو دفن کئے گئے۔ آپ کی عمر شریف تریسٹھ برس کی تھی بعض کہتے ہیں چھپّن اور بعض کہتے ہیں اکسٹھ سال کی تھی بعض نے ساٹھ ہی کہا اور اُسکو واقدی نے ترجیح دی ہے۔ بعض قول انسٹھ اور چوّن اور پچپن بھی آیا ہے۔

آپ کے جنازہ کی نماز حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔

تہذیب الاسماء میں لکھا ہے کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا کفیٰ بالموت واعظاً (موت

آدمی کے واسطے کافی وعظ ہے)

طبرانی نے طارق بن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت ام ایمن فرماتی ہیں کہ جس روز سے حضرت عمرؓ شہید ہوئے اسلام کمزور پڑ گیا۔

عبدالرحمن بن یسار کہتے ہیں کہ میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موت کے وقت موجود تھا اُس دن سورج گہن ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ باتیں جو اُن میں سب سے پہلے ہوئیں

عسکری کہتے ہیں کہ آپ سب سے پہلے امیرالمومنین کے لقب سے ملقب ہوئے آپ نے سب سے اول سنہ ہجری جاری فرمایا۔ آپ نے ہی بیت المال کی بنا ڈالی۔ آپ ہی نے تراویح کی سنت شروع کی۔ آپ ہی نے رات کو گشت خود کیا ہجو پر سزائیں دیں شراب پینے پر اسّی درّے مقرر فرمائے متعہ کو حرام کیا۔ امہات الاولاد (جن باندیوں سے اولاد پیدا ہو جائیں ان کی تجارت منع کی جنازہ کی نماز میں چار تکبیروں پر لوگوں کو جمع کیا دفاتر قائم کئے سب سے زیادہ فتوحات کیں۔ میدانوں کی پیمائش کرائی۔ بحراید کے ذریعہ ملک مصر سے مدینہ شریف میں اناج منگوایا صدقہ کے روپے کو اسلام میں خرچ کرنے سے روکا علم فرائض میں عول مقرر کیا۔ گھوڑوں پر زکوٰۃ لی حضرت علیؓ کے متعلق اطال اللہ بقاک اور ایدک اللہ فرمایا یہ اولیات عسکری نے بیان کی ہیں مگر امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ آپ نے سب سے اول درّہ ایجاد کیا۔ ابن سعد نے بھی یہی بیان کیا ہے اور کہا ہے کہ درّہ ایجاد ہونے کے بعد یہ مثل مشہور ہوگئی کہ عمر کا درّہ تمہاری تلواروں سے بھی زیادہ خوفناک ہے نووی کہتے ہیں کہ سب سے پہلے شہروں میں قاضی آپ نے ہی مقرر کئے۔ سب سے پہلے آپ ہی نے کوفہ۔ بصرہ جزیرہ۔ شام۔ مصر۔ موصل میں شہر آباد کئے۔

ابن عساکر نے اسماعیل بن زیاد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب رمضان شریف میں ایک مسجد سے جو گزرے تو آپ نے وہاں قندیلیں روشن دیکھیں آپ نے فرمایا

کہ خداوند تعالیٰ حضرت عمر کی قبر کو روشن کریں کہ انھوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کر دیا۔

فصل

ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آٹے کا گودام قائم کیا تھا اور اسمیں آٹا، ستو، کھجور، منقی وغیرہ رکھوادی تھیں تاکہ مسافروں کو دیں وہاں سے یلیں اور مکہ اور مدینہ کے درمیان میں ایسے وسائل ہم پہنچا دیئے تھے کہ جس سے مسافروں کو کسی قسم کی تکلیف نہ رہی آپ نے مسجد نبوی کو شہید کرا کر اسکو وسیع کرایا اور اس میں کنکریوں کا فرش کرایا آپ نے یہود کو حجاز سے شام کی طرف بھیجدیا اور نجران کے یہود کو کوفہ منتقل کر دیا۔ آپ ہی نے مقام ابراہیم کو اسجگہ قائم کیا جہاں اب موجود ہے ورنہ پہلے وہ کعبہ شریف سے ملا ہوا تھا۔

فصل

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بعض خبریں اور فیصلے

عسکری نے اوائل میں اور طبرانی نے کبیر میں اور حاکم نے ابن شہاب کے طریقے سے روایت کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر بن سلیمان بن ابی حثمہ سے سوال کیا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ صدیق کے زمانہ خلافت میں از طرف خلیفہ رسول اللہ لکھا جاتا تھا پھر شروع خلافت حضرت عمر میں از طرف خلیفہ ابوبکر لکھا جانے لگا پھر کیا وجہ ہوئی اور وہ کون شخص تھا جس نے سب سے اول از امیر المومنین لکھنا شروع کر دیا انھوں نے کہا کہ مجھ سے شفا نے جو مہاجرات میں سے ایک خاتون ہیں اسطرح بیان کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ از طرف خلیفہ رسول اللہ لکھا کرتے تھے ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے از طرف خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا شروع کیا حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دفعہ حاکم عراق کو لکھا کہ تم ہمارے پاس دو لائق اور ہوشیار آدمیوں کو بھیجدو تاکہ ہم اُن سے عراق اور اہل عراق کے متعلق کچھ دریافت کریں۔ حاکم عراق نے آپ کے پاس لبید بن ربیعہ اور عدی بن حاتم کو بھیجدیا۔ جسوقت یہ دونوں مدینہ شریف میں آئے تو مسجد میں پہنچکر سب سے پہلے عمرو بن عاص سے ملاقات کی اور اُن سے یہ کہا

کہ امیرالمومنین کی خدمت میں ہمیں باریاب کرا دیجئے حضرت عمرو بن عاص نے کہا واللہ تم نے انکا بہت ہی اچھا لقب رکھا یہ کہہ کر آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا السلام علیک یا امیرالمومنین حضرت عمرؓ نے فرمایا تمہیں یہ کہاں سے معلوم ہوا کہ انھوں نے آپکو تمام قصہ سنایا اور کہا کہ واقعی آپ امیر ہیں اور ہم مومنین پس اس روز سے یہ کاغذات سرکاری میں بھی لکھا جانے لگا۔

امام نووی تہذیب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ نام عدی ابن حاتم اور لبید بن ربیعہ نے رکھا تھا جبکہ وہ عراق سے آئے تھے بعض کہتے ہیں کہ آپکا لقب مغیرہ بن شعبہ نے رکھا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے کہا کہ تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں اسی روز سے آپ امیرالمومنین مشہور ہو گئے اور اس سے پہلے آپ خلیفہ رسول اللہ لکھے جاتے تھے وہ بوجہ لمبی عبارت کے چھوڑا گیا۔

ابن عساکر نے معاویہ بن قرہ سے روایت کی کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفہ رسول اللہ لکھے جاتے تھے جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا زمانہ خلافت آیا تو لوگوں نے خلیفہ خلیفہ رسول اللہ لکھنے کا ارادہ کیا مگر خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ طول طویل عبارت ہے اس پر لوگوں نے کہا کہ آپ ہمارے امیر ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں تم مومنین ہو اور میں تمہارا امیر ہوں لوگوں نے آپ کو امیرالمومنین لکھنا شروع کر دیا۔

بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ اوّل حضرت عمر بن خطابؓ نے اپنی خلافت کے اڑھائی سال کے بعد تاریخ لکھوانا شروع کی اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مشورہ سے ۱۶ھ میں بنیاد ڈالی۔ سلفی نے طیوریات میں حضرت ابن عمر کی روایت سے لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوانحعمری لکھوانے کا ارادہ کیا ایک مہینہ تک اس کے متعلق استخارہ کیا پھر پختہ ارادہ کے بعد فرمایا کہ تم سے پہلی قوموں نے بھی کتابیں لکھی تھیں لوگ انکی طرف جھک پڑے اور کتاب اللہ کو چھوڑ دیا۔

ابن سعد نے شداد سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیعت کے بعد منبر پر تشریف لے گئے تو سب سے پہلے آپ نے یہی دعا کی کہ الٰہی میں سخت ہوں مجھے نرم کر دیجئے۔ الٰہی میں

ضعیف ہوں مجھے قوی کر دیجئے۔ میں بخیل ہوں مجھے سخی کر دیجئے۔

ابن سعد اور سعید بن منصور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں اللہ کے مال کا ذمہ دار ہوں میں مفلس ہوں اگر میرے پاس ہوگا تو اس سے بچونگا اور محتاج ہونگا تو قرض لونگا اور جب میرے پاس مال آئیگا تو ادا کر دونگا۔

نیز ابن سعد ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطاب کو جب احتیاج ہوتی تو داروغہ بیت المال سے قرض لے لیتے تھے بعض دفعہ داروغہ بیت المال آپ پر تقاضا کرتا اور آپ تنگ دستی کی وجہ سے ادا نہ کر سکتے تھے تو داروغہ لپٹ جاتا تھا اور آپ حیلہ حوالہ کیا کرتے تھے اور جب آپکے پاس ہوتا تھا تب ادا کر دیا کرتے تھے ابن سعد براء بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر سے باہر تشریف لائے اور آپ کو کچھ شکایت تھی لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے شہد بہت عمدہ چیز ہے اور شہد کا ایک کُپا بھرا ہوا بیت المال میں موجود تھا آپ نے فرمایا کہ اگر تم مجھے اجازت دوگے تو لیلوں گا ورنہ مجھپر حرام ہی چنانچہ لوگوں نے آپ کو اجازت دی۔

سالم بن عبداللہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اونٹ کے زخم کو جو اس کی پشت پر تھا دھونے جاتے تھے اور کہتے جاتے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں قیامت میں مجھ سے اسکی پرسش نہ ہو ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کو کسی چیز سے روکنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنے مکان پر تشریف لیجاتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ جس چیز کی میں ممانعت کروں اور وہ پھر بھی کیجائے تو اُسکو دوگنی سزا دونگا۔

آپ کی عادت شریف تھی کہ رات کو مدینہ شریف کی گلیوں میں گشت کیا کرتے تھے اور یہ آپکا اکثر معمول تھا۔ ایک رات آپ نے ایک عورت کو دیکھا کہ دروازہ بند کئے ہوئے یہ اشعار پڑھ رہی ہے (ترجمہ اشعار) یہ رات بڑھ گئی اور ستارے چل رہے ہیں۔ مجھے یہ بات جگا رہی ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا نہیں جس کے ساتھ میں کھیلوں اور ہنسوں۔ واللہ اگر اللہ کے عذاب کا خوف نہ ہوتا تو البتہ اس چارپائی کی چولیں ہلتی ہوتیں۔ لیکن میں اس نگہبان اور وکیل سے ڈرتی ہوں کہ جس کا کاتب کسی وقت نہیں بہکتا سب مجھے خوف خدا اور شرم منع کرتی ہے اور میرا خاوند لیا

بزرگ ہے کہ اس کی سواری پر سوار ہونیکا کوئی قصد نہ کرے۔
آپ نے فوراً دوسرے ہی روز غزودں میں اپنے حاکموں کو لکھ بھیجا کہ کوئی شخص چار مہینہ سے زیادہ میدان جنگ میں نہ رہنے پائے۔
ابن سعد نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمرؓ نے سلمان سے دریافت کیا کہ میں بادشاہ ہوں یا خلیفہ حضرت سلمانؓ نے جواب دیا کہ اگر آپ مسلمانوں سے ایک درہم بھی وصول کر کے بیجا خرچ کریں تو آپ بادشاہ ہیں ورنہ آپ خلیفہ ہیں حضرت عمرؓ نے اس سے نصیحت پکڑی سفیان بن ابی العرجاء کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ بن خطابؓ نے ایک روز فرمایا کہ واللہ میں نہیں جانتا کہ میں خلیفہ ہوں یا بادشاہ ہوں اگر میں بادشاہ ہوں تو بہت بڑا بوجھ ہی حاضرین میں سے ایک شخص نے جواب دیا امیر مومنین! خلیفہ اور بادشاہ میں بہت بڑا فرق ہے آپ نے فرمایا وہ کیا اس نے کہا خلیفہ وہ ہے کہ نہ کسی سے بیجا وصول کرے اور نہ بیجا کسی کو دے اور الحمد للہ آپ ایسی ہی ہیں اور بادشاہ وہ ہے کہ ظلم سے وصول کرے جس سے چاہے بیلے جسے چاہے دیدے آپ یہ سنکر خاموش ہو گئے۔
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھوڑے پر سوار ہوئے اور اتفاق سے آپ کی ران کھل گئی اہل نجران یعنی یہودنے آپکی بائیں ران پر ایک سیاہ داغ دیکھکر کہا کہ ہماری کتابوں میں لکھا ہے کہ یہ شخص ہمکو ہمارے ملکوں سے نکالدیگا سعد جاری کہتے ہیں کہ کعب احبار نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے انبیاء سابقین علیہم السلام کی کتابوں میں دیکھا ہے کہ آپ جہنم کے دروازہ پر کھڑے ہوکر لوگوں کو اس میں جانے سے منع کریں گے جب آپکا انتقال ہو جاوے گا تو قیامت تک لوگ اسمیں گرتے ہی رہیں گے۔ ابو معاشر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استادوں سے سنا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ امر خلافت جب تک اصلاح پذیر نہیں ہوتا حتیٰ کہ اتنی شدت کی جائے کہ جسمیں ظلم نہ ہو اور نہ اتنی نرمی کی جائے جسمیں سستی شامل ہو۔
ابن ابی شیبہ نے مصنف میں حکم بن عمیر سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماتحت حاکموں کو لکھا کہ کسی کو سرحد میں اس طرح کوڑے نہ لگائے جائیں کہ اسکو پھر

شیطان بہکا کر حلقہ کفار میں داخل کر دے۔

ابن ابی حاتم اپنی تفسیر میں شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ قیصر روم نے حضرت عمر بن خطاب کو لکھا کہ میرے ایلچی جو آپکے پاس گئے تھے انھوں نے مجھے اطلاع دی ہے کہ آپکے پاس ایک درخت ہے کہ وہ کسی دوسرے درخت سے پیدا نہیں ہوا اسکی صورت گدھے کے کان کے مشابہ ہے جسوقت وہ پھٹتا ہے تو اس میں سے موتی کے سے دانے نکل پڑتے ہیں پھر وہ سبز ہوتا ہے تو زمرد سبز بنجاتا ہے پھر سرخ ہوتا ہے تو یاقوت سرخ ہوجاتا ہے اور اگر پکتا یا پہونچتا ہے تو پک کر عمدہ فالودہ ہوجاتا ہے اور پھر خشک ہوجاتا ہے تو مقیم کی غذا اور مسافر کی زاد راہ کا کام دیتا ہے اگر میرا قاصد سچ بولتا ہے تو میرے نزدیک یہ جنت کا ایک درخت ہے آپنے اسکے جواب میں لکھا کہ یہ خط عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے قیصر ملک روم کی طرف ہے تمہارے قاصد نے سچ کہا وہ درخت ہمارے یہاں موجود ہے یہ وہی درخت ہے کہ جسکو عیسیٰ و علی نبینا علیہ السلام پیدا ہوئے تھے تو اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت مریم علیہ السلام کے واسطے پیدا کیا تھا تجھے چاہئیے کہ اللہ جل شانہ سے ڈرا کرے اور عیسیٰ علیہ السلام کو معبود نہ بنائے کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کی مثال خداوند تعالیٰ کے نزدیک ایسی ہی ہے جیسے آدم علیہ السلام کی کہ ان کو مٹی سے پیدا کیا۔

ابن سعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ماتحت حاکموں کو حکم دیا کہ وہ اپنے اپنے مال کی ایک ایک فہرست بھیجدیں انھیں میں سعد بن ابی وقاص بھی تھے۔ جب انھوں نے فہرستیں بھیجدیں تو انکو نصفا نصفی کرکے ایک حصہ خود لیلیا اور ایک ایک حصہ انھیں چھوڑ دیا۔ شعبی کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دستور تھا کہ جب حاکم کو مقرر کرتے تو اس کے مال کی فہرست لکھ لیا کرتے تھے۔

ابو امامہ بن سہل بن حنیف لکھتے ہیں کہ آپ نے مدتوں بیت المال میں سے ایک پیسہ بھی نہیں لیا حتیٰ کہ آپ پر تنگدستی غالب آگئی آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکے متعلق مشورہ کیا اور یہ کہا کہ میں تو اس کام میں منہمک ہوں اپنے خرچہ کا کوئی انتظام نہیں کرسکتا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ صبح و شام کا کھانا آپ بیت المال سے لیلیا کریں اسی کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قبول فرمالیا۔

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حج کو تشریف لے گئے اس میں آپ کے سولہ دینا خرچ ہوئے آپ نے مجھ سے کہا اے عبداللہ ہم نے بہت زیادہ خرچ کر دیا۔
عبدالرزاق اپنے مصنف میں قتادہ اور شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میرا خاوند دن کو روزے رکھتا ہے اور رات کو شب بھر نماز پڑھتا رہتا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرا شوہر تو قابل تعریف ہے کعب بن سوار نے کہا کہ یہ تعریف کرنا نہیں چاہتی بلکہ شکایت کرتی ہے۔آپ نے فرمایا کیوں انھوں نے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ شوہر پر عورت کا بھی کچھ حق ہے اور یہ حق زنا شوئی ادا نہیں کرتا آپ نے فرمایا اچھا اب میں سمجھ گیا۔ان میں انصاف کرنا چاہیئے انھوں نے کہا یا امیرالمومنین اللہ تعالیٰ نے مرد کے لئے چار عورتوں تک حلال رکھی ہیں اس حساب سے چوتھا دن اور چوتھی رات عورت کے لئے مخصوص ہونی چاہیئے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ مجھے میرے سچے دوست نے خبر دی ہے کہ ایک رات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شب گشت میں تھے کہ ایک عورت کی آواز سنی جو چند اشعار پڑھ رہی تھی (وہی اشعار جن کا ترجمہ ہم پہلے کر چکے ہیں مترجم) آپ نے فرمایا تجھے کیا ہو گیا اُس نے کہا کہ میرا شوہر کئی ماہ سے جنگ پر گیا ہوا ہے اس کے اشتیاق میں یہ اشعار پڑھ رہی ہوں۔آپ نے فرمایا تو نے بُرے کام کا تو ارادہ نہیں کیا اس نے کہا کہ معاذ اللہ آپ نے فرمایا تو اپنے دل پر قابو رکھ میں صبح ہی اُس کو بلاتا ہوں چنانچہ صبح ہی آپ نے قاصد روانہ کر دیا اور اس کے بعد اپنی صاجزادی حفصہؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ مجھے ایک مشکل آ پڑی ہے تم اسے حل کر دو۔اور وہ یہ ہے کہ عورت کو اپنے شوہر کی کتنے دنوں تک سخت ضرورت نہیں ہوتی حضرت حفصہؓ نے شرم کے مارے اپنا سر نیچا کر لیا اور شرما کے چپ ہو گئیں آپ نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ حق بات میں شرم نہیں کرتے۔حضرت حفصہؓ نے ہاتھ کے اشارے سے کہا کہ تین یا زیادہ سے زیادہ چار ماہ۔آپ نے حکم دیا کہ چار مہینے سے زیادہ میدان جنگ میں کسی لشکر کو نہ روکا جائے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اپنی بیبیوں کے طعنہ طنز کی شکایت کی آپ نے فرمایا کہ تم کیا شکایت کرتے ہو میں خود اس میں مبتلا ہوں حتیٰ کہ میں اگر کسی ضرورت سے بھی باہر جاتا ہوں تو مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم فلاں قبیلہ کی جوان عورتوں کی دیدہ بازی کے لئے جاتے ہو کام کاج کچھ نہیں ہے عبد اللہ بن مسعود بھی بیٹھے ہوئے تھے آپ نے کہا یا امیر المؤمنین کیا آپ کو معلوم نہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب کے یہاں حضرت سارہ کی بد خلقی کی شکایت کی تھی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جواب ملا تھا کہ عورتیں بائیں پسلی سے پیدا کی گئی ہیں جہاں تک ہو سکے حتی الامکان ان کو نباہنا چاہیئے تا وقتیکہ ان کے دین میں کوئی خرابی نہ دیکھی جائے۔

عکرمہ بن خالد کہتے ہیں کہ ایک روز حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک صاحبزادے بالوں میں کنگھا کئے ہوئے اور اچھی پوشاک پہنے ہوئے آپ کے پاس آئے آپ نے اتنے کوڑے مارے کہ وہ رونے لگے حضرت حفصہؓ نے کہا کہ آپ نے اسکو کس قصور پر مارا آپ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ اس میں تکبر آگیا ہے لہذا میں نے اس تکبر کو توڑ دیا

معمر لیث بن سلیم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ نے فرمایا کہ تم کسی کا نام حکم یا ابو الحکم مت رکھو کیونکہ حکم خود خداوند تعالیٰ ہی ہیں اور کسی راستہ کا نام سکہ مت رکھو

بیہقی نے شعب الایمان میں ضحاک سے روایت کی ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ واللہ مجھے یہ زیادہ محبوب تھا کہ میں کسی راستہ پر ایک درخت ہوتا اور کوئی اونٹ مجھے چبا کر نگل جاتا اور پھر مینگنی کر کے کہیں نکال دیتا مگر میں انسان نہ ہوتا اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں اپنے گھر والوں کا دنبہ ہوتا اور مجھے کھلا پلا کر اتنا موٹا کیا جاتا کہ لوگ میرے دیکھنے کو آتے پھر ان کے دوست مہمان ہوتے تو مجھے ذبح کر ڈالتے کچھ میرا گوشت بھونا ہوا کھاتے اور کچھ کا قیمہ کر لیا جاتا مگر میں انسان نہ ہوتا۔

ابن عساکر نے ابو البختری سے روایت کی ہے کہ ایک روز حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ منبر پر خطبہ فرما رہے تھے کہ حسینؓ بن علیؓ نے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے آبا کے منبر کے

اوپرسے نیچے اوتر تے تھے۔ آپ نے فرمایا بیشک منبر تمہارے ہی ابا کا ہے میرے باپ کا نہیں مگر یہ تو بتلاؤ کہ تمہیں کس نے سکھلایا ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کھڑے ہوئے اور آپ نے کہا واللہ میں نے ان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ حضرت حسینؓ کی طرف دیکھ کر کہا او بیوفا تجھے خوب ہی ماروں گا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ ان کو سچ بات پر کیوں جھڑکتے ہیں واقعی منبر ان کے باپ کا ہے (اس روایت کے اسناد صحیح ہیں)

خطیب نے ابو سلمہؓ بن عبد الرحمٰن و سعیدؓ بن مسیب سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ بن خطاب اور حضرت عثمانؓ بن عفان میں کسی مسئلہ کے متعلق اس قدر جھگڑا ہوا کہ دیکھنے والوں نے سمجھا کہ اب ان دونوں میں کبھی صلح نہ ہو گی مگر جب دونوں حضرات رخصت ہوئے ہیں تو معلوم ہوتا تھا کہ ان میں کوئی بات ہی نہیں ہوئی تھی۔

ابن سعد نے حسن سے روایت کی ہے کہ سب سے اول خطبہ جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھا وہ یہ تھا حمد و صلوٰۃ کے بعد جاننا چاہیئے کہ میں تمہارے ساتھ مبتلا ہو گیا ہوں اور تم میرے ساتھ مبتلا ہو گئے ہو۔ میں اپنے دو دوستوں کے بعد خلیفہ مقرر ہوا ہوں جو لوگ ہمارے پاس موجود ہیں ہم خود ان کے پاس ہیں اور جو لوگ غائب ہیں انپر ہم اہل قوت و امانت کو مقرر کریں گے جو شخص نیکی کرے گا ہم اسکے ساتھ نیکی سے پیش آئیں گے اور جو بدی کریگا ہم اس کی سزا دیں گے خداوند تعالیٰ ہماری اور تمہاری بخشش فرمائیں۔ جبیر بن حویرث سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دفتر قائم کرنے کے لئے مسلمانوں سے مشورہ کیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر سال جو کچھ آپکے پاس مال جمع ہو اس کو تقسیم کردیا کیجئے اور اپنے پاس کچھ نہ رکھا کیجئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مال اسقدر زیادہ ہے کہ اگر اس کو تقسیم کیا جاوے تو یہ معلوم ہونا مشکل ہے کہ کسے پہونچا اور کون رہ گیا لہذا خوف ہے کہ کہیں گڑبڑ نہ پڑ جائے۔ ولید بن ہشام بن مغیرہ نے کہا یا امیر المومنین میں ملک شام میں گیا ہوں اور وہاں بادشاہوں کو دیکھا ہے کہ انھوں نے دفاتر قائم کر رکھے ہیں اور فوجوں کو بھی خوب

جمع کر رکھا ہے۔ یہ آپ کو پسند آیا اور آپ نے ایسا ہی کیا اور عقیل بن ابوطالب مخرمہ بن نوفل اور جبیر بن مطعم جو قریش کا نسب نامہ خوب جانتے تھے بلا کر فرمایا کہ تم لوگوں کے نام علی قدر مراتب لکھکر لاؤ۔ چنانچہ وہ اس طرح لکھ لائے کہ بنی ہاشم سے لکھنا شروع کیا۔ ان کے بعد حضرت ابوبکرؓ اور ان کی قوم کو لکھا پھر حضرت عمرؓ اور ان کی قوم کو آپ نے فرمایا اس طرح لکھو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قرابتداروں سے شروع کرو۔ پھر جو اُن کے قریب ہیں ان کو لکھو علی ہذا القیاس۔ حتیٰ کہ میرا نام آخر میں لکھو جیسا کہ خداوند تعالیٰ نے مجھے کیا ہے۔

سعید بن مسیب روایت کرتے ہیں کہ آپنے دفاتر ۲۰ھ میں قائم کئے تھے حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت حذیفہؓ کو لکھا کہ لوگوں کو تنخواہیں اور عطیات تقسیم کر دو انھوں نے لکھا کہ میں نے تقسیم کر دیا مگر ابھی مال بہت باقی ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لکھا کہ یہ مال غنیمت ہے جو انھیں اللہ تعالیٰ نے دیا ہے انھیں پر تقسیم کر دو یہ عمر یا اُس کی اولاد کا نہیں ہے۔

ابن سعد نے جبیر بن مطعم سے روایت کی ہے کہ ہم حضرت عمر کے ساتھ کوہ عرفہ میں کھڑے تھے ایک شخص کو چیختے ہوئے سُنا وہ کہتا ہے یا خلیفہ یا خلیفہ۔ کسی دوسرے شخص نے سُنکر کہا تجھے کیا ہوا اللہ تیرے حلق کو بند کریں تو میں نے آگے بڑھکر پوچھا کون ہے اس کو کیوں ڈانٹتا ہے پھر صبح کو میں حضرت عمرؓ ہی کے پاس کنکریاں مار رہا تھا کہ ایک کنکری دور سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سر پر لگی جس سے کچھ رگڑ سی آگئی میں اس طرف کو بڑھا تو پہاڑ کی طرف سے آواز آئی کیا تو جانتا بھی ہے قسم ہے رب کعبہ کی کہ عمرؓ آئندہ سال سے اس مقام پر قیامت تک کھڑے نہ ہوں گے۔ مجھے یہ سخت ناگوار گذرا۔ اور یہ وہی شخص تھا جو کل شام چیخ رہا تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ فرماتی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب آخر حج امہات المومنین کے ساتھ کیا تو عرفات سے واپسی میں ہم جسوقت محصب میں پہونچے تو میں نے ایسی آواز سُنی جیسے کوئی شخص اپنے اونٹ پر بیٹھا ہوا دوسرے سے دریافت کرتا ہو کہ

امیرالمومنین عمرؓ کہاں ہیں دوسرے آدمی کو جواب دیتے ہوئے سُنا کہ وہ کہتا ہے امیر المومنین یہیں تھے پھر ایسا معلوم ہوا کہ اُس نے اپنا اونٹ بٹھلایا اور بلند آواز سے یہ شعر پڑھنا شروع کیا (ترجمہ شعر) تیرے اوپر سلام ہو اے امام برکت دے اللہ تعالیٰ اس چمڑے میں جو پارہ پارہ ہوگا۔ نہ پڑھنے والا وہاں سے چلا اور نہ یہ معلوم ہوا کہ کون تھا مگر ہم نے آپس میں کہا کہ یہ جن ہیں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس حج سے واپس ہوئے تو شہید کردیئے گئے۔

عبدالرحمٰن بن ابزی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ خلافت سب سے پہلے بدر والے مسلمانوں کا حق ہے جب تک ان میں سے ایک بھی باقی رہے پھر اُحد والے اسی طرح درجہ بدرجہ۔ مگر مکہ میں مسلمان ہونے والوں اور اُن لوگوں کا کوئی حق نہیں ہے جو فتح مکہ میں آزاد کئے گئے تھے۔

نخعی روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک شخص نے کہا کہ کیا آپ عبداللہ ابن عمر کو خلیفہ نہ بناویں گے آپ نے فرمایا خدا تجھے غارت کرے واللہ میں نے کبھی خدا سے استدعا نہیں کی کیا میں ایسے آدمی کو خلیفہ بنادوں جسمیں ابھی اپنی بیوی کو احسن طریقے پر طلاق دینے کی قابلیت بھی نہ ہو۔

شداد ابن اوس کعب سے روایت کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ گذرے ہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کے خصائل بہت ملتے جلتے تھے جب کبھی ہم اس کا ذکر کرتے تھے تو حضرت عمر ضرور یاد آجاتے تھے اور جب کبھی عمر کا ذکر ہوتا تھا تو خواہ مخواہ وہ یاد آجاتا تھا اس کے زمانہ بادشاہت میں ایک نبی علیہ السلام تھے انکو ایک مرتبہ وحی ہوئی کہ تم اُس بادشاہ سے کہدو کہ تیری عمر کے تین دن باقی ہیں ولی عہد بنادے اور اگر کچھ وصیت کرنا ہو تو کردے۔ جب تیسرا دن ہوا تو بادشاہ نے زمین پر سجدہ میں گر کر نہایت عاجزی سے دعا کی۔ الہٰی مجھے اتنی مہلت دیدیجئے کہ میرا لڑکا جوان ہو جائے آپ خوب جانتے ہیں کہ میں نے آپ کے حکم کی کہاں تک تعمیل کی ہے اور اپنی رعایا سے حتی الامکان کتنا عدل کیا ہے اور جب کبھی اختلاف واقع ہوا تو تیرے حکم کے خلاف ہرگز نہیں چلا اسی

طرح کچھ اور باتیں بیان کیں۔ نبی علیہ السلام کے پاس پھر وحی ہوئی کہ اُسنے ہم سے ایسی دعا کی ہے اور اس نے دعا میں جو کچھ واسطہ دیکر کہا ہے سچ کہا ہے ہم اسکی عمر میں پندرہ برس کا اضافہ کرتے ہیں تاکہ اس مدت میں اسکا لڑکا جوان ہوجائے اور پرورش پائے جسوقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نیزہ لگا اور آپ زخمی ہوگئے تو کعب احبار نے یہ قصہ بیان کرکے کہا کہ اگر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی خداوند تعالیٰ سے یہی سوال کریں تو خداوند تعالیٰ انھیں ابھی اور باقی رکھیں گے جسوقت اسکی خبر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوئی تو آپ نے دعا کی الٰہی بہ مجھے بغیر عاجز کئے اور بغیر ملامت دیئے اُٹھا ہی لیجئے۔

سلیمان بن یسار کہتے ہیں کہ آپ کی موت پر جنوں نے بھی نوحہ کیا تھا چنانچہ حاکم مالک بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ جب شہید کئے گئے تو یمن کے پہاڑوں کی طرف سے یہ اشعار سُنائی دیئے گئے (ترجمہ اشعار) جو شخص اسلام پر رونے والا ہو وہ رولے۔ کیونکہ زمانہ عنقریب ہوگا کہ بہت لوگ گریں گے حالانکہ زمانہ رسالت دور نہیں ہے۔ دنیا ہی اولٹ گئی اور اس میں کا سب سے اچھا آدمی چل بسا وہ شخص رنجیدہ ہوگا جو وعدہ پر یقین کئے ہوئے بیٹھا تھا۔

ابن ابی الدنیا یحیٰی بن ابی راشد بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت کی کہ میرے کفن میں بیجا صرف نہ کرنا کیونکہ اگر میں اللہ جل شانہ کے نزدیک بہتر ہوں تو وہ اور اس سے بہتر بدل دیں گے اور اگر بہتر نہیں ہوں تو یہ بھی چھن جائیگا لہذا اس چھن جانے میں جلدی ہی کیوں نہ کی جائے میری قبر بھی لمبی چوڑی نہ کھدوانا اگر میں خدا کے نزدیک زیادہ کا مستحق ہوں تو وہ خود حد نگاہ تک وسیع کردیں گے ورنہ وسیع بھی اسقدر تنگ کی جاوے گی کہ میری تمام پسلیاں ٹوٹ جاویں گی۔ میرے جنازہ کے ساتھ کوئی عورت نہ چلے اور جو صفات مجھ میں نہ ہوں ان کے ساتھ مجھے یاد نہ کیا جائے کیونکہ خدائے عالم الغیب مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ جب جنازہ تیار ہوکر گھر سے نکلے تو چلنے میں جلدی کرنا۔ کیونکہ اگر میں خداوند تعالیٰ کے نزدیک اچھا ہوں تو ان تک پہونچانے میں جہاں تک ہوسکے جلدی کرنی

چاہیئے ورا گر بُرا ہوں تو تم ایک برے آدمی کا بوجھ اپنے کندوں سے جلدی اوتار پھینکو۔

فصل

ابن عساکر حضرت عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انتقال کے ایک سال کے بعد خداوند تعالیٰ سے دعا کی کہ الٰہی مجھے خواب میں حضرت عمر کو دکھا دیجئے چنانچہ میں نے آپکو ایک سال کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ اپنی پیشانی کا پسینہ پوچھ رہے ہیں۔ میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان اے امیر المومنین کیا حال ہے آپنے فرمایا بکہ میں نے حساب دیکر ابھی فراغت پائی ہے اگر خداوند تعالیٰ رؤف ورحیم نہ ہوتے تو قریب تھا کہ عمر بے عزت ہوجاتا۔ زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عبداللہ ابن عمر و بن عاص نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ خداوند تعالیٰ نے آپ کیساتھ کیا معاملہ کیا آپ نے فرمایا کہ میں تم سے کب جُدا ہوا تھا انھوں نے کہا بارہ سال ہوئے آپ نے فرمایا کہ میں حساب دیکر اب فارغ ہوا ہوں۔ ابن سعد سالم بن عبداللہ بن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سُنا کہ اُسنے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خواب میں دیکھنے کی دعا کی چنانچہ اس نے دس برس کے بعد خواب میں دیکھا کہ آپ پیشانی مبارک سے پسینہ پوچھ رہے ہیں اُسنے کہا یا امیرالمومنین کیا کر رہے ہو آپنے فرمایا میں حساب دیکر ابھی فارغ ہوا ہوں اگر رحمت ربی میری ساتھ نہ دیتی تو میں ہلاک ہوجاتا۔ اور بہت سے مردوں اور عورتوں نے مرثیے لکھے تھے وہ طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیے گئے۔

فصل

آپکے زمانہ راشدہ میں جلیل القدر صحابہ وغیرہ میں سے حسب ذیل حضرات نے اس بے وفا دنیا کو خیرباد کہا۔

عتبہ بن غزوان۔ علاء بن حضرمی قیس بن سکن۔ ابو قحافہ والد شریف حضرت صدیق اکبر سعد بن عبادہ سہیل بن عمر ابن ام مکتوم موذن عیاش بن ابی ربیعہ عبدالرحمٰن زبیر بن عوام

کے بھائی قیس بن ابی صعصعہ (یہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع کیا تھا) نوفل بن حارث بن عبدالمطلب اور انکے بھائی ابوسفیان۔ ام المومنین ماریہؓ حضرت ابراہیم کی والدہ ماجدہ۔ ابوعبیدہؓ بن جراح۔ معاذ بن جبل۔ یزید بن ابوسفیان شرجیل بن حسنہ فضل بن عباس۔ ابوجندل بن سہیل۔ ابومالک الاشعری صفوان بن معطل۔ ابی بن کعب۔ بلال موذن اسید بن حضیر۔ براء بن مالک حضرت انس کے بھائی۔ ام المومنین زینب بنت حجش عیاض بن غنم ابوالہثیم بن تیہان۔ خالد بن ولید جارود سید نبی عبدالقیس۔ نعمان بن مقرن۔ قتادہ بن نعمان۔ اقرع بن حابس۔ سودہ بنت زمعہ عویم بن ساعدہ۔ غیلان ثقفی۔ ابومحجن ثقفی و دیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

خلافت حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عثمان بن عفان بن ابوالعاص بن امیہ بن عبدشمس بن عبدمناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب القرشی الاموی ابوعمر بعض کہتے ہیں ابوعبداللہ۔ ابولیلیٰ آپ سال فیل کے چھٹے برس پیدا ہوئے۔ آپ ابتدائے اسلام میں ایمان لائے آپ ان لوگوں میں ہیں جنہیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام کی دعوت دی آپنے دو ہجرتیں کیں ایک حبشہ کی طرف دوسری مدینہ طیبہ ہیں۔ آپکا نکاح قبل از نبوت حضرت رقیہ صاحبزادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تھا جنہوں نے غزوہ بدر کے دنوں میں انتقال کیا اور تیمارداری کی وجہسے آپ جنگ میں شریک نہیں ہو سکے۔ کیونکہ آپکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دیدی تھی مگر چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو حصہ عطا فرمایا تھا اور اجر دیا تھا لہذا آپ اہل بدر میں شمار رہتے ہیں۔ جسوقت قاصد جنگ بدر کی فتح کی خبر لایا تھا تو اُس وقت حضرت رقیہؓ کو مدفون کیا جارہا تھا حضرت رقیہؓ کے انتقال کے فوراً بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنی دوسری صاحبزادی ام کلثومؓ سے کردیا تھا جنکا انتقال ۹ سنہ میں ہوا علما کہتے ہیں کہ سوائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کوئی شخص ایسا نہیں ہوا جس کے نکاح میں کسی نبی کی دو بیٹیاں رہی ہوں۔ اسی واسطے جناب کا اسم

مبارک ذوالنورین ہے۔

آپ سابقین اولین اور اول مہاجرین اور عشرہ مبشرہ میں شمار ہوتے ہیں اور اُن چھ آدمیوں میں بھی آپ کا شمار ہے کہ جن سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات شریف کے وقت تک خوش تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن شریف حفظ کیا ہو بلکہ ابن عباد کہتے ہیں کہ خلفاء میں سے سوائے حضرت عثمانؓ اور مامون رشید کے کسی نے قرآن شریف کو حفظ نہیں کیا ابن سعد کہتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ ذات الرقاع اور غطفان میں تشریف لیگئے تھے تو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی مدینہ طیبہ میں اپنا خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایکسو چھیالیس احادیث روایت کی ہیں اور آپسے زید بن خالد جہنی اور ابن زبیر اور سائب بن یزید اور انس بن مالک اور زید بن ثابت اور سلمہ بن اکوع اور ابوامامہ باہلی اور ابن عباس اور ابن عمر اور عبداللہ بن مغفل اور ابو قتادہ اور ابوہریرہ اور دیگر صحابہ اور بہت سے تابعین نے روایت کی ہے۔

ابن سعد نے عبدالرحمٰن بن حاطب سے روایت کی ہے کہ میں نے کسی شخص کو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہیں دیکھا کہ وہ حضرت عثمان بن عفان سے زیادہ خوبصورتی کے ساتھ احادیث کو نہایت پورا بیان کرتا ہو۔ آپ احادیث کے بیان کرنے سے ڈرتے تھے۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ مناسک حج سب سے زیادہ جانتے تھے اور آپ کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔

بیہقی نے اپنے سنن میں عبداللہ بن عمر بن ابان جعفی سے روایت کی ہے کہ مجھ سے میرے ماموں حسین جعفی نے کہا تم جانتے ہو کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نامی ذوالنورین کیوں تھا میں نے کہا مجھے معلوم نہیں ہے آپ نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر اب تک سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی شخص کے نکاح میں کسی نبی کی دو لڑکیاں نہیں رہیں اسی واسطے آپ کا نام ذوالنورین ہے۔

ابو نعیم حسن سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کا نام اس واسطے ذوالنورین رکھا گیا کہ سوائے آپ کے کسی کے نکاح میں نبی کی دو بیٹیاں نہیں آئیں۔

خیثمہ فضائل الصحابہ میں، اور ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ کسی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ فرشتوں میں ذوالنورین کے لقب سے مشہور ہے اور اس کے نکاح میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں رہی ہیں۔ ایک اور سہل بن سعد کی ضعیف روایت میں ہے کہ آپ کو ذوالنورین اس لئے کہا جاتا ہے کہ آپ جنت میں ایک مکان سے دوسرے مکان میں منتقل ہوں گے تو دو مرتبہ روشنیاں ہونگی۔ روایت ہے کہ جاہلیت میں آپکی کنیت ابو عمر تھی اور اسلام میں جب حضرت رقیہؓ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبداللہ آپکے صاحبزادے پیدا ہوئے تو آپ کی کنیت ابو عبداللہ ہو گئی۔

آپ کی والدہ ماجدہ کا نام اروی بنت کریز بن ربیعہ بن حبیب بن عبد شمس تھا اور آپ کی والدہ کی والدہ یعنی آپ کی نانی کا نام ام حکیم البیضاء بنت عبدالمطلب بن ہاشم تھا اور یہ آپ کی نانی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد عبداللہ بن عبدالمطلب کے ساتھ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئی تھیں۔ اس رشتہ سے حضرت عثمانؓ کی والدہ ماجدہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی کی بیٹی تھیں۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ آپ حضرت ابو بکر صدیق اور علی اور زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے بعد ایمان لائے۔

ابن عساکر چند طرق سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میانہ قد خوبصورت شخص تھے۔ رنگت میں سفیدی کے ساتھ سرخی ملی ہوئی تھی۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے۔ ڈاڑھی بہت گھنی تھی۔ چوڑی ہڈی کے تھے شانوں میں زیادہ فاصلہ تھا پنڈلیاں بھری بھری تھیں۔ ہاتھ لمبے تھے جن پر بال اُگے ہوئے تھے۔ سر کے بال گھنگروالے تھے مگر چندیا کھلی تھی۔ دانت خوب صورت تھے سر کے بال کانوں سے نیچے تک آئے ہوئے تھے زرد خضاب کرتے تھے۔ دانتوں کو سونے سے باندھ رکھا تھا۔

ابن عساکر عبداللہ بن حزم مازنی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمانؓ بن عفان سے زیادہ خوبصورت کسی مرد یا عورت کو نہیں دیکھا۔

موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت زیادہ حسین تھے۔

ابن عساکر نے روایت کی ہے کہ حضرت اسامہؓ بن زید کہتے ہیں کہ ایک دفعہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ گوشت کا دیکر حضرت عثمانؓ کے یہاں بھیجا جب میں گھر میں گیا تو حضرت رقیہؓ بھی بیٹھی ہوئی تھیں میں کبھی حضرت رقیہؓ کے چہرہ کی طرف دیکھتا تھا اور کبھی حضرت عثمانؓ کی طرف تکتا تھا جب میں پلٹ کر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے فرمایا کیا تم اندر گئے تھے میں نے کہا ہاں۔ آپ نے پوچھا بھلا تم نے کبھی ایسے خوبصورت میاں بیوی بھی دیکھے تھے۔ میں نے عرض کیا کہ نہیں۔

ابن سعد نے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب اسلام لائے تو آپ کو آپ کے چچا حکم بن ابوالعاص بن امیہ پکڑ کر لے گئے اور بہت مضبوطی سے باندھ دیا اور کہا کہ تو نے اپنا پرانا آبائی مذہب ترک کر دیا اور ایک نیا دین اختیار کر لیا واللہ میں تجھے کبھی نہیں چھوڑنے کا حتیٰ کہ تو اسی مذہب پر نہ آجائے آپ نے فرمایا واللہ میں اس کو قیامت تک نہیں چھوڑ سکتا۔ آپ کے چچا نے آپ کا یہ استقلال دیکھکر فوراً چھوڑ دیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اول جس شخص نے مع اہل وعیال کے حبشہ کی طرف ہجرت کی وہ حضرت عثمانؓ بن عفان ہیں آپ کی ہجرت کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند تعالیٰ عثمان کے ساتھ ہو۔ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمانؓ ہی نے مع گھر والوں کے اوّل خداوند تعالیٰ کی طرف ہجرت کی ہے (ابو یعلی)

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنی صاحبزادی ام کلثومؓ کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا تو آپ نے ام کلثومؓ سے فرمایا کہ تمہارے خاوند تمہارے دادے ابراہیم علیہ السلام اور تمہارے باپ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے بہت مشابہ ہیں (ابن عدی)

ابن عساکر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں عثمان کو اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام سے زیادہ مشابہ جانتا ہوں

فصل

(۱) احادیث جو حضرت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فضیلت میں ہیں

امام بخاری اور امام مسلم حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھر میں تشریف لائے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کپڑے سمیٹ کر فرمایا کہ میں ایسے آدمی سے کیوں نہ شرم کروں کہ جس سے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔

بخاری نے ابوعبدالرحمن سلمی سے روایت کی ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب محصور ہوئے تھے تو آپ نے اوپر جھانک کر ان لوگوں سے جو محاصرہ کئے ہوئے تھے فرمایا کہ میں اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ فرمایا کہ جو شخص لشکر عسرہ کی تیاری کر دیگا تو اسکو جنت ملیگی تو میں نے لشکر عسرہ کی تیاری کی کیا تم نہیں جانتے کہ جسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رومہ کے کنوئیں کو کھودے گا اسکو جنت ملیگی تو میں نے رومہ کے کنوئیں کو کھودا اس پر سب صحابہ نے تصدیق کی۔

ترمذی نے عبدالرحمن بن خباب سے روایت کی ہے کہ میں ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ اس وقت جیش عسرہ کی تیاری کے متعلق صحابہ کو ترغیب دے رہے تھے۔ حضرت عثمان بن عفان نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ سو اونٹ مع پالان اور سامان کے لیتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر صحابہ کو ترغیب دی آپ نے پھر کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ذمہ دوسو اونٹ مع اسباب وغیرہ کے رکھتا ہوں۔ پھر حضور کی ترغیب پر آپ نے فرمایا کہ میرے ذمہ تین سو اونٹ ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر سے اترتے ہوئے فرماتے جاتے تھے کہ اگر عثمان آپ نوافل نہ ادا کریں تو ان کو کوئی ضرورت نہیں۔

ترمذی عبدالرحمن بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جسوقت لشکر عسرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تیار فرمایا تو عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ہزار دینار لاکر حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں ڈالدیئے۔ آپ دیناروں کو لوٹتے جاتے تھے اور فرماتے جاتے

تھے کہ اگر آج کے بعد عثمانؓ کوئی نفلی کام نہ کریں تو کچھ حرج نہیں۔

ترمذی حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب بیعت رضوان ہوئی ہے تو حضرت عثمانؓ بن عفان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ معظمہ میں ایلچی بنکر گئے تھے یہاں لوگوں نے حضور سے بیعت کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عثمانؓ اللہ اور اس کے رسول کے کام سے گئے ہوئے ہیں میں ان کی طرف سے اپنے ہاتھ پر دوسرے ہاتھ کی بیعت کرتا ہوں چنانچہ آپ نے حضرت عثمان کی طرف سے ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ کے اوپر رکھ کر بیعت کی آپ اس سے خوب جان سکتے ہیں کہ آپ کا دست مبارک حضرت عثمان کی طرف سے باعتبار دیگر صحابہ کے کہیں بہتر تھا اور آپ کی کتنی بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

ترمذی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ جناب مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کی خبر دی اور حضرت عثمانؓ کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ ایک فتنہ میں یہ بھی مظلوم شہید ہوگا۔

ترمذی اور حاکم اور ابن ماجہ نے مرہ بن کعب سے روایت کی ہو کہ ایک مرتبہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریبی فتنہ کا ذکر فرما رہے تھے کہ اتنے میں ایک شخص سر پر کپڑا ڈالے ہوئے گذرا آپ نے فرمایا کہ یہ شخص اس روز ہدایت پر ہوگا۔ میں نے کھڑے ہو کر دیکھا تو حضرت عثمانؓ تھے۔ میں نے ان کا چہرہ آپکی طرف متوجہ کرکے پوچھا کہ یہ ہدایت پر ہوں گے آپ نے فرمایا کہ ہاں۔

حضرت عائشہؓ صدیقہ فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عثمانؓ خداوند تعالیٰ تمہیں ایک قمیص (خلافت) عنایت فرمائیں گے جب منافق لوگ اسے اتار دینے کی کوشش کریں تو مت اتارنا حتیٰ کہ تو مجھ سے آملے۔ اسی بنا پر آپ نے جس روز گھرے ہوئے تھے یہ فرمایا تھا کہ اس کے متعلق مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عہد لیا تھا اس پر میں قائم اور جما ہوا ہوں (ترمذی)

حاکم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہو کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ جنت خریدی۔ ایک مرتبہ رومہ کے کنوئیں کھود نے پر

اور دوسری مرتبہ لشکر عسرہ تیار کرنے میں۔ نیز ابو ہریرہؓ بھی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے اصحاب میں مجھ سے عادت میں بہت مشابہ عثمانؓ ہیں

طبرانی نے عصمت بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کا بھی انتقال ہو گیا تو آپ نے فرمایا کہ عثمانؓ کا نکاح کرو اگر میرے تیسری بیٹی ہوتی تو میں عثمانؓ سے اسکا بھی نکاح کر دیتا میں نے ان کے نکاح پہلے بھی وحی کے ذریعہ سے کئے تھے۔

ابن عساکر نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ آپ حضرت عثمانؓ سے فرما رہے تھے کہ اگر میرے چالیس بیٹیاں بھی ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے ان سب کا نکاح تم سے کر دیتا۔

ابن عساکر نے زید بن ثابت سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ میرے پاس سے جس وقت عثمانؓ گذرے تو میرے پاس ایک فرشتہ بیٹھا ہوا تھا اس نے کہا کہ یہ شہید ہیں۔ انھیں قوم قتل کر دیگی مجھے ان سے شرم آتی

ابو یعلیٰ حضرت ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتے حضرت عثمانؓ سے اس طرح شرم کرتے ہیں جیسے خدا اور اس کے رسول سے۔

ابن عساکر نے حسنؓ سے روایت کی ہے کہ کسی شخص نے حضرت حسنؓ سے حضرت عثمانؓ کی شرم کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کبھی نہانے کا ارادہ کرتے ہیں تو گھر میں کواڑ بند کر کے کپڑے اتارنے میں اسقدر شرماتے ہیں کہ پشت سیدھی نہیں کر سکتے۔

فصل

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت میں

آپ سے بیعت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دفن کے تیسرے روز ہوئی کہتے ہیں کہ لوگ ان دنوں حضرت عبد الرحمن بن عوف سے مشورے اور سرگوشیاں کر رہے تھے شخص عقلمند حضرت عبد الرحمن بن عوف سے علیحدگی میں بات کرتا تھا وہی حضرت عثمانؓ

کی رائے دیتا تھا آخر عبدالرحمٰن بن عوف بیعت کے لئے بیٹھے اور حمد و نعت کے بعد فرمایا کہ لوگ سوائے حضرت عثمانؓ کے کسی کی بیعت کرنے پر راضی نہیں ہوتے (ابن عساکر) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے حمد و صلوٰۃ کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے علیؓ میں نے تمام آدمیوں کا عندیہ معلوم کر لیا ہے سب کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف ہے آپ اپنے متعلق کوئی کارروائی نہ کیجئے۔ آپ نے یہ کہہ کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دست مبارک پکڑ کر کہا کہ میں آپ سے سنت اللہ اور سنت رسول اللہ اور سنت ہر دو خلیفہ پر بیعت کرتا ہوں آپ نے بیعت کی اور آپ کے بعد تمام مہاجرین اور انصار نے بیعت کر لی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے انتقال سے ایک گھنٹہ پہلے ابوطلحہ انصاری کو بلا کر یہ کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ ابھی کسی مکان میں اصحاب شوریٰ جمع ہونے والے ہیں تم پچاس آدمی انصار کے لے کر اس مکان کے دروازے پر جس میں یہ جمع ہوں کھڑے ہو جاؤ اندر کسی غیر کو نہ جانے دینا اور تیسرا دن گزرنے سے پہلے وہ کسی خلیفہ کو منتخب کر لیں تب تک برابر کھڑے رہنا (ابن سعد)

مسند احمد میں ابو وائل سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے کہا کہ تم نے حضرت عثمانؓ سے کیوں بیعت کر لی اور حضرت علیؓ کو کیوں چھوڑ دیا ان سے کیوں نہ بیعت کی آپ نے فرمایا کہ اس میں میرا کچھ قصور نہیں میں نے اول حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی کہا تھا کہ میں آپ سے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور سیرت ابوبکرؓ اور عمرؓ پر بیعت کرتا ہوں آپ نے فرمایا کہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہوگا۔ پھر میں نے عثمانؓ سے بھی یہی عرض کیا انھوں نے فرمایا کہ بہت اچھا روایت ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے خلوت میں کہا کہ اگر میں آپ کی بیعت نہ کروں تو آپ مجھے کس کا مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا علیؓ کا۔ پھر میں نے علیؓ سے تخلیہ میں کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو مجھے آپ کس کا مشورہ دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا۔ پھر میں نے زبیر کو بلا کر ان سے کہا کہ اگر میں آپ سے بیعت نہ کروں تو پھر کہئے آپ کس کا مشورہ دیں گے

آپ نے فرمایا حضرت علی یا حضرت عثمانؓ کا۔ پھر میں نے سعد کو بلا کر کہا کہ میں اور آپ تو خلافت کا ارادہ نہیں رکھتے مگر آپ مشورہ کس کے متعلق دیں گے آپ نے فرمایا کہ حضرت عثمانؓ کا پھر اس کے بعد تمام صحابہ اور خاص خاص لوگوں سے مشورہ کیا گیا تو اکثر کی رائے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی کی طرف پائی گئی۔

ابن سعد اور حاکم نے حضرت ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عثمانؓ سے بیعت کی گئی تو آپ نے کہا کہ پسماندگان میں آپ سے اچھا کوئی شخص نہیں ہم آپ کے اتباع میں کوئی نقصان نہ کریں گے آپ کی خلافت کے پہلے سال یعنی ۲۴ھ میں ملک رے فتح ہوا یہ علاقہ اگرچہ اس سے پہلے بھی فتح ہو چکا تھا مگر قبضہ سے نکل جانے کی وجہ سے دوبارہ فتح ہوا اور اسی سال لوگوں میں نکسیر کا مرض پھیل گیا حتیٰ کہ حضرت عثمانؓ بھی اسمیں مبتلا ہو گئے اور حج کا ارادہ بھی منسوخ کر دیا اور خوف مرض سے وصیتیں بھی کر دیں۔ اسی وجہ سے اس سال کا نام لوگوں نے سنۃ الرعاف (نکسیر کا سال) رکھدیا اسی سال ملک روم کا اکثر حصہ فتح ہو گیا اور حضرت عثمانؓ نے اسی سال مغیرہ کو کوفہ سے علیٰحدہ کر کے سعد بن ابی وقاص کو انکی جگہ بھیج دیا

۲۵ھ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سعد کو کوفہ سے علیٰحدہ کر کے ان کی جگہ ایک صحابی ولید ابن عقبہ بن ابی معیط کو جو آپ کے ماں کی طرف سے بھائی ہوتے تھے بھیجدیا یہ آپ پر پہلا الزام لوگوں نے قائم کیا کہ آپ اپنے رشتہ داروں کی پرورش کرتے ہیں کہتے ہیں کہ یہ ولید شرابی آدمی تھے ایک روز صبح کی نماز نشہ میں پڑھائی تو چار رکعت پڑھکر سلام پھیرا اور مقتدیوں سے کہنے لگے کہ کہو تو اور زیادہ پڑھادوں۔

۲۶ھ میں حضرت عثمان بن عفان نے کچھ مکانات خرید کر مسجد حرام کو وسیع بنایا اور اسی سال سابور فتح ہوا۔

۲۷ھ میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جہاز پر لشکر لیجا کر قبرص پر حملہ کیا اس لشکر میں عبادہ بن صامت مع اپنی بیوی ام حرام بنت ملحان انصاریہ کے شامل تھی آپکی بیوی گھوڑے سے گر کر انتقال کر گئیں جنکو وہیں دفن کر دیا اس لشکر کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشینگوئی کی تھی اور فرمایا تھا کہ اس میں عبادہ کی بیوی بھی ہونگی اور قبرص میں ہی ان کی قبر

بنے گی۔ اسی سال ارجان اور دارابجرد فتح ہوا اور اسی سال حضرت عثمان رضؓ نے عمرو بن عاص کو مصر سے علیحدہ کیا کرکے اُن کے بجائے عبداللہ ابن سعد بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور انھوں نے وہاں پہنچکر افریقہ پر حملہ کیا اور اس کو فتح کرکے تمام پہاڑی وغیر پہاڑی ملک کو اپنے قبضہ میں کیا یہاں مسلمانوں کو مال غنیمت اتنا ہاتھ لگا کہ ہر سپاہی کو ایک ہزار دینار اور بقول بعض تین ہزار دینار ہاتھ لگے اس کے بعد اسی سال اندلس فتح ہوا۔

لطیفہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہمیشہ التجا کرتے رہے کہ قبرص پر سمندر کے راستے سے فوج کشی کی جائے۔ زیادہ اصرار پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عمرو بن عاص سے دریافت کیا کہ تم سمندر اور اُسکی سواری کی مفصل کیفیت لکھو انھوں نے لکھا کہ میں نے اس سواری کو دیکھا وہ ایک بڑی مخلوق ہے اور اس پر چھوٹی مخلوق سوار ہوتی ہے اگر وہ سواری کھڑی ہو تو دل پھٹنے لگتے ہیں اور اگر چلتی ہو تو عقلیں بیچین ہوجاتی ہیں اسمیں عمدگی اور خوبیاں کم ہیں اور برائیاں زیادہ ہیں اسپر بیٹھنے والے ایسے ہیں جیسے لکڑی پر کیڑا کہ اگر ٹیڑھا ہوجائے تو غرق ہوجاتے اور اگر بچ جائے تو چمک اٹھے جسوقت آپ نے اس کی یہ تعریف پڑھی تو آپ نے حضرت معاویہؓ کو لکھدیا کہ واللہ میں ایسی سواری پر مسلمانوں کو کبھی سوار نہیں کرونگا۔ ابن جریر کہتے ہیں کہ آخر حضرت معاویہؓ نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں قبرص پر فوج کشی کی اور وہاں کے باشندوں نے جزیہ دینے پر صلح کرلی۔

سنہ ۲۵ھ میں اصطخر اور فسا اور ان کے علاوہ دیگر ممالک لڑائی سے فتح ہوتے اور اسی سنہ ۲۹ھ میں حضرت عثمان غنیؓ نے مسجد نبوی کو وسیع کیا اور اسمیں منقوش پتھر لگوائے اور ستون بھی پتھر ہی کے رکھے اور اس کی چھت میں سار کی لکڑی لگوائی اسکی لمبائی ایک سو ساٹھ گز اور چوڑائی ڈیڑھ سو گز کردی۔

سنہ ۳۰ھ میں جور اور اکثر شہر خراساں کے اور نیشاپور صلح سے فتح ہوتے اور بعض لڑائی سے ہی کہتے ہیں کہ طوس اور سرخس اور ایسے ہی مرو اور بیہق صلح سے فتح ہوئے جب یہ فتوحات ہوئیں اور مال ہر چہار طرف سے زیادہ آیا تو حضرت عثمانؓ کو خزانے بنوانے کی ضرورت ہوئی اور آپ نے دل کھولکر لوگوں کو روزینے تقسیم کئے حتیٰ کہ ایک ایک شخص کو ایک ایک لاکھ بدرے ملے جنمیں چار چار ہزار

اوقیہ تھے۔

سنہ ۳۴ھ میں (اسمیں سوائے خالی جگہ کے اصل کتاب میں کچھ نہیں۔ (مترجم)

سنہ ۳۵ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کردیتے گئے۔

زہری کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی نے بارہ سال خلافت کی شروع چھ سال میں لوگوں کو آپ سے کوئی شکایت نہیں ہوئی بلکہ قریش میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی زیادہ محبوب سمجھے گئے کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزاج میں ذرا سختی تھی۔ چھ برس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بہت ہی نرم ہو گئے اور اپنے اعزہ اور اقربا کو حاکم بنانا شروع کر دیا اور مروان حاکم افریقہ کو اُس ملک کا خمس (پانچواں حصہ جو بیت المال کا حق تھا) معاف کر دیا اور اپنے اقربا کو بیت المال سے مال دیدیا اور اسمیں آپ نے یہ تاویل کی کہ گو حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی یہ جائز تھا مگر اُنھوں نے نہیں کیا اور میں خداوند تعالیٰ کے حکم کے موافق صلہ رحمی کرتا ہوں اس سے لوگوں میں شورش پیدا ہوگئی (ابن سعد) ابن عساکر زہری سے دوسرے طریقے پر بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن مسیب سے پوچھا کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیوں شہید کر دیئے گئے اور لوگوں کی کیا حالت تھی اور آپکا کیا رویہ تھا اور صحابہ نے آپکا ساتھ کیوں نہ دیا اُنھوں نے جواب دیا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مظلوم شہید کئے گئے اور جس نے آپکو قتل کیا وہ ظالم تھا اور جنھوں نے آپکا ساتھ چھوڑ دیا وہ معذور تھے میں نے کہا یہ کس طرح ہو سکتا ہے آپ نے کہا کہ اصل قصہ یہ ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوتے تو بعض صحابہ کو ناگوار گذرا تھا کیونکہ آپ اپنے اعزہ اور اقربا کو بہت زیادہ عزیز رکھتے تھے۔ آپ کی مدت خلافت بارہ سال ہے شروع ہی سے بنی اُمیہ میں سے غیر صحابہ کو حاکم بناتے تھے تو وہ اکثر ایسے کام کرتے جن کو صحابہ بہت بُرا کہتے تھے مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اُن کو علیحدہ تو نہ کرتے بلکہ کچھ معذرت کر دیتے۔ چھ برس کے بعد اپنے چچا کی اولاد کو ترجیح دی اور اُنہی کو حاکم بنانا شروع کیا اور اُن کو اللہ سے ڈرنے کی ترغیب دی عبداللہ بن ابی سرح کو مصر کا حاکم بنا کر بھیجا وہاں اسکو دو ہی سال گذرے تھے کہ اہل مصر اس کی شکایت کرنے لگے اور اس سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حضرت عبداللہ بن مسعود اور ابو ذر اور عمار بن یاسر کی وجہ سے بنو ہذیل اور بنو زہرہ اور بنو غفار اور انکے احلاف بنو مخزوم کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بدظنی ہو چکی تھی اب اہل مصر نے ابن ابی سرح کی آکر شکایتیں کیں

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ڈانٹ ڈپٹ کا خط عبداللہ بن ابی سرح کو لکھا مگر اس نے
اس خط کی کچھ پرواہ نہ کی اور جن باتوں سے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ غنی نے منع کیا تھا انہیں کرنے لگا اور جو
اہل مصر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس شکایت لیکر آتے تھے انہیں قتل کرادیا یہ حالت دیکھکر سات سو
آدمی دار الخلافہ میں آئے اور مسجد میں نمازوں کے وقت صحابہ سے ان باتوں کی شکایتیں کیں طلحہ بن
عبیداللہ نے کھڑے ہوکر اس معاملہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سختی کیساتھ گفتگو کی۔ ادھر حضرت
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو خبر ہوئی آپ نے کہلا بھیجا کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے ایسے شخص کے متعلق جسپر قتل کا
الزام ہے علیحدگی کے متعلق کہتے ہیں مگر آپ کچھ پرواہ نہیں کرتے اور اسکے علیحدہ کرنیسے انکار کرتے ہیں
آپکو چاہیئے کہ آپ اس کو سزا دیں۔ تھوڑی دیر میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ تشریف لائے اور آپنے بھی
کہا کہ یہ لوگ ایک حاکم کی علیحدگی اور وہ بھی قتل کے عوض میں چاہتے ہیں آپ دوسرا آدمی کیوں مقرر
نہیں کردیتے اور اس معاملہ میں انصاف کیوں نہیں برتتے آپنے فرمایا کہ یہ لوگ اپنے سے
خود ہی تجویز کرلیں میں عبداللہ بن ابی سرح کو علیحدہ کرکے اسکا تقرر کردونگا۔ لوگوں نے محمد بن
ابوبکر کو منتخب کیا اور یہ کہا کہ آپ انہیں حاکم بنادیجیے۔ آپنے ان کی تقرری اور عبداللہ بن ابی
سرح کی علیحدگی کا حکم لکھدیا یہ فرمان لیکر محمد بن ابوبکر مصر کی طرف روانہ ہوئے آپ کیساتھ بہت سے
مہاجرین او انصار بھی تشریف لیگئے تا کہ اہل مصر اور عبداللہ بن ابی سرح کی کیفیت بچشم خود ملاحظہ
کریں یہ تمام قافلہ محمد بن ابوبکر کے ہمراہ تیسری ہی منزل میں تھا کہ انکو ایک حبشی غلام جو اپنی
سانڈنی کو اڑاتے ہوئے تیزی کیساتھ لئے جاتا تھا ملا اور اسکی چال اور ڈھنگ سے ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ یہ یا تو کسی کا قاصد ہے اور یا بھاگا ہوا ہے صحابہ کرام نے اسکو پکڑ لیا اور دریافت کیا کہ تو کون ہے
کیا مطلب ہے تجھے کسی کی تلاش ہے یا کسی سے بھاگا ہوا ہے اس نے کہا کہ میں امیرالمومنین کا غلام ہوں
اور حاکم مصر کے پاس جاتا ہوں یہ سنکر ایک شخص نے محمد بن ابوبکر کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ حاکم
مصر یہ ہیں۔ اس نے کہا میرے مکتوب الیہ یہ نہیں ہیں اور یہ کہہ کر چلدیا محمد بن ابوبکر نے
دو آدمی اس کے پکڑنے کو بھیجے جب وہ پکڑ کر لائے تو محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا تو کون ہے وہ
کچھ ایسا گھبرایا کہ کبھی اپنے آپ کو امیرالمومنین کا غلام کہتا تھا اور کبھی مروان کا غلام بتاتا تھا آخر
ایک شخص نے پہچان کر کہا کہ یہ امیرالمومنین کا غلام ہے محمد بن ابوبکر نے دریافت کیا کہ امیرالمومنین نے

تجھے کس کے پاس اور کس غرض سے بھیجا ہے اس نے کہا کہ حاکم مصر کے پاس ایک خط دیکر بھیجا ہے آپ نے پوچھا تیرے پاس خط ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ آخر اس کی تلاشی لی مگر کوئی خط نہ ملا۔ اسکے پاس ایک سوکھا مشکیزہ تھا جب اُسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ اس میں کوئی چیز ہلتی ہوئی معلوم ہوتی ہے اسے حرکت دی کہ وہ چیز نکل پڑے مگر جب نہ نکلی تو اُس کو چیر دیا اس میں سے ایک خط امیر المومنین کی طرف سے ابن ابی سرح کے نام کا نکلا۔ محمد بن ابو بکر نے تمام ہمراہیوں کو جمع کرکے اس کی مہر توڑی اور اسے کھولکر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا تھا کہ جس وقت تیرے پاس محمد اور فلاں فلاں اشخاص آویں تو تو کسی حیلہ سے انہیں قتل کر دینا اور جو تیری شکایتیں یہاں لیکر آئے تھے ان کو قید کر لینا اور تا حکم ثانی اپنے عہدہ پر قائم رہنا اسکو پڑھکر تمام آدمی دنگ رہگئے اور مدینہ شریف میں لوٹنے کا مصمم ارادہ کرکے اس خط پر مہریں لگادیں اور مدینہ شریف کو چلدیئے۔

یہ لوگ مدینہ شریف آئے اور انھوں نے یہاں آکر طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ علیؓ۔ سعدؓ اور دیگر صحابہ کو جمع کیا اور وہ خط ملاحظہ کراکر تمام قصہ بیان کیا اس پر سب کو سخت غصہ آیا اور ابن مسعود اور ابوذر اور عمار کے حالات یاد کرکے یہ غصہ اور بھی زیادہ ہو گیا۔ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپنے گھروں کی طرف چلے گئے۔ ہر شخص کو غصہ تھا آخر لوگوں نے آپکے گھر کا محاصرہ کر لیا ادہر محمد بن ابو بکر کی ہمدردی کو بنی تمیم کا قبیلہ آچڑھا جسوقت حضرت علیؓ نے یہ کیفیت دیکھی تو آپنے حضرت عثمانؓ کے پاس طلحہ۔ زبیر۔ سعد۔ عمار اور دیگر اصحاب بدر کو بھیجا اور آپ وہ خط اور غلام اور اونٹ لیکر تشریف لائے۔ آپنے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا یہ غلام آپ کا ہے آپنے فرمایا ہاں۔ حضرت علیؓ نے وہ اونٹنی سامنے کرکے کہا کہ یہ اونٹنی آپ کی ہے آپ نے فرمایا کہ میری ہے۔ حضرت علیؓ نے پوچھا یہ خط آپ ہی نے لکھا ہے آپنے فرمایا میں حلفیہ کہتا ہوں کہ یہ خط میں نے نہیں لکھا نہ میں نے کسی کو اسکے لکھنے کا حکم دیا نہ مجھے اس کے متعلق کچھ معلوم ہے حضرت علیؓ نے کہا کہ اس پر آپ ہی کی مہر ہے آپنے فرمایا کہ ہاں بیشک میری ہی ہے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ سخت تعجب ہے غلام آپ کا اونٹنی آپ کی خط پر مہر بھی آپ کی اور آپ کو کچھ معلوم نہیں۔ آپ نے پھر قسم کھائی کہ واللہ نہ میں نے اس خط کو لکھا نہ کسی سے لکھوایا نہ میں نے

اس غلام کو دیکر مصر کی طرف بھیجا۔ اس کے بعد لوگوں نے پہچانا کہ یہ مروان کا خط ہے اب حضرت عثمان پر اس معاملہ میں شک ہوا۔ مروان چونکہ آپ کے مکان میں تھا لوگوں نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کیجئے مگر آپ نے انکار کر دیا۔ اسپر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت غصہ آیا اور اسی غصہ کی حالت میں اُٹھکر چلے آئے اکثر نے تو یہ کہا کہ عثمانؓ غنی کبھی جھوٹی قسم نہیں کھا سکتے مگر بعض نے یہ کہا کہ اس شک سے حضرت عثمانؓ بری بھی نہیں ہو سکتے حتیٰ کہ آپ مروان کو ہمارے حوالے نہ کر دیں اور ہم اس سے تحقیق نہ کرلیں اور نہ یہ معلوم ہو جائے کہ اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنیکا کیوں حکم دیا گیا۔ اگر ہمیں حضرت عثمانؓ کے متعلق یہ تحقیق ہو جائے کہ انھوں نے ہی لکھا ہے تو ہم انھیں علیحدہ کر دیں اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ مروان نے حضرت عثمانؓ کیطرف سے لکھدیا تھا تو ہم مروان کو اس کی سزا دیں لیکن حضرت عثمانؓ کو مروان کے متعلق یہ شبہ ہو گیا کہ اسے قتل کر دیں گے۔ اس لئے آپ نے اس کے دینے سے انکار کر دیا اسپر لوگوں نے پوری طرح محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ پانی کا اندر جانا بھی بند کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اوپر سے جھانک کر فرمایا کیا تم میں علیؓ موجود ہیں لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا سعد موجود ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ وہ بھی نہیں ہیں آپ خموش ہو گئے تھوڑی دیر میں آپ نے پھر فرمایا کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے جو حضرت علیؓ سے جا کر کہدے کہ وہ ہم پیاسوں کو پانی پلادیں یہ خبر حضرت علیؓ کو پہونچی۔ آپنے تین مشکیزے فوراً پانی کے آپکے یہاں بھیجدیئے یہ پانی بھی آپ کو آتے مشکل سے پہونچا کہ بنو ہاشم اور بنو امیہ کے چند غلام زخمی ہو گئے۔ پھر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر ملی کہ اگر مروان سپرد نہ کیا گیا تو حضرت عثمانؓ قتل کر دیئے جائیں گے۔ یہ خبر سُنکر آپنے اپنے صاحبزادوں امام حسنؓ اور امام حسینؓ سے فرمایا کہ تم دونوں حضرت عثمانؓ کے دروازہ پر ننگی تلواریں لئے کھڑے رہو کوئی شخص اندر نہ داخل ہونے پائے حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہؓ اور چند صحابہ نے بھی اپنے اپنے لڑکوں کو آپکی حفاظت کے لئے بھیجدیا اور کہدیا کہ کوئی شخص اندر داخل ہو کر حضرت عثمان کے پاس نہ جا سکے یہ تمام برابر حفاظت کرتے رہے اور کسی کو اندر نہ گھسنے دیا۔

یہ دیکھکر محمد بن ابوبکر نے تیر چلانے شروع کر دیئے حضرت عثمانؓ پر تیر چلانا چاہتے تھے مگر

حضرت حسنؓ جو آپ کے دروازہ پر کھڑے تھے اُن کے جا لگا اور آپ کے خون بہنے لگا ایک تیر مروان تک جو حضرت عثمان کے گھر میں تھا پہونچا محمد بن طلحہ کے بھی آکر لگا قنبر حضرت علیؓ کا غلام کا سر زخمی ہو گیا محمد بن ابوبکر کو خوف پیدا ہوا کہ کہیں حسنؓ و حسینؓ کو خون آلودہ دیکھکر بنو ہاشم نہ بگڑ بیٹھیں اور ایک نیا فتنہ کھڑا ہو جائے یہ سوچکر دو آدمیوں کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے کہا کہ اگر بنو ہاشم آگئے اور انھوں نے امام حسنؓ کو زخمی دیکھ لیا تو وہ عثمانؓ کو بھول جاویں گے اور اُلٹے ہمارے ذمہ پڑ جاویں گے اور ہمارا تمام منصوبہ خاک میں ملجاوے گا اسلئے یہ ترکیب ہے کہ ہم تینوں چپکے سے دوسرے گھر میں کو حضرت عثمانؓ کے گھر میں کود پڑیں اور اُن کو قتل کر دیں کسی کو بھی خبر نہیں ہوئیگی یہ مشورہ کرکے محمد بن ابوبکر مع اپنے دونوں ساتھیوں کے ایک انصار کے مکان سے ہو کر حضرت عثمانؓ تک پہنچ گئے اور کسی کو بھی اسکی خبر نہ ہوئی کیونکہ آپ کے مکان میں جتنے اشخاص تھے وہ تمام کوٹھے پر بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت عثمانؓ مع اپنی حرم محترمہ کے نیچے کے مکان میں تھے۔ محمد بن ابوبکر نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اول مکان میں حضرت عثمانؓ کے پاس میں جاتا ہوں جب میں ان پر قبضہ کر لوں تو تم ایکدم حملہ کرکے قتل کر دینا چنانچہ محمد بن ابوبکر نے اندر جاکر آپ کی ڈاڑھی پکڑ لی آپ نے فرمایا اگر تیرا باپ تجھ کو ایسی حرکت کرتے دیکھتا تو کیا کہتا یہ سُنکر محمد بن ابوبکر کا ہاتھ ڈھیلا پڑ گیا۔ مگر اتنے میں وہ دونوں آدمی آگئے اور آپکی طرف جھپٹے اور قتل کرکے جس راستہ سے آئے تھے اُسی سے بھاگ گئے۔

آپ کی حرم محترمہ چیخنے چلانے لگیں مگر چونکہ شور و غوغا بہت ہو رہا تھا آپ کی آواز کسی نے نہیں سنی آخر آپ کوٹھے پر چڑھیں اور کہا کہ امیر المومنین شہید ہو گئے۔ لوگ دوڑے ہوئے آئے تو واقعی حضرت عثمانؓ ذبح کئے ہوئے پڑے تھے۔ یہ خبر حضرت علیؓ۔ طلحہؓ۔ زبیرؓ۔ سعدؓ اور اہل مدینہ کو پہونچی۔ اس خبر وحشت اثر کو سُنکر لوگوں کے ہوش اڑ گئے اور مدہوشانہ بھاگے دوڑتے یہاں پہونچے تو آپ کو فی الواقع مقتول پایا اور سب نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے صاحبزادوں سے پوچھا کہ جب تم دروازے پر موجود تھے تو پھر امیر المومنین کس طرح قتل ہو گئے یہ کہکر آپ نے ایک طمانچہ حضرت امام حسنؓ کے مارا اور ایک مکا امام حسینؓ کی چھاتی پر دیا اور محمد بن طلحہ اور عبد اللہ ابن زبیر کو بھی بہت بُرا بھلا کہا

اور غصہ میں بھرے ہوئے اپنے مکان پر تشریف لے آئے۔

اتنے میں لوگ دوڑے ہوئے آپ کے مکان پر آئے اور کہا کہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہیں آپ ہاتھ پھیلائیے کیونکہ کسی خلیفہ کا ہونا ضروری ہے۔ آپ نے فرمایا کہ خلیفہ کا انتخاب اہل بدر کر سکتے ہیں جس سے اہل بدر راضی ہیں وہ ہی خلیفہ ہے چنانچہ تمام اہل بدر آئے اور یہ کہا کہ ہم آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق کسی دوسرے کو نہیں دیکھتے آپ ہاتھ لائیے تاکہ ہم بیعت کریں چنانچہ انھوں نے بیعت کر لی۔

مروان اور اس کے بیٹے پہلے ہی بھاگ چکے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت عثمانؓ کی زوجہ محترمہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کس نے قتل کیا ہے انھوں نے کہا کہ یہ تو میں نہیں جانتی ہوں البتہ دو آدمی جنہیں میں نہیں پہچانتی اندر داخل ہوئے تھے جن کے ساتھ محمد بن ابوبکر بھی تھے اور محمد بن ابوبکر نے آپ کی ڈاڑھی بھی پکڑ لی تھی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فوراً محمد بن ابوبکر کو بلا کر دریافت کیا۔ محمد بن ابوبکر نے کہا کہ واقعی وہ سچ کہتی ہیں میں اندر گھس تھا اور قتل کا ارادہ بھی تھا مگر جب انھوں نے میرے باپ کا ذکر کیا تو میں فوراً پیچھے ہٹ گیا اور اس وقت میں بارگاہ خداوندی میں توبہ کرتا ہوں واللہ نہ میں نے ان کو قتل کیا نہ میں نے ان کو پکڑا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حرم محترم نے فرمایا کہ واقعی یہ سچ کہتا ہے لیکن ان دونوں کو اسی نے داخل کیا تھا۔

ابن عساکر کنانہ صفیہؓ کے غلام سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اہل مصر میں سے ایک شخص نے جس کی آنکھیں نیلی سرخ تھیں اور جس کا نام حمار تھا قتل کیا تھا۔

احمد نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھیرے گئے تو میں (مغیرہ بن شعبہ) حضرت عثمانؓ کے پاس پہونچا اور میں نے عرض کیا کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ پر یہ افتاد پڑی ہے میں آپ کو تین رائیں دیتا ہوں ان میں سے جسے آپ چاہیں قبول کر لیجئے اول تو یہ کہ آپ نکل کر لڑیئے خدا کے فضل سے آپ کے بھی حمایتی بہت ہیں اور آپ حق پر ہیں اور وہ باطل کی طرف ہیں یا آپ کسی دوسری طرف سے

بلکہ اپنی اونٹنی پر سوار ہو جائیے اور مکہ معظمہ پہونچ جائیے وہاں حرم کی وجہ سے یہ لوگ تعرض نہ کریں گے یا آپ ملک شام چلے جائیے وہاں حضرت معاویہؓ موجود ہیں وہ آپ کی مدد کرینگے آپ نے فرمایا کہ میں باہر نکل کر کبھی جنگ نہیں کر سکتا کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہو کر مسلمانوں کا خون بہاؤں۔ نہ میں مکہ معظمہ جا سکتا ہوں کیونکہ میں نے اپنے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ قریش میں کا کوئی آدمی حرم محترم میں فتنہ و فساد کرائیگا اسپر تمام دنیا کا آدھا عذاب ہوگا۔ اور میں اس وعید کا مورد کبھی نہیں بن سکتا باقی رہا شام میں چلا جانا سو مجھ سے یہ بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ مجھے کبھی گوارا نہیں ہو سکتا کہ میں اپنی ہجرت کی جگہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہمسائیگی کو ترک کر دوں۔ ابن عساکر ابو ثور الفہمی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جب کہ آپ محبوس تھے حاضر ہوا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے اپنے پروردگار کے پاس دس امانتیں محفوظ کر رکھی ہیں اوّل میں اسلام میں چوتھا مسلمان ہوں۔ دوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اپنی صاحبزادی کا نکاح کیا۔ سوم جسوقت انکا انتقال ہوگیا تو دوسری صاحبزادی سے نکاح کر دیا۔ چہارم میں نے کبھی نہیں گایا۔ پنجم میں نے کبھی بدی کی خواہش نہیں کی ششم جسوقت سے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی کبھی اپنا داہنا ہاتھ اپنی شرمگاہ کو نہیں لگایا۔ ہفتم میں نے ہر جمعہ کو جب سے مسلمان ہوا ہوں ایک غلام آزاد کیا اگر کبھی میرے پاس نہیں ہوا تو میں نے اس کی قضا ادا کی۔ ہشتم میں نے زمانہ جاہلیت یا اسلام میں کبھی زنا نہیں کیا نہم میں نے کبھی زمانہ جاہلیت یا اسلام میں چوری نہیں کی۔ دہم میں نے قرآن شریف کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہی حفظ کیا۔

آپ کی شہادت وسط ایام تشریق ۳۵ھ میں واقع ہوئی بعض کہتے ہیں کہ جمعہ کے دن اٹھارہ ذی الحجہ ۳۵ھ کو ہوئی اور شب شنبہ مغرب اور عشا کے درمیان حش کوکب واقع مقام بقیع میں مدفون ہوئے سب سے اوّل آپ ہی بقیع میں مدفون ہوئے بعض کے قول کے موافق آپ بروز چہارشنبہ اور بقول بعض دوشنبہ چوبیس ذی الحجہ شہید کئے گئے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون مترجم)

آپ کی عمر شریف کے متعلق بہت زیادہ اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ بیاسی سال کی عمر تھی اور بعض اکیاسی سال اور بعض چوراسی سال اور بعض چھیاسی سال اور بعض اسی سال اور بعض نواسی سال اور بعض نوے سال بیان کرتے ہیں۔

حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ آپ کے جنازہ کی نماز حضرت زبیرؓ نے پڑھائی اور آپ ہی نے ان کو دفن کیا کیونکہ حضرت عثمانؓ نے ان باتوں کی آپ کو وصیت فرمائی تھی۔

ابن عساکر اور ابن عدی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب تک زندہ رہے خدا کی تلوار میان میں رہی اور آپ کی شہادت کے بعد ایسی میان سے نکلی کہ قیامت تک کھلی ہی رہیگی (اس روایت میں عمر بن قائد اکیلا راوی ہے اور وہ قابل اعتبار نہیں)

ابن عساکر یزید بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر چڑھائی کی تھی ان میں سے اکثر دیوانے ہو گئے تھے۔

حذیفہؓ کہتے ہیں کہ سب سے پہلا فتنہ حضرت عثمانؓ کی شہادت ہے اور سب سے آخری فتنہ ظہور دجال ہوگا (واللہ باللہ جو شخص حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت پر ایک ذرہ برابر خوش ہوگا تو وہ اگر دجال کا زمانہ پاوے گا تو اس پر ضرور ایمان لے آئے گا اور اگر دجال کا زمانہ نہیں ملیگا تو اپنی قبر میں اس کا تابعدار ہوگا (ابن عساکر)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ نہ کیا جاتا تو آسمان سے پتھر برستے (ابن عساکر)

حضرت حسنؓ فرماتے ہیں کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید کئے گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں موجود نہیں تھے جب آپ کو اس واقعۂ ہائلہ کی خبر پہونچی تو آپ نے فرمایا الٰہی! نہ میں اس واقعہ پر راضی ہوا اور نہ میں نے کسی طرح کی مدد دی (ابن عساکر)

قیس بن عباد کہتے ہیں کہ جنگ جمل کے روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے میں نے سنا ہی آپ فرماتے تھے کہ الٰہی آپ خوب جانتے ہیں کہ میں حضرت عثمانؓ کے خون سے بالکل علیحدہ

ہوں بلکہ جس روز آپ شہید ہوئے تو میری عقل زائل ہو گئی تھی جب لوگ بیعت کے لئے میرے
پاس آئے تو میں نے اس کو برا سمجھا اور میں نے کہا کہ واللہ مجھے شرم آتی ہے کہ میں اس قوم سے
جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کیا بیعت لوں اور پھر ایسی صورت میں تو مجھے اللہ تعالیٰ سے اور زیادہ
شرم آتی ہے کہ میں بیعت لوں اور حضرت عثمان غنیؓ ابھی مدفون بھی نہیں کئے گئے ہوں یہ سنکر
لوگ واپس ہو گئے لیکن جب پھر آئے اور مجھ سے بیعت کا سوال کیا تو میں نے کہا الٰہی!
اس سے میں ڈرتا ہوں جو حضرت عثمانؓ پر بیتی ہے آخر میرا دل قابو میں ہوا اور میں نے بیعت
کر لی مگر جب انھوں نے مجھے یا امیر المومنین کہہ کر پکارا تو اس سے میرے دل پر ایک چوٹ سی لگی
اور میں نے حضرت عثمانؓ کے لئے دعا کی یا اللہ میری دعا قبول کر حضرت عثمانؓ سے خوش
ہو جا (حاکم)۔

ابن عساکر ابوخلدہ حنفی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو فرماتے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ بنو امیہ سمجھتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
کو میں نے قتل کرایا واللہ نہ میں نے قتل کرایا نہ میں نے مدد دی بلکہ میں نے لوگوں کو منع
کیا مگر کسی نے میری ایک نہ سنی۔

سمرہ کہتے ہیں کہ اسلام ایک بہت بڑے مضبوط قلعہ میں تھا مگر قاتلان عثمانؓ نے
اس میں رخنہ ڈالدیا جو قیامت تک کبھی بند نہ ہوگا اور اہل مدینہ میں خلافت تھی قاتلان
حضرت عثمانؓ نے ایسی نکالی کہ پھر قیامت تک مدینہ میں کبھی لوٹ کر نہیں آئیگی۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ فرشتوں نے جنگ میں حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد مدد
کرنی چھوڑ دی حضرت عثمانؓ کے قتل تک چاند دیکھنے میں کبھی اختلاف نہیں ہوا اور حضرت
حسینؓ کے قتل کے بعد آسمان پر شفق نظر آنے لگی (مگر یہ صحیح نہیں)

عبدالرزاق اپنی تصنیف میں حمید ابن ہلال سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ
بن سلام اس محاصرہ میں جو حضرت عثمانؓ پر کر رکھا تھا تشریف لائے اور فرمایا کہ حضرت
عثمانؓ کو کوئی قتل نہ کرے واللہ جو کوئی آپ کو قتل کرے گا وہ کوڑھی ہو کر مرے گا
خدا کی تلوار اب تک میان میں ہے واللہ اگر تم نے حضرت عثمانؓ کو قتل کر کے رخنہ

ڈالدیا تو پھر ایسی میان سے نکلے گی کہ قیامت تک کبھی میان میں نہ جاویگی یاد رکھو کہ ایک نبی کی عوض میں ستر ہزار اور ایک خلیفہ کے بدلے میں پینتیس ہزار جانیں لی جایا کرتی ہیں تب کہیں اس قوم میں پھر اتفاق پیدا ہوتا ہے۔

ابن عساکر عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی کے اندر دو خصلتیں ایسی تھیں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق میں نہیں تھیں۔ اوّل شہادت کیوقت تک صبر کرنا۔ دوسرے ایک قرآن شریف کی ایک قرات پر تمام مسلمانوں کو جمع کرنا۔

حاکم شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ کعب بن مالک نے جو مرثیہ حضرت عثمان رض کے متعلق لکھا تھا اس سے بہتر دوسرا مرثیہ سننے میں نہیں آیا چنانچہ اس کے بعض اشعار یہ ہیں (ترجمہ) آپ نے اپنے دونوں ہاتھ اور دروازہ بند کر لیا اور یقین کر لیا کہ خداوند تعالیٰ غافل نہیں ہیں انھوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ دشمنوں کے ساتھ لڑائی مت کرو جو شخص لڑائی نہ کریگا وہ خدا کی امن میں رہیگا پھر اے ناظرو تم نے دیکھا کہ آپس میں میل و محبت کے بعد خدا نے انپر عداوت اور بغض ڈالدیا حضرت عثمان رض کے بعد سے بھلائی ایسی نکل گئی جیسے لوگوں پر سے تیز آندھیاں۔

فصل

ابن سعد موسیٰ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے جمعہ کے روز حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا کہ آپ زرد کپڑے پہنے ہوئے منبر پر تشریف لائے آپ کا موذن اذان دیتا تھا اور آپ لوگوں سے ان کی خیر و عافیت اور نرخ وغیرہ دریافت کرتے رہتے تھے۔

عبداللہ رومی سے روایت ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ رات کو اٹھکر وضو کا سامان خود کر لیا کرتے تھے کسی نے آپ سے کہا اگر آپ کسی خادم کو جگا لیا کریں تو کیا حرج ہے آپ نے فرمایا کہ آخر ان کے لئے بھی تو رات آرام کے واسطے ہے۔

ابن عساکر عمر بن عثمان رض بن عفان سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا۔ اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَ فَسَوّٰی۔

ابونعیم دلائل میں ابن عمر رض سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ

عنہ خطبہ فرما رہے تھے کہ جہجاہ غفاری نے آپ کے دست مبارک سے آپ کی لاٹھی چھین کر اپنے گھٹنے پر رکھکر توڑ ڈالا۔ ایک سال بھی گذرنے نہیں پایا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسپر مرض آکلہ (گوشت پوست کو یہ مرض کھاجاتا ہے اور اس کو اُردو میں گوشت خوردہ کہتے ہیں مترجم) بھیجدیا۔

فصل

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اولیات میں

عسکری اوائل میں بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلے آپ ہی نے جاگیریں مقرر کیں آپ ہی نے جانوروں کے واسطے چراگاہیں چھوڑیں آپ ہی نے تکبیر میں آواز دھیمی کرائی۔ آپ ہی نے مسجد میں خوشبو لگوائی جمعہ میں پہلی اذان کا حکم دیا موذنوں کی تنخواہیں مقرر کیں۔ جب آپ بعد از بیعت خطبہ فرمانے لگے تو کانپنے لگے اور آپسے تقریر نہ ہو سکی مجبوراً آپ نے فرمایا لوگو! تم جانتے ہو کہ اول اول گھوڑے پر سوار ہونا بہت مشکل ہے اس دن کے بعد بہت سے دن آویں گے اگر میں زندہ رہا تو تمہیں ضرور خطبہ سناؤں گا۔ ہمارے خاندان میں کبھی کوئی خطیب نہیں ہوا میں جیسا کچھ ہوں خداوند تعالیٰ مجھ پر ظاہر کردیں گے (ابن سعد)

آپ ہی نے سب سے اول لوگوں کو خود زکوٰۃ نکالنے کا حکم فرمایا۔ اپنی والدہ کی حیات میں سب سے اول آپ ہی خلیفہ ہوئے۔ آپ ہی نے کوتوال پولس مقرر کیا۔ آپ ہی نے سب سے اول حضرت عمرؓ کی شہادت دیکھکر مسجد میں اپنے لئے محراب بنوایا۔

(اس اولیت کو عسکری نے بیان کیا ہے) سب سے پہلے آپ ہی کی خلافت کے زمانہ میں اختلاف ایسا ہوا اور بعض نے بعض کو غلطی پر سمجھا ورنہ پہلے اختلاف مسائل فقہ میں ہوتا تھا اور بعض بعض کو غلطی پر نہ سمجھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کے بعض اوائل اور بھی ہیں اول سب سے پہلے مع اہل وعیال کے راہ خدا میں آپ ہی نے ہجرت کی۔ تمام مسلمانوں کو قرآن شریف کی ایک ہی قرات پر جمع کیا۔ ابن عساکر حکیم بن عبادہ ابن حنیف سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ہی کے زمانہ میں سب سے پہلے مال ومتاع کی اتنی کثرت ہوئی کہ بے فکروں اور بیٹھ بھروں نے کبوتر بازی اور غلیل اندازی شروع کردی اور آپ کو ان کے روکنے میں

ایک آدمی بنی لیث کے قبیلہ کا اپنی خلافت کے ۳۵ھ میں مقرر کرنا پڑا جس نے کبوتروں کو ذبح کیا اور غلیلوں کو توڑ ڈالا۔

فصل

حضرت عثمانؓ بن عفان کے زمانۂ خلافت میں حسب ذیل مشہور اشخاص نے انتقال کیا سراقہ بن مالک بن جعشم۔ جبار بن صخر۔ حاطب بن ابی بلتعہ۔ عیاض بن زہیر۔ ابو اسید الساعدی اوس بن صامت۔ حرث بن نوفل۔ عبداللہ بن حذافہ۔ زید بن خارجہ جنہوں نے موت کے بعد بھی کلام کیا۔ لبید شاعر۔ مسیب والد سعید۔ معاذ بن عمرو بن جموح۔ معبد بن عباس۔ معیقب بن ابی فاطمہ الدوسی۔ ابو لبابہ بن عبدالمنذر۔ نعیم بن مسعود اشجعی۔ اور بہت سے صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے خطبہ شاعر۔ ابوذریب شاعر ہذلی۔

حضرت علی بن ابوطالب کرم اللہ وجہہ

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئی بن غالب بن فہر بن مالک بن نظر بن کنانہ۔

(مصنف نے ساتھ ہی ان لقبوں کے ان کے نام بھی بتلائے ہیں چونکہ وہ طرز تحریر میں اُردو کے متعذر ہے اس لئے ہم ان کو علیحدہ فائدہ کی صورت میں بیان کرتے ہیں مترجم)

ابوطالب کا نام دراصل عبد مناف تھا اور عبدالمطلب کا نام شیبہ تھا اسی طرح ہاشم کا نام عمرو اور عبد مناف کا نام مغیرہ اور قصی کا نام زید تھا باقی بدستور مسطور۔

آپ کی کنیت ابوالحسن تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی کُنیت ابوتراب فرمائی تھی۔ آپکی والدہ ماجدہ کا نام فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھا۔ آپ پہلی ہاشمیہ ہیں جو اسلام لائیں اور ہجرت فرمائی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں اور اسلامی بھائی چارہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد فاطمہ زہراؓ کے خاوند اور سب سے پہلے نیک لوگوں میں سے تھے۔ آپ عالم ربانی اور مشہور بہادر اور بے بدل زاہد اور معروف

خطیب تھے آپ اُن لوگوں میں تھے جنہوں نے قرآن شریف جمع اور حفظ کر کے رسالت پناہی میں پیش کیا تھا پھر ابو الاسود دوئلی ابو عبد الرحمٰن سلمی اور عبد الرحمٰن بن ابو لیلیٰ نے آپ ہی سے قرآن مجید سیکھا۔ آپ بنی ہاشم میں سب سے پہلے خلیفہ ہیں۔ آپ اسلام میں قدیم ہیں بلکہ ابن عباس اور انس اور زید بن ارقم اور سلمان فارسی اور بہت سے صحابہ اس پر متفق ہیں کہ اول آپ ہی اسلام لائے اور بعض نے اسپر اجماع بھی لکھا ہے۔

ابو یعلیٰ خود حضرت علیؓ سے ہی روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دوشنبہ کے روز نبی ہوئے اور میں منگل کے دن مسلمان ہوا جسوقت آپ اسلام لائے آپکی عمر شریف دس سال کی تھی بلکہ بعض تو بعض آٹھ اور بعض اس سے بھی کم بتلاتے ہیں حسن بن زید بن حسن کہتے ہیں کہ آپ نے کبھی چھوٹی عمر میں بھی بت پرستی نہیں کی (ابن سعد)

جسوقت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کا ارادہ کیا تو آپکو حکم دیا کہ تم ہمارے بعد چند دنوں تک مکہ معظمہ میں اور قیام کرنا تاکہ جو امانتیں اور جو وصیتیں اور وصیتیں ہمارے پاس رکھی ہیں وہ پہونچا دو چنانچہ آپ نے ایسا ہی کیا۔

آپ تمام غزودں میں سوائے غزوہ تبوک کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شریک ہوئے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں آپکو اپنا خلیفہ بنا کر مدینہ شریف میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ تمام لڑائیوں میں آپ کے بہادرانہ کارنامے اور آثار مشہور ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت دفعہ لڑائیوں میں آپ کو جھنڈا اعطا فرمایا اور سپہ سالار بنایا ہے۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ جنگ اُحد میں آپکے سولہ زخم آئے تھے۔ بخاری اور مسلم نے ثابت کیا ہے کہ جنگ خیبر میں آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا اعطا کیا تھا اور پیشینگوئی کی تھی کہ خیبر آپ ہی کے ہاتھ سے فتح ہوگا۔ آپ کی بہادری کے کارنامے اور قوت بازو کی مثالیں مشہور و معروف ہیں۔ آپ خوب موٹے تھے۔ خود کی وجہ سے سر کے بال اُڑی ہوئی تھے میانہ قد مائل بہ پست قدی۔ پیٹ کسی قدر بھاری۔ بہت لمبی سفید ڈاڑھی۔ مونڈھوں کے درمیان بھری ہوئی پیٹھ سے نیچے بھاری رنگ زیادہ گندم گونی تھا۔ تمام جسم پر بہت بال اگے ہوئے تھے۔

جابر بن عبداللہ کہتے ہیں کہ جنگ خیبر میں آپ نے اپنی پیٹھ پر قلعۂ خیبر کا دروازہ اٹھا لیا اور مسلمان اس پر سوار ہوکر اندر داخل ہوگئے اور خیبر کو فتح کر لیا اور آپ نے پھر اسکو پھینکدیا جب اسکو گھسیٹ کر دوسری جگہ ڈالنے لگے تو چالیس آدمیوں نے کھینچا (ابن عساکر)

ابن اسحٰق نے مغازی میں اور ابن عساکر نے ابو رافع سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جنگ خیبر میں قلعہ خیبر کا دروازہ اٹھا کر بہت دیر تک ہاتھ میں رکھا اور اس سے ڈھال کا کام لیا اور جس وقت قلعہ فتح ہوگیا تو اسے پھینکدیا لڑائی کے بعد ہم آٹھ آدمیوں نے ملکر اُسے پلٹنا چاہا مگر ہم سے نہیں ہلا۔

بخاری نے ادب میں سہل بن سعد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کو اپنا نام ابو تراب بہت پسند تھا اور جب آپ کو کوئی اس نام سے آواز دیتا تھا تو آپ بہت خوش ہوتے تھے اور کیوں خوش نہ ہوتے جبکہ آقائے دوجہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکو یہ لقب عنایت فرمایا تھا کیونکہ ایک دن آپ حضرت فاطمۂ زہرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ناراض ہوکر مسجد میں آکر لیٹ گئے تھے آپکے بدن پر کچھ مٹی لگ گئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفس نفیس مسجد میں تشریف لائے اور آپ کے بدن پر جو مٹی لگ گئی تھی آپ اُسے جھاڑتے ہوئے فرمانے لگے۔ ابو تراب (مٹی کے باپ) اُٹھو۔

آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پانچ سو چھیاسی احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے آپکے تینوں صاحبزادوں حسنؓ حسینؓ محمد ابن حنفیہؓ اور ابن مسعود۔ ابن عمر ابن عباس ابن زبیر۔ ابو موسیٰ ابو سعید۔ زید بن ارقم۔ جابر بن عبداللہ۔ ابو امامہ۔ ابو ہریرہ اور دیگر صحابہ اور تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے روایت کی ہے۔

فصل

وہ احادیث جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت میں وارد ہیں

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں کہ جتنی احادیث سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی فضیلت ثابت ہوتی ہے کسی دوسرے صحابی کی نہیں ہوتی (حاکم)

بخاری اور مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ تبوک میں آپ کو مدینہ میں رہنے کا حکم دیا تو آپ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے یہاں عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جاتے ہیں آپ نے فرمایا کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اس طرح چھوڑے جاتا ہوں جیسے موسیٰ علیہ السلام حضرت ہارون علیہ السلام کو چھوڑ کر گئے تھے فرق صرف اتنا ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے (احمد بزار وغیرہ نے اس کو متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے)

بخاری اور مسلم نے سہل بن سعد سے روایت کی ہو کہ جنگ خیبر میں (جبکہ کئی دن تک فتح نہ ہو سکی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح کو میں ایسے شخص کو جھنڈا دونگا کہ جس کے ہاتھ سے خداوند تعالیٰ وسس قلعہ کو فتح کرائیں گے اور وہ خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہو اور خداوند تعالیٰ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ رات کو جسوقت صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سوئے تھے تو غور و خوض کرتے تھے کہ دیکھئے کس کو عنایت ہو جب صبح ہوئی تو ہر شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہر ایک کے دل میں خواہش تھی کہ شاید مجھے یہ فخر حاصل ہو الحاصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علیؓ کہاں ہیں لوگوں نے عرض کیا کہ ان کی آنکھیں دکھتی ہیں اس غرض سے تشریف نہیں لائے آپ نے فرمایا کہ انھیں فوراً بلا لو۔ جسوقت آپ تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپکی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگا دیا جس سے فوراً آنکھیں اچھی ہو گئیں اور پھر کبھی دکھنے نہیں آئیں اسکے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جھنڈا آپ ہی کو عطا فرمایا ہم غور و خوض اور باتیں ہی کرتے رہ گئے اس حدیث کو طبرانی نے متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے۔

صحیح مسلم میں سعد بن ابی وقاص سے مروی ہو کہ جسوقت یہ آیت نازل ہوئی نَدْعُ اَبْنَاءَنَا وَاَبْنَاءَكُمْ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہ زہرہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کو بلا کر دعا کی۔ الٰہی یہ میرے گھر کے لوگ ہیں۔

ترمذی نے ابو سریحہ اور زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کا میں محبوب ہوں اس کے علی بھی محبوب ہیں (اسکو احمد نے بھی چند راویوں سے

اور طبرانی نے بھی متعدد صحابہ سے روایت کیا ہے) بعض راوی اتنا اور زیادہ کرتے ہیں کہ الٰہی جو علی سے محبت رکھے اس سے آپ بھی محبت رکھیے اور جو علیؓ سے بغض رکھے اس سے آپ بھی بغض رکھیے۔

احمد نے ابو الطفیل سے روایت کیا ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدان رحبہ میں لوگوں کو جمع کر کے فرمایا کہ میں تمہیں قسم دیکر پوچھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غدیر خم میں میری نسبت کیا فرمایا تھا تیس آدمی ان میں سے کھڑے ہوئے اور انھوں نے گواہی دی کہ ہمارے سامنے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس کا میں محبوب ہوں اُسکے علی بھی محبوب ہیں۔ الٰہی جو علیؓ سے محبت رکھے آپ ان سے محبت رکھیے اور جو علیؓ سے دشمنی رکھے آپ اُس سے دشمنی رکھیے۔

ترمذی اور حاکم نے بریدہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے چار آدمیوں سے محبت رکھنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بھی خبر دی گئی ہے کہ خداوند تعالیٰ بھی انسے محبت رکھتے ہیں لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں انکا نام بتلا دیجئے آپ نے فرمایا ان میں سے ایک علی ہیں اور تین آدمی ابو ذر مقداد اور سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہم ہیں۔

ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ نے حبشی بن جنادہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مجھ سے ہیں اور میں علیؓ سے ہوں۔

ترمذی نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کے آپس میں مواخات یعنی بھائی چارہ کرایا تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے تشریف لائے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے تمام صحابہؓ کے درمیان مواخات کرائی مگر میں یوں ہی رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

صحیح مسلم میں حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ مجھے اس ذات کی قسم جسنے دانہ اگایا اور جان پیدا کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھسے عہد کیا ہے کہ مومن تجھ سے (علیؓ) محبت رکھیگا اور منافق بغض رکھیگا ترمذی نے ابو سعید سے روایت کی ہے کہ ہم منافق کو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بغض سے پہچان لیتے تھے

ترمذی اور حاکم نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کے دروازہ ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے ابن جوزی اور نووی وغیرہ نے جو اس کو موضوع کہا ہے غلط ہے ہم اس کی تحقیقات تعقیبات علی الموضوعات میں کر چکے ہیں۔
حاکم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یمن کی طرف بھیجنا چاہا تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے یمن بھیجتے ہیں اور میں ایک جوان آدمی ہوں ناتجربہ کار معاملات طے کرنے نہیں جانتا آپ نے یہ سُنکر میرے سینہ پر ایک ہاتھ مارا اور فرمایا۔ الٰہی! اس کے دل کو روشن فرما دیجئے اور اسکی زبان کو استقلال مرحمت کیجئے واللہ اس روز سے مجھے معاملات طے کرنے میں کبھی شک نہیں ہوا۔
ابن سعد نے حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ آپ سے لوگوں نے کہا اس کی کیا وجہ کہ آپ زیادہ احادیث روایت کرتے ہیں میں نے (علی نے) کہا کہ جب کبھی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرتا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے خوب سمجھایا کرتے تھے اور جب میں چپکا رہتا تھا تو خود بتلایا کرتے تھے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ حضرت علیؓ ہم میں سب سے بہتر فیصلہ کنندہ ہیں۔
حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم آپس میں باتیں کیا کرتے تھے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینہ شریف میں ہم سب سے زیادہ معاملہ فہم ہیں۔ ابن سعد حضرت ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب کوئی مسئلہ معتبر ذریعہ سے پہونچے تو اس کے بعد پوچھنے کی ضرورت نہیں۔
سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدا سے پناہ مانگا کرتے تھے کہ کہیں ایسا معاملہ درپیش نہ ہو جس کا فیصلہ حضرت علی بھی نہ کر سکیں۔ سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں سوائے حضرت علیؓ کے کوئی ایسا نہ تھا جو یہ کہہ سکے کہ جو کچھ پوچھنا ہو مجھ سے پوچھ لے۔
ابن عساکر حضرت عبد اللہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ مدینہ بھر میں حضرت علیؓ سے

زیادہ فرائض جاننے والا اور معاملہ فہم کوئی شخص نہیں تھا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضرت علیؓ سے زیادہ کوئی شخص سنت کا جاننے والا نہیں ہے مسروق کہتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم عمرؓ علی ابن مسعود۔ عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ختم ہو گیا۔

عبداللہ بن عیاش بن ابو ربیعہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ کے اندر علم کی پوری پختگی اور مضبوطی تھی اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرابت تقدم اسلام اور دامادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فقہ حدیث اور جرأت جنگ اور سخاوت مال کی وجہ سے افضل ہیں۔

طبرانی اوسط میں بسند ضعیف جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام لوگ مختلف درختوں کی شاخیں ہیں اور میں اور علیؓ ایک ہی درخت سے ہیں طبرانی اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جس جگہ قرآن شریف میں یاایھا الذین امنوا ہے وہاں سمجھنا چاہیئے کہ حضرت علیؓ ان کے امیر شریف ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے چند جگہ قرآن شریف میں صحابہ پر غصہ فرمایا ہے مگر حضرت علیؓ کا ہر جگہ خیر کیساتھ ذکر ہے۔ ابن عساکر حضرت ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ قرآن شریف میں جو کچھ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان میں نازل ہوا ہے کسی کی شان میں نہیں ہوا۔

ابن عساکر نے ابن عباسؓ سے ہی روایت کیا ہے کہ آپ کی شان میں تین سو آیات نازل ہوئی ہیں۔ بزار نے سعد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس مسجد میں سوائے تمہارے اور میرے کسی کیلئے جنبی ہونا حلال نہیں ہے طبرانی میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں ہوتے تھے تو سوائے حضرت علیؓ کے کسی کی مجال نہ تھی کہ آپ سے گفتگو کرے۔

طبرانی نے حضرت ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حضرت علیؓ کی طرف دیکھنا عبادت ہے اس کے اسناد حسن ہیں۔

طبرانی نے اوسط میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اندر اٹھارہ صفات ایسی ہیں جو کسی دوسرے صحابی میں نہیں ہیں۔

ابو یعلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تین خصلتیں ایسی ملی ہیں کہ اگر مجھے ان میں سے ایک بھی ملجاتی تو میرے نزدیک تمام دنیا سے بھی زیادہ محبوب ہوتی۔ لوگوں نے سوال کیا کہ حضرت وہ کیا خصائل ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اپنی بیٹی فاطمہ رضہ کا نکاح کیا۔ دوم آپ نے ان دونوں کو مسجد میں رکھا اور جو کچھ وہاں ان کو حلال ہو مجھے نہیں۔ تیسرے جنگ خیبر میں جھنڈا عطا کیا۔

احمد اور ابو یعلی حضرت علیؓ سے روایت کرتے ہیں کہ نہ میری آنکھ دکھنے آئیں نہ کبھی سر میں درد ہوا جس وقت سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ خیبر میں میرے لعاب دہن لگایا اور جھنڈا عطا فرمایا تھا۔

ابو یعلی اور بزار سعد ابن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسنے علیؓ کو اذیت دی گویا مجھے اذیت دی۔

طبرانی نے بسند صحیح ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جسنے علیؓ کو محبوب رکھا مجھے محبوب رکھا اور جس نے مجھے محبوب رکھا اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھا اور جس نے علیؓ سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی اور جس نے مجھ سے دشمنی رکھی اللہ تعالیٰ سے دشمنی رکھی۔ احمد ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ جسنے علیؑ کو بُرا کہا مجھے بُرا کہا۔ احمد اور حاکم بسند صحیح ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ تم قرآن کی حفاظت پر اس طرح جھگڑتے رہو گے جیسے میں خدا کی طرف سے قرآن آنا سے جلنے پر جھگڑتا ہوں۔

بزار ابو یعلی۔ حاکم۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بلا کر ارشاد فرمایا کہ تیری حضرت عیسٰی علیہ السلام کی سی مثال ہے کہ یہود نے ان سے یہاں تک بغض کیا کہ ان کی ماں تک کو بہتان لگا دیا اور نصاریٰ نے ان سے اتنی محبت کی کہ جتنی عزت کے وہ لائق نہ تھے وہاں تک پہونچا دیا یاد رکھو انسان کو دو چیزیں ہلاک کر دیتی ہیں ایک تو اتنی محبت کہ محبوب میں وہ باتیں سمجھنے لگے جو اس میں نہ ہوں۔ دوسرے اسد رجہ

کا بغض کو بُرا کہتے کہتے تہمت تک لگا دے۔

طبرانی نے اوسط اور صغیر میں ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا ہے کہ علیؓ قرآن کے ساتھ ہیں اور قرآن علیؓ کے ساتھ ہے اور یہ دونوں مجھ سے جدا ہونے کے بعد حوض کوثر پر آملیں گے۔

احمد اور حاکم نے بسند صحیح عمار بن یاسر سے روایت کی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا کہ دو آدمی سب سے زیادہ بدبخت ہیں ایک تو احیمر (احمر) ثمود جس نے حضرت صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں دوسرے وہ شخص جو تیرے سر پر تلوار مارے گا اور ڈاڑھی خون میں تر بتر ہوجائیگی۔

حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ چند لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی کی کچھ شکایت کی آپ نے فوراً خطبہ فرمایا اور کہا کہ علیؓ کی شکایت ہرگز نہ کرنا وہ خدا کے معاملات اور اس کے راستے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

فصل

ابن سعد فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے دوسرے روز تمام صحابہ نے بخوشی سوائے حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ کے مدینہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیعت کی ان دونوں نے صرف ظاہراً با دل ناخواستہ بیعت تو کرلی مگر فوراً ہی مکہ شریف کو روانہ ہوگئے وہاں سے حضرت عائشہ صدیقہ کو جبراً اپنے ساتھ لیکر بصرہ پہونچے اور وہاں پہنچکر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا مطالبہ کیا جسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہونچی تو آپ بھی عراق سے تشریف لیگئے۔ یہاں جنگ جمل واقع ہوئی جس میں حضرت طلحہؓ اور زبیرؓ شہید ہوگئے اور طرفین کے تیرہ ہزار آدمی کام آئے یہ واقعہ جمادی الآخر ۳۶ھ میں واقع ہوا بصرہ میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پندرہ روز قیام کیا اور پھر کوفہ تشریف لیگئے کوفہ میں آپ پر حضرت معاویہؓ نے حملہ کردیا جسوقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ خبر پہونچی تو آپ بھی اُس طرف کو بڑھے اور طرفین میں صفر ۳۷ھ میں خوب معرکہ آرائی ہوئی اور کئی روز تک

برابر جنگ ہوتی رہی آخر حضرت عمرو بن عاص کے مکر و فریب سے اہل شام نے قرآن شریف بلند کر کے اعلان کیا کہ اس کے موافق فیصلہ کر لو لوگوں نے اس صورت میں لڑائی کو بُرا سمجھا اور صلح کے لیے اپنی اپنی طرف سے دونوں نے حکم مقرر کر دیئے حضرت معاویہؓ کی طرف سے حضرت عمرو بن عاص اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ابو موسےٰ اشعریؓ حکم مقرر ہوئے انھوں نے ایک عہد نامہ لکھا کہ آئندہ سال مقام ازرح میں آکر اصلاح امت کے متعلق گفتگو کی جائے اس کے بعد لوگ اپنے اپنے گھروں کو حضرت معاویہؓ شام کو اور حضرت علیؓ کوفہ کو واپس چلے گئے۔ کوفہ آکر آپ کے ساتھ سے خارجی لوگ علیحدہ ہو گئے اور اُنھوں نے خلافت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انکار کر کے لَا حُکْمَ اِلَّا لِلّٰہ (سوائے حکم خدا کے کسی کا حکم نہیں) کا نعرہ بلند کیا اور بحرورا مقام میں ایک جمعیت قائم کر کے معرکآرا ہونیکا ارادہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن عباس کو ان کے سمجھانے کیلئے روانہ کیا اس کے بعد کچھ لوگ تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر میں ہی آملے اور کچھ اپنے قول پر جمے رہے اور نہروان کی طرف بھاگ گئے وہاں پہونچکر مسافروں کو لوٹنا اور مارنا شروع کر دیا آخر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انھیں جاکر وہیں قتل کر ڈالا اور انھیں میں ذالثدیہ بھی مارا گیا یہ تمام وقوعہ ۳۸ھ میں واقع ہوا۔

شعبان ۳۸ھ میں بموجب قرار داد سال گذشتہ سعد بن ابی وقاص اور ابن عمر اور دیگر صحابہ ازرح میں جمع ہوئے اور حضرت عمرو بن عاص ابو موسیٰ اشعری پر اپنی طرز گفتگو اور چرب زبانی سے حاوی ہو گئے اور اُنھیں کو پہلے کھڑا کر دیا تو حضرت ابو موسیٰ اشعری نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معزول کر دیا اور حضرت عمرو بن عاص نے حضرت معاویہؓ کا اقرار کر کے ان کی خلافت پر بیعت کر لی چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف فیصلہ لیکر لوگ گئے اس پر آپکو بڑا سخت غصہ آیا اور فرمایا میرے خلاف معاویہ کی اطاعت کی جائیگی؟

ادھر تین آدمی خوارج کے یعنی عبد الرحمٰن بن ملجم المرادی اور برک بن عبد اللہ تمیمی اور عمر بن بکیر تمیمی نے مکہ شریف میں جمع ہو کر آپس میں یہ معاہدہ کیا کہ ان تینوں آدمیوں یعنی حضرت علی بن ابی طالب اور معاویہ بن ابی سفیان اور عمرو بن عاص کو قتل کر کے قصہ ہی پاک کر دینا چاہیئے

تاکہ مسلمانوں کو ان تمام فضول اور جھگڑوں سے چھٹکارا ہو۔ چنانچہ ابن ملجم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور برک نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور عمر بن بکیر نے عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق عہد کیا کہ ہم ان کو ایک ہی رات میں ۱۱- یا ۱۷ رمضان المبارک میں شہید کردیں گے۔ یہ معاہدہ کرکے تینوں بدبخت اپنے اپنے شہروں کی طرف روانہ ہوئے جہاں اُن کے مقتولین موجود تھے۔ سب سے پہلے اپنی منزل یعنی کوفہ میں ابن ملجم پہونچا اور اس نے وہاں پہونچکر اپنے دیگر خوارج سے اپنا ارادہ ظاہر کرکے یہ کہا کہ میں نے ۱۷ رمضان سنہ ۴۰ھ کی رات کو حضرت علیؓ کے شہید کرنیکا مصمم ارادہ کرلیا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ حسب معمول صباح کو اُٹھے اور آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسن سے فرمایا کہ میں نے آج جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا ہے میں نے آپ سے شکایت کی کہ یا رسول اللہ آپ کی امت سے مجھے سخت تکلیف پہونچی ہے اور مجھ سے آپ کی اُمت نے سخت جھگڑا کیا ہے آپ نے جواب میں فرمایا تم اللہ سے اُن کیلئے بددعا کرو میں نے جناب باری میں دعا کی الٰہی! مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں بدل دو اور انھیں اس سے سابقہ ڈالو جو مجھ سے بدتر ہو آپ یہ فرما ہی رہے تھے کہ ابن نباح موذن نے آکر کہا الصلوٰۃ (یعنی نماز کو چلئے) آپ گھر سے لوگوں کو نماز کے لئے آواز دیتے ہوئے چلے راستہ میں ابن ملجم ملا اور اُس نے آپ کے اس زور سے تلوار ماری کہ آپ کا چہرۂ مبارک کنپٹی تک کٹتا ہوا چلا گیا اور دماغ پر جاکر تلوار رُکی اس بدبخت قاتل پر چاروں طرف سے لوگ دوڑے اور آخر گرفتار کرلیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ اسی زخم کی حالت میں جمعہ اور ہفتہ کے روز زندہ رہے اور شب یکشنبہ کو انتقال فرما گئے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسنؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور کوفہ کے دارالامارت میں رات کے وقت آپ کو سپرد خاک کردیا۔

انا للہ وانا الیہ راجعون۔ (مترجم)

اس سے فارغ ہوکر ابن ملجم کے ہاتھ پیر کاٹ کر ایک بلڑے میں ڈالدیا اور اُس میں آگ دیدی جس سے وہ وہیں جلگیا۔

ہم نے یہ تمام واقعات ابن سعد سے جو اسنے اپنی تلخیص میں لکھے ہیں مختصر نقل کردیئے

ہیں نہ اس سے زیادہ کی اس مختصر کتاب میں گنجائش تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چونکہ ارشاد فرمایا ہو کہ جب آپکے اصحاب کا ذکر کیا جائے تو خاموش ہوجاؤ اسلئے مجال دم زدنی نہیں ہو نیز فرمایا میرے اصحاب کو قتل کرنا جہنم میں لیجانیکو کافی ہے مستدرک میں سندی سے مروی ہو کہ عبدالرحمن بن ملجم خوارج کی ایک عورت پر جس کا نام قطام تھا عاشق ہو گیا تھا جب اس عورت نے اس سے نکاح کیا تو مہر میں تین ہزار درہم اور حضرت علیؓ کا قتل معین کیا تھا اسی واقعہ کو فرزدق شاعر نے نظم کیا ہے (ترجمہ اشعار) ایسا مہر کسی جوانمردی نے نہ سنا ہوگا جیسا کہ مہر قطام کا مجمل تھا یعنی تین ہزار درہم اور ایک غلام ولونڈی گانے والی اور حضرت علیؓ کا قتل شمشیر براں سے۔ حضرت علیؓ کی شہادت سے کوئی مہر گراں قدر نہیں ہوسکتا اور نہ ابن ملجم کے قتل سے بڑھکر قتل ہوسکتا ہے۔

ابوبکر بن عیاش کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی قبر شریف کو دارالامارت میں اس لئے پوشیدہ کر دیا گیا ہے کہ کہیں خارجی اسکی توہین نہ کریں شریک کہتے ہیں کہ آپکے صاحبزادے امام حسنؓ نے آپکے جسد مبارک کو دارالامارۃ سے منتقل کرکے مدینہ شریف پہونچا دیا چنانچہ مبرد محمد بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ اول وہ شخص جو ایک قبر سے دوسری میں منتقل ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ ابن عساکر سعید بن عبدالعزیز سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہوئے تو آپکے جسد مبارک کو مدینہ شریف میں لیجانے لگے تاکہ وہاں حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کریں مگر راستہ میں رات کو وہ اونٹ جس پر نعش مبارک رکھی ہوئی تھی کہیں بھاگ گیا اور اس کا کہیں پتہ نہ چلا اسی واسطے اہل عراق کا قول ہے کہ آپ بادلوں میں تشریف فرما ہیں بعض یہ بھی کہتے ہیں کہ تلاش کرنے پر وہ اونٹ طے کے کسی شہر میں ملا اور آپ کو وہیں دفن کر دیا آپ کی عمر شریف میں اختلاف ہے کوئی تریسٹھ برس کوئی چونسٹھ برس کوئی پینسٹھ برس اور کوئی ستاون اور کوئی اٹھاون برس کی بتلاتا ہے آپکی اُنیس کنیزیں تھیں۔

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی خبریں و فیصلے اور کلمات طیبات

سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کی ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ اُس خدا کا شکر ہے جسنے ہمارے دشمنوں کو ہم سے مسئلہ دریافت کرنے کی توفیق بخشی معاویہؓ نے ہم سے دریافت

کرکے بھیجا ہے کہ خنثیٰ مشکل کے میراث میں کیا حکم ہے میں نے لکھ بھیجا ہے کہ اس کی پیشاب گاہ کی صورت سے میراث کا حکم جاری ہوگا یعنی اگر اس کی پیشاب گاہ مردوں کے مشابہ ہو تو اسکا حکم مردوں جیسا ہو ورنہ عورت جیسا، ہشیم نے شعبی سے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ابن عساکر نے حضرت حسنؓ سے روایت کی ہے کہ جس وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بصرہ تشریف لائے تو ابن الکوا اور قیس بن عباد نے کھڑے ہو کر آپ سے کہا کہ کیا آپ ہمیں بتلا دیں گے کہ آپ کا یہ سفر جس میں آپ امت محمدیہ کے حاکم ہو کر لوگوں کو قتل کرنے کے لئے تشریف لائے ہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو حکم فرمایا تھا کہ میرے بعد تم خلیفہ ہو گے کیونکہ آپ سے زیادہ اور کون اس معاملہ میں ثقہ اور امانتدار ہوگا۔ آپ کا یہ تو شنیدہ ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو غلط ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا تھا جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلے تصدیق کی ہے تو اب آپ پر کیوں جھوٹ تراشوں۔ فی الحقیقت اگر آں جنابؐ نے مجھ سے کوئی وعدہ فرمایا ہوتا تو میں حضرت ابوبکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کو کیوں منبر حضور پر کھڑا ہونے دیتا میں ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے قتل کر ڈالتا خواہ میرا ساتھ دینے والا ایک بھی نہ ہوتا یہ سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قتل نہیں ہوئے اور نہ اچانک انتقال ہوا بلکہ آپ مرض الموت میں چند دنوں تک زندہ رہے جس وقت آپ کی بیماری نے طول کھینچا اور موذن نے آپ کو نماز کے لئے بلایا تو آپ نے حضرت ابوبکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا حکم دیا۔ انہوں نے نماز پڑھائی۔ اور حضور اپنی جگہ پڑے دیکھتے رہے جب دوسری نماز کا وقت ہوا اور موذن نے آپ کو بلایا تو آپ نے پھر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حکم فرمایا اور آپ نے نماز پڑھائی اور حضور اپنی جگہ سے دیکھتے رہے اس درمیان میں ایک بار ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس ارادہ سے روکنا چاہا مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ تم تو حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی سی عورتیں ہو ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو ہم نے اپنے معاملات میں غور کیا اور اس شخص کو اپنی دنیا کے واسطے اختیار کیا جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے دین کے واسطے انتخاب فرمایا تھا کیونکہ نماز دین کی اصل اور جز ہے اور آپ دین اور دنیا دونوں کے قائم رکھنے والے تھے

لہذا ہم نے حضرت ابو بکر صدیق سے بیعت کر لی اور سچ تو یہ ہے کہ آپ ہی اس کے اہل تھے اور اسی واسطے ان کی خلافت میں کسی نے اختلاف نہیں کیا اور نہ کسی نے کسی کو نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا اور نہ کوئی آپ کی خلافت سے بیزار ہوا میں نے بھی اس بنا پر آپ کا حق ادا کیا اور اطاعت کی اور آپ کے لشکر میں شامل ہو کر کفار سے جنگ کی جو کچھ آپ نے دیا میں نے لیا اور جہاں کہیں آپ نے مجھے لڑنے کا حکم دیا میں دل کھول کر لڑا اُن کے حکم سے حد شرع لگائی جب آپ کا وصال ہو گیا تو آپ حضرت عمرؓ کو خلیفہ بنا گئے ہم نے اُن کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کیا جو حضرت ابو بکر صدیقؓ کے ساتھ کیا تھا جب آپ کا بھی انتقال ہونے لگا تو میں نے اپنے دل میں غور کیا اور اپنی قرابت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور اسلام میں اپنی سبقت اور اعمال اور دیگر فضیلتوں کو دیکھا تو مجھے خیال پیدا ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اب میری خلافت میں اعتراض نہ فرمائیں گے مگر انھیں خوف پیدا ہوا کہ کہیں میں ایسے خلیفہ کو منتخب نہ کر جاؤں کہ جس کا انجام اچھا نہ ہو یہ سوچکر آپ نے اپنے نفس اور اپنی اولاد کو بھی خلافت سے محروم کر دیا اگر آپ بخشش میں اصول کو ہاتھ سے نہ دیتے تو آپ کے بیٹے سے بڑھکر کون مستحق خلافت ہو سکتا تھا آپ کے انتقال کے بعد انتخاب اب قریش کے چھ آدمیوں کے ہاتھ میں آیا جن میں سے ایک میں بھی تھا۔ جب یہ چھ آدمیوں کی جماعت انتخاب کے لئے بیٹھی تو میں نے پھر دل میں خیال کیا کہ یہ مجھ سے دریغ نہ کریں گے عبدالرحمٰن بن عوف نے ہم تمام آدمیوں سے عہد لیا کہ ہم میں سے جو خلیفہ منتخب ہو جائے ہم اس کی اطاعت کریں گے پھر عبدالرحمٰن بن عوف نے حضرت عثمانؓ بن عفان کا ہاتھ پکڑ کر اُن سے بیعت کر لی تب میں نے سوچا کہ میری بیعت میری اطاعت پر غالب آ گئی اور مجھ سے جو وعدہ لیا گیا تھا وہ دوسرے کی اطاعت کیواسطے لیا گیا تھا چنانچہ ہم سب نے پھر حضرت عثمانؓ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور میں آپ کے ساتھ بھی اسی طرح پیش آیا جسطرح حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروقؓ کے ساتھ آیا تھا جب حضرت عثمانؓ کی شہادت ہو چکی تو میں نے سوچا کہ وہ دونوں خلیفہ کہ جن کی خلافت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نماز پڑھوا کر ہم سے عہد لیا تھا گذر گئے اور جن کے لئے مجھ سے وعدہ لیا گیا تھا وہ بھی چل بسے یہ سوچکر میں نے بیعت لینا شروع کر دی۔ چنانچہ مجھ سے اہل حرمین شریفین اور

ان دو شہروں (بصرہ اور کوفہ) کے رہنے والوں نے بیعت کر لی اس معاملۂ خلافت میں اب میرا ایک ایسا شخص (حضرت معاویہ۔ مترجم) مقابل بنا ہے کہ جو نہ میرے مثل قرابت میں نہ علم میں نہ سبقت اسلام میں کسی میں بھی نہیں اور میں ہر حالت میں اس سے زیادہ مستحق خلافت ہوں۔

ابو نعیم نے دلائل میں جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں ایک مقدمہ پیش ہوا اور آپ اس کے سننے کے لئے ایک دیوار کے نیچے بیٹھے ایک شخص نے عرض کیا کہ دیوار گرا چاہتی ہے آپ نے فرمایا تم اپنا کام کرو میری حفاظت کرنے والا میرا خدا ہے۔ جسوقت آپ مقدمہ کا فیصلہ دیکر وہاں سے اُٹھے تب دیوار گر پڑی۔

طیوریات میں جعفر بن محمد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ اکثر خطبہ میں فرماتے ہیں۔ الٰہی ہم کو ویسی ہی صلاحیت دو جیسی اپنے خلفاء راشدین المہدیین کو عطا کی تھی وہ خلفاء راشدین کون تھے آپ آنکھوں میں آنسو بھر لائے اور فرمایا کہ میرے دوست ابوبکرؓ اور عمرؓ تھے اور وہ دونوں امام الہدیٰ اور شیخ الاسلام تھے۔ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قریش کے مقتدیٰ تھے جس شخص نے ان کی اقتداء کی نجات پائی اور جس نے ان کا اتباع کیا ہدایت پائی جو لوگ ان کے راستہ پر چلے وہ اللہ کے لشکر میں داخل ہیں۔

عبدالرزاق نے حجر المدری سے روایت کی ہے کہ مجھ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز فرمایا کہ اگر کوئی شخص تجھے یہ حکم دے کہ مجھ پر لعنت کر تو تو کیا کرے گا میں نے پوچھا کیا ایسا بھی ہونیوالا ہے آپ نے فرمایا کہ ہاں ایسا بھی ہوگا میں نے عرض کیا تو پھر میں ایسی صورت میں کیا کروں۔ آپ نے فرمایا کہ تو لعنت بھیجیو (یعنی اس کام پر لعنت بھیجیو جیسے کہ اگلی عبارت سے مستفید ہوتا ہے۔ مترجم) اور مجھ سے جدا نہ ہوجیو چند ہی سال گذرے تھے کہ محمد بن یوسف برادر حجاج بن یوسف امیر یمن نے حکم دیا کہ علیؓ پر لعنت بھیجی جائے۔ میں نے لوگوں سے کہا کہ امیر نے حکم دیا ہے کہ ہم حضرت علیؓ پر لعنت کریں لہذا تم اس پر لعنت بھیجو کہ خدا اس پر لعنت کرے میری اس بات کو سوائے ایک آدمی کے اور

کوئی نہ سمجھا۔

طبرانی اوسط میں اور ابونعیم نے دلائل میں زاذان سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کچھ فرمایا اور ایک شخص نے آپ کو جھٹلا دیا آپ نے فرمایا کہ اگر تو جھوٹا ہے تو میں تیرے واسطے بددعا کردوں۔ اسنے کہا کہ کردیجئے آپ نے اس کے لئے بددعا کردی چنانچہ یہ شخص ابھی اپنی جگہ سے ہلا بھی نہ تھا کہ اندھا ہوگیا۔

زر بن حبیش کہتے ہیں کہ دو آدمی سفر میں کھانا کھانے کے لیے بیٹھے ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین تھیں اتنے میں ایک تیسرا شخص آگیا اور ان دونوں نے اسکو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا ان تینوں نے آٹھوں روٹیاں کھالیں۔ جب وہ تیسرا شخص جانے لگا تو اس نے آٹھ درہم اُن کو دیکر کہا کہ جو کچھ میں نے کھایا ہے یہ اس کا عوض ہے ان دونوں میں ان درہموں کی تقسیم کی وجہ سے جھگڑا ہوگیا پانچ روٹیوں والے نے کہا کہ میں پانچ درہم لونگا اور تجھے حصہ رسد تین دونگا اور تین روٹی والے نے کہا کہ برابر حصہ لونگا یہ قضیہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہاں آیا آپ نے تین روٹیوں والے سے کہا کہ تو وہی لیلے جو یہ دوسرا شخص دیتا ہے کیونکہ اُس کی روٹیاں زیادہ تھیں اور تیری کم تھیں اُسنے کہا کہ واللہ میں کبھی راضی نہیں ہونگا حتیٰ کہ میرا حق مجھے پورا نہ دلوادیا جائے آپ نے فرمایا کہ اگر پوچھتا ہی تو تیرا محض ایک درہم بیٹھتا ہے اور دوسرے کے سات ہوتے ہیں اُسنے کہا سبحان اللہ یہ کس طرح ذرا مجھے بھی سمجھا دیجئے تاکہ میں اس وجہ کو قبول کرلوں آپنے فرمایا کل آٹھ روٹیاں تھیں اور آدمی تم تین تھے چونکہ یہ مساوی طور پر حصہ تقسیم نہیں ہوتا اس لئے آٹھ کو تین سے ضرب دیدو جس سے ان روٹیوں کے چوبیس ٹکڑے ہونے اور چونکہ یہ بھی معلوم نہیں کہ کس نے کم روٹیاں کھائیں اور کس نے زیادہ اس لئے لامحالہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ برابر کھائیں اس لحاظ سے تو نے آٹھ ٹکڑے کھائے اور ایک ٹکڑا باقی بچا اور پانچ روٹیوں والے نے پندرہ ٹکڑوں میں سے آٹھ کھائے اور سات بچے۔ اب اس شخص درہم دینے والے نے تیرا ایک ٹکڑا کھایا اور اسکے سات ٹکڑے کھائے لہذا ظاہر ہے کہ تجھے ایک درہم ملنا چاہیئے اور تیرے ساتھی کو سات درہم اس شخص نے کہا کہ اب میں راضی ہوگیا۔

ابن ابی شیبہ نے مصنف میں عطا سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر دو آدمیوں نے چوری کی گواہی دی آپ اس کی تفتیش حال میں لگے اور فرمایا کہ میں جھوٹے گواہوں کو سخت سزائیں دونگا اور جب کبھی میرے پاس جھوٹے گواہ آئے ہیں تو میں نے سزائیں دی ہیں پھر آپ نے ان دونوں گواہوں کو طلب کیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلے ہی بھاگ چکے ہیں لہٰذا چور کو چھوڑ دیا۔

عبدالرزاق نے مصنف میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر دعویٰ کیا کہ فلاں شخص کہتا ہے کہ اُسنے خواب میں میری ماں سے جماع کیا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو دھوپ میں کھڑا کرکے اس کے سایہ کے دُرّے لگائے جائیں۔

ابن عساکر جعفر بن محمد کے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انگوٹھی پر یہ نقش کندہ تھا نِعْمَ الْقَادِرُ اللّٰہُ اور عمرو بن عثمان بن عفان کہتے ہیں کہ آپکی مُہر یہ تھی اَلْمُلْکُ لِلّٰہِ۔ مدائنی کہتے ہیں کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کوفہ میں تشریف لائے تو حکمائے عرب میں سے ایک شخص نے عرض کیا یا امیرالمومنین واللہ آپنے منصب خلافت کو زینت بخشی مگر منصب خلافت نے آپکو کوئی زینت نہیں دی آپنے منصب خلافت کو بلند کردیا حالانکہ منصب خلافت نے آپکے رتبہ میں کوئی زیادتی نہیں کی۔ یہ منصب خلافت آپ ہی جیسوں کا محتاج تھا۔ مجمع سے روایت کرتے ہیں کہ آپ بیت المال میں جھاڑو دیکر نماز پڑھتے تھے تاکہ بیت المال بھی خدا کے یہاں گواہی دے کہ انھوں نے مسلمانوں کے مال کو بند کرکے نہیں رکھا۔

ابوالقاسم زجاجی امالیہ میں روایت کرتے ہیں کہ ابو اسود دئلی کہتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے آپ کو نیچی گردن اور متفکر دیکھکر عرض کیا کہ آج آپ متفکر کیوں بیٹھے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں نے سُنا ہے کہ تمہارے شہر میں لغات کے اندر تبدل شروع ہو گیا ہے اس لئے میں نے ارادہ کیا ہے کہ عربیت کے اصول کے اندر کچھ قواعد منضبط کردوں تاکہ زبان اپنی حیثیت سے نہ گرے میں نے عرض کیا کہ اگر آپ ایسا کریں گے تو ہم پر بڑا احسان ہوگا اور آپ ہمکو دائمی زندگی عطا فرمائیں گے کیونکہ آپ کے بعد وہ اصول ہمیشہ باقی رہیں گے تین روز کے بعد جو میں پھر حاضر ہوا تو آپ نے ایک کاغذ نکال کر میرے سامنے ڈالدیا اس میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کے بعد لکھا تھا کہ کلام کی تین قسمیں ہیں اسم ۔فعل ۔حرف ۔اسم وہ ہے جو اپنے مسمیٰ کی خبر دے اور فعل وہ ہے جو اپنے مسمیٰ کی حرکت کی خبر دے اور حرف وہ ہے جس میں یہ دونوں خاصیت نہ پائی جائیں ۔جب میں یہ دیکھ چکا تو آپ نے فرمایا کہ اگر تمہارے ذہن میں بھی کچھ ہو تو اس میں زیادہ کردو ۔پھر آپ نے فرمایا کہ اشیا تین قسم کی ہوتی ہیں ظاہر ۔ضمیر ۔اور ایک ظاہر نہ پوشیدہ اس تیسری ہی قسم میں علماء کو آپس میں فضیلت ہوتی ہے ۔ابوالاسود کہتے ہیں کہ میں پھر چلا آیا اور میں نے بھی کچھ جمع کرکے آپ کے سامنے پیش کیا منجملہ ان کے حروف ناصبہ بھی میں نے لکھے تھے جو یہ تھے اِنَّ ۔اَنَّ ۔لَیتَ ۔لَعَلَّ ۔کَاَنَّ آپ نے فرمایا کہ لٰکِنَّ بھی تو حرف ناصبہ ہے اس کو کیوں نہیں ذکر کیا میں نے عرض کیا کہ میں اُسے حرف ناصبہ نہیں سمجھتا آپ نے فرمایا نہیں وہ بھی حرف ناصبہ ہے ۔ان میں زیادہ کردو ۔

ابن عساکر نے ربیعہ بن ناجد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ لوگو! تم شہد کی مکھی کی طرح ہو جاؤ اگرچہ وہ پرندوں میں کوئی حیثیت نہیں رکھتی اور دوسرے پرند اس کو ایک بے حقیقت شے تصور کرتے ہیں مگر وہ نہیں جانتے کہ اس کے اندر کیا کیا برکات ہیں لوگو! تم اور لوگوں سے اپنی زبان اور جسم کے ساتھ خلا ملا رکھو اور اپنے اعمال اور دلوں کے ساتھ جدائی پیدا کرو کیونکہ قیامت میں انسان کو اسی چیز کا بدلہ ملیگا جو اس نے کیا ہے اور وہ قیامت کے دن اسی شخص کے ساتھ ہوگا جس سے اُسے دنیا میں محبت تھی ۔

نیز آپ فرماتے ہیں کہ قبول عمل میں زیادہ کوشش کرو ۔کوئی عمل بغیر تقوے کے قبول نہیں ہوتا اور واقعی خلوص کے بغیر کس طرح قبول ہو سکتا ہے ۔

یحییٰ بن جعدہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے حاملان قرآن قرآن شریف پر عمل بھی کرو اسواسطے کہ عالم وہی شخص ہے جو پڑھکر اس پر عمل بھی کرے اور اپنے عمل کو علم کے موافق بنائے عنقریب ایسے آدمی بھی پیدا ہوں گے جو علم حاصل کریں گے مگر ان کا علم اُن کے حلق سے نیچے نہیں اُتریگا اُن کا باطن ان کے ظاہر کے مخالف ہوگا ان کا عمل ان کے علم کے بالکل متضاد ہوگا وہ حلقہ باندھ باندھ کر بیٹھیں گے اور ایکدوسرے پر فخر و مباہات کریں گے حتیٰ کہ ایک آدمی اپنے پاس بیٹھے ہوئے پر غصہ ہوگا کہ وہ میرے پاس

سے اٹھکر دوسری جگہ کیوں بیٹھے اور اسی بنا پر چھوڑ دیگا ان لوگوں کے اعمال ان کی مجلسوں سے
خدا کی طرف نہیں پہونچیں گے۔
آپ نے فرمایا کہ بھلے کام پر توفیق بہتر کشش ہے اور اچھی عادت اچھا دوست ہی اور عقل عمدہ
ساتھی ہے اور ادب اچھی میراث ہے اور وحشت عجب و غرور سے بھی بدتر چیز ہے۔ حارث کہتے
ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا کہ آپ
مسئلہ تقدیر کو مجھے سمجھا دیجئے۔ آپ نے فرمایا یہ ایک اندھیرا راستہ ہے اس میں مت چل۔ اُسنے
پھر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ یہ ایک بہت گہرا سمندر ہے اس میں مت غوطہ لگا۔ اس نے پھر
پوچھا آپ نے فرمایا یہ اللہ کا ایک بھید ہے جو تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہی۔ اس کی تفتیش مت
کر مگر اس نے پھر اصرار کیا آپ نے فرمایا اے سائل اچھا یہ بتلا کہ خالق آسمان وزمین نے
تجھے اپنی مرضی کے موافق پیدا کیا ہے یا تیرے کہنے کے بموجب اُسنے کہا کہ جس طرح انہوں نے
چاہا پیدا کیا۔ آپ نے فرمایا تو جس طرح وہ چاہیں گے اسی طرح تیرا استعمال بھی کرینگے۔
نیز آپ نے فرمایا کہ ہر رنج اور مصیبت کے لئے انتہا ہوتی ہی اور جب کسی پر مصیبت پڑتی ہے
تو وہ اپنے منتہا تک ضرور پہونچکر رہتی ہے لہذا عاقل کو لازم ہے کہ جب اس پر کوئی مصیبت
آوے تو اس کے دفعیہ کی کوشش نہ کرے حتیٰ کہ اس کی مدت گذرے کیونکہ اس کے دفع
کی تدابیر میں اس کی مدت کے ختم سے پہلے اور بھی زیادہ زحمت ہی۔
کسی نے آپ سے دریافت کیا کہ سخاوت کس کو کہتے ہیں آپ نے فرمایا کہ جو بغیر مانگے
دیتا ہی وہ سخاوت ہی اور جو سوال کے بعد میں دے تو بخشش اور داد و دہش ہے۔
آپ کے پاس ایک شخص نے آکر آپ کی بہت زیادہ مبالغہ کے ساتھ تعریف کی اور وہ ایک
دفعہ آپ کی مذمت کہیں کر چکا تھا اس کی خبر آپ کو پہونچ چکی تھی آپ نے فرمایا کہ میں ایسا
تو نہیں ہوں جیسا تم کہہ رہے ہو البتہ جو کچھ تمہارے دل میں ہے اس سے زیادہ ہوں
آپ نے فرمایا کہ معصیت کی سزا عبادت میں سستی اور معیشت میں تنگی اور لذت میں کمی ہی
علی بن ربیعہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ خدا آپ کو
بہت ثابت رکھے حالانکہ آپ سے عداوت رکھتا تھا۔ آپ نے فرمایا تیری چھاتی پر۔

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضؓ اشعار کہا کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شاعر تھے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شعر و شاعری کرتے تھے مگر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں سے زیادہ بڑھکر شاعر تھے چنانچہ نبیط اشجعی سے آپ کے مندرجہ ذیل اشعار مروی ہیں (ترجمہ اشعار) جسوقت دلوں پر مایوسی چھاجائے اور باوجود فراخی وسعت کے تنگ ہوجائیں اور زمانہ کے مکروہات اقامت پذیر ہوجائیں اور اس کے اماکن میں حوادثات ٹھہرجائیں اور کوئی صورت اس سے چھٹکارے کی کسی عاقل کو نہ ملے تو ایسی ناامیدی میں خود بخود تیرے پاس فریادرس اور مستجیب آ جائیگا کیونکہ تمام حوادثات جس وقت منتہی ہوتے ہیں تو اس کے بعد وسعت اور خوشی حاصل ہوتی ہے۔

شعبی سے روایت ہے کہ ایک شخص کا آپ کو اپنے پاس بٹھلانا ناگوار تھا اسوقت آپ نے یہ اشعار فرمائے (ترجمہ اشعار) تو جاہلوں سے ہم صحبت مت ہو اور ان سے دور رہ اور ان کو دور رکھ۔ کیونکہ بہت جاہلوں نے عقلمندوں کو ہلاک کر دیا جب ان سے بھائی چارہ کیا آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ قیاس کیا جاتا ہے جب اس کے ہمراہ ہو کیونکہ ہر چیز کے دوسری چیز کے ساتھ اندازے اور مشابہتیں ہیں۔ ایک جوتا دوسرے جوتے کے ساتھ جب ہی اندازہ کیا جاتا ہے جب اُن کو مقابل کیا جائے اور دل کو دل سے جب ہی راہ ہوتی ہے جب وہ ملاقات کریں۔

مبرد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار پر آپکے یہ اشعار کندہ تھے۔ (ترجمہ اشعار) آدمی کے واسطے دنیا کی حرص اسراف کیسا تھ ہے حالانکہ اس کی صفائی تیرے لئے کدورت سے ملی ہوئی ہے۔ دنیا پر بہت سے جھگڑنے والے ہیں جن کی دنیا موافقت نہیں کرتی اور بہت سے ایسے عاجز ہیں کہ دنیا ان کو بغیر کوتاہی کے پہونچتی ہے۔ رزق عقل کے سبب نہیں ملتا جب تک رزق نہ دئے جائیں لیکن وہ لوگ بمقدار مقدر روزی دیئے جاتے ہیں اگر روزی بزور بازو یا غلبہ کے ہوتی تو باز چڑیوں کے رزق بھی لے اڑتے۔ نیز یہ بھی آپ کے اشعار ہیں (ترجمہ اشعار) اپنا بھید سوائے اپنے کسی پر نہ ظاہر کر کیونکہ ہر نیک خواہ کیلئے نیک خواہ ہی ہیں میں نے بہت سے گمراہ آدمیوں کو دیکھا ہے کہ کسی کھال کو

درست نہیں چھوڑتے۔

عقبہ بن ابی صہبار روایت کرتے ہیں کہ جب ابن ملجم نے آپ کے تلوار ماری تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روتے ہوئے آئے آپ نے فرمایا بیٹا! آٹھ باتیں ہمیشہ یاد رکھنا امام حسنؓ نے پوچھا وہ کیا ہیں آپ نے فرمایا سب سے بڑی تونگری عقل ہے اور سب سے زیادہ مفلسی حماقت ہے اور سب سے سخت وحشت غرور ہے اور سب سے بڑی عزت اچھی عادت ہے امام حسنؓ نے عرض کیا اور چار دوسری کیا ہیں آپ نے فرمایا کہ احمق کی صحبت سے بچو کیونکہ ارادہ تو وہ تمہیں نفع پہونچانے کا کرتا ہے مگر ضرر پہونچا دیتا ہے۔ جھوٹے سے پرہیز کرو کیونکہ دور کو قریب اور قریب کو دور کر دیتا ہے۔ بخیل سے بھی گریز کرو کیونکہ وہ تم سے ایسے وقت منہ پھیرے گا جب تمہیں اس کی سخت ضرورت ہوگی۔ بدکار سے بھی علیحدہ رہو کیونکہ وہ تمہیں کوڑیوں کے مول بیچ دیگا۔

ابن عساکر روایت کرتے ہیں کہ یک یہودی نے آپ سے سوال کیا کہ ہمارا رب کب سے ہے یہ سُنکر آپ کا چہرہ سُرخ ہوگیا اور فرمایا کہ وہ ایسی ذات نہیں ہے کہ نہیں تھا اور پھر ہو گیا وہ ہمیشہ سے ہے اور بلا کیفیت اور بلا کیف ہے نہ اُس کی ابتدا ہے نہ انتہا تمام انتہائیں اس سے پہلے ہی ختم ہو جاتی ہیں وہ ہر انتہا کی انتہا ہے۔ یہ سُنکر یہودی فوراً مسلمان ہو گیا

دراج نے شریح قاضی سے روایت کی کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ صفین میں جانے لگے تو آپ کی زرہ کھو گئی۔ جب جنگ ختم ہوگئی اور آپ کوفہ واپس تشریف لائے تو آپ نے ایک یہودی کے پاس اُس زرہ کو دیکھا آپ نے اس یہودی سے فرمایا کہ یہ زرہ میری ہے نہ میں نے بیچی نہ ہبہ کی پھر تیرے پاس کیسی۔ اُس نے کہا کہ میری زرہ ہے اور میرے ہی قبضہ میں ہے آپ نے فرمایا کہ میں قاضی کے یہاں دعویٰ کرتا ہوں چنانچہ آپ قاضی شریح کے یہاں گئے اور ان کے قریب جا بیٹھے اور فرمایا کہ اگر میرا مخالف یہودی نہ ہوتا تو میں اس کے برابر ہی عدالت میں کھڑا ہوتا لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب خداوند تعالیٰ نے یہود کو حقیر سمجھا ہے تو تم بھی حقیر سمجھو۔ قاضی شریح نے کہا کہ آپ کا دعویٰ کیا ہے آپ نے فرمایا یہ میری زرہ ہے

نہ میں نے اس کو فروخت کی نہ ہبہ کی۔

قاضی شریح نے یہودی سے کہا کہ تمہارا کیا جواب ہے اُسنے کہا کہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔قاضی شریح نے کہا یا امیر المومنین آپ کا کوئی گواہ ہے آپ نے اپنے ایک غلام قنبر اور اپنے بیٹے حسنؓ کو پیش کیا۔ قاضی شریح نے کہا کہ بیٹے کی گواہی باپ کے واسطے ناجائز ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اہل جنت کی گواہی ناجائز ہے حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ جوانان جنت کے سردار ہیں اتنے میں یہودی چلا اٹھا کہ یا امیر المومنین۔ حالانکہ آپ امیر المومنین ہیں مگر آپ مجھے قاضی کے پاس لائے اور وہ قاضی آپ سے عام آدمیوں کی طرح جرح و قدح کر رہا ہے۔ اور یہی آپ کے دین کی صداقت ہے بیشک یہ زرہ آپ کی ہے میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

فصل

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی تفسیر قرآن عظیم

آپ کی تفسیر قرآن بہت زیادہ جس کو ہم نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے چند ایک بطور نمونہ کے درج کرتے ہیں۔

ابن سعد نے روایت کی ہے آپ نے فرمایا کہ واللہ مجھے ہر ایک آیت کا شان نزول کہ کہاں نازل ہوئی اور کس کے حق میں نازل ہوئی سب کچھ معلوم ہے کیونکہ میرے رب نے مجھے دل عقلمند اور زبان ناطق عطا فرمائی ہے۔

ابن سعد وغیرہ نے ابو الطفیل سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ جس کسی کو قرآن شریف کے متعلق پوچھنا ہو مجھ سے پوچھے کیونکہ کوئی آیت ایسی نہیں جو مجھے معلوم نہ ہو کہ یہ دن میں نازل ہوئی یا رات کو میدان میں نازل ہوئی یا پہاڑ پر۔

ابن ابی داؤد محمد بن سیرین سے روایت کرتے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

ہوئی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق سے بیعت کرنے میں دیر
کی حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ سے ملے اور آپ نے کہا کیا تم کو میری بیعت میں کچھ تامل
ہے آپ نے کہا کہ نہیں مگر میں نے اس بات کی قسم کھائی کہ جب تک اپنی چادر سوائے
نماز کے نہیں اوڑھونگا جب تک میں قرآن شریف کو جمع نہ کرلوں چنانچہ لوگوں کا گمان
ہے کہ آپ نے قرآن شریف اسی ترتیب سے جمع کیا تھا جس طرح سے کہ نازل ہوا تھا۔
محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ اگر وہ قرآن شریف ہمارے پاس تک پہونچتا تو علم کا ایک
بہت بڑا ذخیرہ ہوتا۔

فصل

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر کلمات حکمت

آپ نے فرمایا زیادہ ہوشیاری برا گمان ہے (ابوالشیخ ابن حبان)
محبت اپنے سے بعید النسب شخص کو قریب کر دیتی ہے اور عداوت قریب النسب آدمی کو
بعید کر دیتی ہے۔ دیکھو ہاتھ جسم میں سب سے زیادہ قریب ہے مگر جب ہاتھ خراب ہو جاتا ہے
تو کاٹ دیا جاتا ہے اور پھر جھلسایا جاتا ہے (ابونعیم)
آپ نے فرمایا کہ میری پانچ باتیں یاد رکھو کسی شخص کو سوائے گناہ کے اور کسی سے نہ
ڈرنا چاہیئے اور سوائے اپنے رب کے کسی سے اُمید نہ رکھنی چاہیئے جو چیز آدمی نہ جانتا ہو
اس کے سیکھنے میں کبھی شرم نہ کرنی چاہیئے۔ اور عالم کو اسوقت شرم نہ کرنی چاہیئے جبکہ وہ
کوئی مسئلہ نہ جانتا ہو اور اگر کوئی اس سے اس مسئلہ کو دریافت کرے تو یہ کہدے کہ خداوند
تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ صبر اور ایمان کی مثال ایسی ہے جیسے سر اور جسم کی جب صبر جاتا رہا
تو سمجھو کہ ایمان جاتا رہا کیونکہ جب سر ہی جاتا رہا تو پھر جسم کہاں بچ گیا (ابن منصور)
آپ نے فرمایا کہ فقیہہ کامل وہ عالم ہے جو لوگوں کو خدا کی رحمت سے نا اُمید نہ کرے
اور لوگوں کو گناہوں کی رخصت نہ دے اور اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بیخوف نہ کرے اور
قرآن شریف کی طرف سے لوگوں کو اعراض نہ کرائے جس عبادت کی آدمی کو خبر نہ ہو اُس

میں خیر کبھی نہیں ہو سکتی جو آدمی علم کو اچھی طرح نہ سمجھے وہ علم نہیں کہلاتا جسمیں غور و فکر نہ ہو وہ پڑھنا نہیں کہلاتا۔ (ابو الضریس)

مجھے سب سے زیادہ عزیز وہ ہے کہ جب مجھ سے وہ بات دریافت کی جائے جس کا مجھے علم نہیں تو صاف کہدوں کہ اللہ تعالیٰ خوب جانتے ہیں (ابن عساکر)

جو شخص لوگوں میں انصاف کا ارادہ کرے تو اسے چاہیئے کہ جو بات اپنے اوپر پسند کرے وہی دوسروں کے واسطے بھی پسند کرے (ابن عساکر)

آپ نے فرمایا کہ سات باتیں شیطان کی طرف سے ہوتی ہیں۔ بہت زیادہ غصہ زیادہ چھینک جلدی جلدی جمائی کا آنا۔ قے نکسیر۔ پیشاب و پاخانہ اور یاد الٰہی کیوقت نیند کا آنا۔ انار کو اس کی جھلی کے ساتھ جو دانوں پر لپٹی رہتی ہے کھانا چاہیئے کیونکہ وہ مقوی معدہ ہے (عبداللہ بن احمد)

آپ نے فرمایا تیرا عالم کو سنانا یا عالم کا تجھے سنانا دونوں برابر ہیں (حاکم فی التاریخ)

آپ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئیگا کہ مومن آدمی ایک ادنیٰ غلام سے بھی زیادہ ذلیل ہوگا (سعد بن منصور)

آپ کی وفات پر جو ابو الاسود دئلی نے مرثیہ لکھا ہے اس کو ہم درج ذیل کرتے ہیں۔

(ترجمہ مرثیہ ابو الاسود دئلی) خبردار اے آنکھ تیرے اوپر افسوس ہے کہ تو میری موافقت کیوں نہیں کرتی اور حضرت امیر المومنین پر کیوں نہیں روتی۔ ان کے اوپر ام کلثوم روتی ہیں اور اُنپر آنسو بہاتی ہیں اُنھوں نے یقین کو دیکھ لیا۔ خوارج جہاں کہیں ہوں اُن سے کہدو کہ ہمارے حاسدوں کی آنکھ کبھی ٹھنڈی نہیں ہوتی کیا رمضان المبارک کے ہی مہینے میں ہمیں غم دینا تھا۔ ایسے آدمی کی جدائی کی وجہ سے جو سرتاپا خیر تھا تم نے اس آدمی کو قتل کر دیا جو تیز اونٹنی پر سوار ہونیوالوں اور اس کو ذلیل کرنے والوں اور کشتی پر سوار ہونے والوں و رجو جوتے پہننے اور چھوٹی بڑی سورتیں پڑھنے والوں سے بہتر تھا تمام مناقب اسمیں موجود تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت رکھتے تھے قریش جہاں کہیں ہوں وہ یاد رکھیں کہ وہ دین و نسب میں ان کے بہترین آدمی تھے جس وقت ابو الحسن کا چہرہ

سامنے آجاتا تھا تو معلوم ہوتا تھا کہ بدر (چاند) نکل آیا۔ ہم ان کی شہادت سے پہلے سمجھتے تھے کہ ہم اپنے اندر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دوست کو دیکھ رہے ہیں۔ حق قایم رکھنے میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور دوست و دشمن کے ساتھ برابر عدل کرتے تھے۔ وہ علم کو چھپانے والے نہیں تھے اور نہ وہ متکبر پیدا ہوئے تھے۔ علیؓ کو کھو کر لوگ ایسے ہو گئے تھے جیسے شتر مرغ قحط سالی میں مارا مارا پھرتا ہے۔ معاویہ بن صخر ہرگز خوش نہ ہو کیونکہ خلفاء کا بقیہ اب بھی ہم میں موجود ہے۔

فصل

وہ حضرات جو آپ کے زمانۂ خلافت میں مرے یا شہید ہوئے

حذیفہ بن الیمان زبیر بن عوام۔ طلحہ۔ زید بن صوحان۔ سلمان فارسی۔ ہند بن ابی ہالہ اویس قرنی۔ خباب بن الارت۔ عمار بن یاسر۔ سہل بن حنیف تمیم داری۔ خوات بن جبیر۔ شرحبیل بن السمط۔ ابومیسرہ البدری۔ صفوان بن عسال عمرو بن عنبسہ۔ ہشام بن حکیم ابورافع مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ وغیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔

حضرت حسن بن علی بن ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حسنؓ بن علیؓ بن ابوطالب ابو محمد سبط رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پھول۔ آپ نص یعنی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موافق آخری خلیفہ ہیں۔

ابن سعد نے عمران بن سلمان سے روایت کی ہے کہ حسنؓ اور حسینؓ دونوں نام اہل جنت کے ہیں۔ یہ نام ایام جاہلیت میں کسی شخص نے نہیں رکھے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف رمضان المبارک ۳ھ میں پیدا ہوئے آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت احادیث روایت کی ہیں اور آپ سے حضرت عائشہ صدیقہ اور دیگر تابعین مثلاً آپ کے صاحبزادہ اور ابوالحورا۔ ربیعہ بن شیبان شعبی ابووائل نے روایت کی ہے آپ صورت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت زیادہ مشابہ تھے آپ کا نام عبداللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حسنؓ رکھا تھا ساتویں روز آپ کا عقیقہ کرکے بال اُتروائے تھے اور یہ حکم فرمایا تھا کہ بالوں کے برابر چاندی وزن کرکے صدقہ کر دی جاوے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کملی کے پانچویں شخص ہیں۔

عسکری کہتے ہیں کہ یہ نام جاہلیت میں نہیں پایا جاتا مفصل کہتے ہیں کہ خداوند تعالیٰ جل شانہ نے حسنؓ اور حسینؓ ناموں کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دونوں فرزندوں کا نام رکھا۔ امام بخاریؒ حضرت انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھکر کسی کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں ملتی تھی بخاری اور مسلم نے براء سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ اپنے کاندھے پر حضرت حسنؓ کو لئے ہوتے فرماتے تھے الٰہی! میں اس سے محبت رکھتا ہوں آپ بھی محبت رکھئے

بخاری شریف میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز تھے اور آپ کے پہلو میں حضرت حسنؓ بیٹھے ہوتے تھے کبھی آپ لوگوں کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی حضرت حسنؓ کی طرف اور فرماتے جاتے تھے کہ یہ میرا بیٹا سید ہے اور اللہ تبارک و تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں اس کے سبب سے صلح کرائینگے

بخاری نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ میرے دنیا کے پھول ہیں۔ ترمذی اور حاکم نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ نوجوانان جنت کے سردار ہیں۔

ترمذی اسامہ بن زید سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ کو گود میں لئے ہوئے فرما رہے تھے الٰہی یہ دونوں میرے بیٹے اور نواسے ہیں میں انھیں محبوب رکھتا ہوں آپ بھی انھیں محبوب رکھئے اور نیز ان سے جو محبت رکھے اس کو بھی آپ محبوب رکھئے۔

ترمذی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ کو اہل بیت میں سب سے زیادہ کون محبوب ہے آپ نے فرمایا کہ حسنؓ اور

حسین رضؓ حاکم نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز حضرت حسنؓ کو کندھے پر سوار کئے تشریف لیجا رہے تھے راستہ میں ایک شخص نے کہا اے لڑکے تو نے کیا اچھی سواری پائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوار بھی تو بہت اچھا ہے۔ ابن سعد نے عبداللہ بن زبیر سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل بیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ ان کو سب سے زیادہ عزیز بھی رکھتے تھے میں نے دیکھا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں ہیں اور حضرت حسنؓ کھیلتے ہوئے آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن یا کمر پر چڑھ بیٹھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکو جبتک نہ اتارتے تھے جبتک کہ وہ خود نہ اتر جائیں اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ آپ رکوع میں ہوئے اور حضرت حسنؓ آئے اور آپ کے پیروں کے بیچ میں کو نکل گئے۔

ابن سعد نے ابی سلمہ بن عبدالرحمٰن رضؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کے سامنے اپنی زبان نکالتے اور حضرت حسنؓ زبان کی سرخی کو دیکھکر بہت ہنستے اور خوش ہوا کرتے تھے۔

حاکم نے زہیر بن ارقم سے روایت کی ہے کہ ایک دفعہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی قبیلہ ازدشنوہ کا کھڑا ہوا اور اس نے کہا کہ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسنؓ کو گود میں لئے ہوئے فرمارہے تھے کہ جو شخص مجھ سے محبت رکھے وہ حسنؓ سے بھی محبت رکھے جو لوگ حاضر ہیں وہ سن لیں اور غائب تک اس کو پہونچا دیں۔ اگر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت مقصود نہ ہوتی تو میں کبھی یہ بات بیان نہ کرتا۔

امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں المختصر یہ کہ آپ نہایت بردبار صاحب وقار اور سکینہ صاحب حشمت اور اعلیٰ درجہ کے سخی تھے۔ فتنوں اور لڑائیوں کو نہایت برا سمجھتے تھے۔ شادیاں آپ زیادہ کرتے تھے آپ کی سخاوت اس سے معلوم ہوسکتی ہے کہ آپ ایک ایک شخص کو لاکھ لاکھ درہم عطا فرماتے تھے۔

حاکم عبداللہ بن علید بن عمیر سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے پا پیادہ حالانکہ آپکے ساتھ

اونٹ چلا کرتے تھے پچیس حج کئے۔

ابن سعد عمیر بن اسحٰق سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ایسی شیرینی کسی کے کلام میں نہیں پائی جیسی کہ حضرت حسنؓ کے کلام میں تھی۔ جب آپ بات کرتے تھے تو یہی دل چاہتا تھا کہ آپ کلام ختم نہ کریں میں نے آپکی زبان سے کبھی کوئی فحش کلمہ نہیں سنا مگر ایک مرتبہ آپکی اور عمرو بن عثمان کی کچھ زمین کے متعلق ان بن ہو گئی۔ آپ نے عمرو بن عثمان کو کچھ فیصلہ کن بات فرمائی مگر عمرو بن عثمان نے نہ قبول کی۔ اسپر حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ وہ اگر اسکو نہیں مانتے تو ہمارے پاس اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ ان کی ناک خاک آلود کی جائے بس یہی ایک سخت کلمہ آپکی زبان سے سننے میں آیا ہے۔

ابن سعد نے عمیر بن اسحٰق سے روایت کی ہے کہ جب مروان ہمپر حاکم تھا تو ہر جمعہ کو منبر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو برا بھلا کہا کرتا تھا اور حضرت حسنؓ بیٹھے سنا کرتے تھے اور کبھی جواب نہیں دیتے تھے۔ ایک دن اس کمبخت نے آپ سے کہلا کر بھیجا کہ علی ایسا۔ علی ویسا۔ علی کی ایسی تیسی۔ اور تو ایسا تو ویسا تیری ایسی تیسی میرے نزدیک تیری مثال (معاذ اللہ خاکش بدہن مترجم) خچر جیسی ہے کہ اگر اس سے کہا جائے کہ تیرا باپ کون تھا تو کہتا ہے کہ میری ماں گھوڑی ہے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس قاصد سے کہا کہ تو اس سے کہدے کہ واللہ میں تجھکو گالیاں دیکر تیرے گناہ کم نہ کرونگا۔ لیکن ایک روز ہم دونوں کو خداوند تعالیٰ کے سامنے بھی حاضر ہونا ہے اگر تو نے سچ بولا ہے تو خداوند تعالیٰ تجھے سچ بولنے کی جزا خیر دیں اور اگر تو جھوٹا ہے تو وہ قادر مطلق سب سے زیادہ انتقام لینے والے ہیں۔

ابن سعد نے رزیق بن سوار سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ مروان نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے آپ کو برا بھلا کہنا شروع کیا مگر آپ بالکل خاموش رہے مگر اتفاق وقت سے مروان نے داہنے ہاتھ سے ناک صاف کی اسپر آپ نے فرمایا افسوس ہے تجھ کہ تو اتنا بھی نہیں جانتا کہ داہنا ہاتھ منہ کے واسطے اور بایاں ناپاکی کے لئے اُف ہے تجھپر یہ سنکر مروان خاموش ہو گیا۔

ابن سعد نے اشعث بن سوار سے اور اُسنے ایک اور شخص سے روایت کی ہے کہ ایک

آدمی آپ کے پاس آکر بیٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ تم میرے پاس ایسے وقت میں بیٹھے جبکہ میرا اٹھنے کا وقت ہے اگر اجازت دو تو میں چلا جاؤں۔

ابن سعد علی بن زید بن جدعان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دو مرتبہ اپنے تمام مال کو راہ خدا میں دیا اور تین مرتبہ آدھا آدھا خیرات کیا حتیٰ کہ ایک جوتا دیدیا اور ایک رکھ لیا اور ایک موزہ دیدیا اور ایک رکھ لیا۔

ابن سعد نے علی بن حسین سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت طلاق دیتے تھے آپ نے نوّے عورتوں سے نکاح کیا۔ ابن سعد نے جعفر بن محمد سے روایت کی ہے کہ حضرت حسن نکاح کرتے تھے اور طلاق دیدیتے تھے حتیٰ کہ یہ ڈر ہو گیا کہ کہیں قبائل میں عداوت نہ پیدا ہو جائے اور اسی واسطے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہنا پڑا کہ ای کوفہ والو! تم میرے بیٹے حسن کو لڑکیاں مت دو کیونکہ وہ طلاق بہت دیتا ہے مگر ہمدان کے قبیلہ کے ایک شخص نے کہا کہ ہم ضرور ان کو لڑکیاں دیں گے چاہے وہ رکھیں یا طلاق دیدیں۔

ابن سعد نے عبداللہ بن حسن سے روایت کی ہے کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت نکاح کرتے تھے اور جو عورت آپ سے نکاح کر لیتی تھی آپ پر عاشق ہو جاتی تھی۔

ابن عساکر نے جویریا بن اسماء سے روایت کی ہے کہ جس وقت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہو گیا تو مروان آپ کے جنازہ پر آکر رویا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اب تو روتا ہے اور آپکی زندگی میں تو نے کیا کچھ نہیں کیا اور نہیں کہا۔ مروان نے کہا کہ آپ جانتے بھی ہیں کہ میں اس شخص کے ساتھ ایسا کرتا تھا جو اس پہاڑ سے بھی زیادہ بردبار تھا۔

ابن عساکر نے مبرد سے روایت کی ہے کہ کسی نے حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ابوذر یہ کہتے ہیں کہ میں مفلسی کو تونگری سے اور بیماری کو تندرستی سے بہتر سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا کہ ابوذر پر خداوند تعالیٰ رحم فرماویں میں تو یہی کہتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو بالکل خداوند تعالیٰ پر چھوڑتا ہوں کسی ایسی بات کی تمنا ہی نہیں کرتا جو اس حالت کے غیر ہو جس کو خداوند تعالیٰ نے اختیار کر رکھا ہے اور یہ آپ کا قول رضا بالقضا کو پوری طرح ظاہر کرتا ہے۔

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد چھ ماہ خلیفہ رہے چونکہ آپ سے
اہل کوفہ نے بیعت کر لی تھی اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس لڑنے کو
آئے چونکہ معلوم نہیں کہ کون جیتے گا اسلئے ناحق لوگوں کا خون کیوں کیا جائے آپ نے ان شرائط
کیساتھ خلافت حضرت معاویہ کے سپرد کر دی کہ تمہارے بعد خلافت مجھے پہونچیگی اور جیسا کہ حضرت
علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ کا اہل مدینہ اور حجاز اور عراق سے کچھ نہیں لیں گے اور یہ کہ آپکا قرض
حضرت معاویہ ادا کریں گے۔ حضرت معاویہ نے ان شرائط کو قبول کر لیا اور اسی پر صلح ہو گئی اور نبی
صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشنگوئی کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا پوری
ہو گئی۔ بلقینی نے اسی سے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ جب خلافت جو بہت بڑا مرتبہ ہے
اسکا چھوڑ دینا جائز ہے تو وظائف کا ترک کرنا بھی جائز ہے۔

آپ نے ربیع الاول اور بعض کے نزدیک ربیع الثانی ۴۱ھ میں خلع خلافت فرمایا آپکے دوست
آپکو عار المومنین کہہ کر پکارتے تو آپ فرماتے کہ عار (شرم) نار (دوزخ) سے بہتر ہے
ایک آدمی نے آکر کہا السلام علیکم یا مذل المومنین (اے مسلمانوں کے ذلیل کرنے والے
تجھ پر سلام) آپ نے فرمایا میں مسلمانوں کا ذلیل کرنے والا نہیں ہوں لیکن میں نے اسکو مکروہ
سمجھا کہ میں ملک کے واسطے تم کو لڑاؤں اور قتل کراؤں۔ پھر آپ کوفہ سے مدینہ منورہ
میں تشریف لے آئے اور وہیں اقامت فرمائی۔

حاکم نے جبیر بن نضیر سے نقل کی ہے کہ میں نے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت
کیا کہ لوگوں کے اندر افواہ ہے کہ آپ پھر خلافت چاہتے ہیں آپنے فرمایا کہ جسوقت عرب
کے لوگوں کے سر میرے ہاتھ میں تھے میں جس سے چاہتا انہیں لڑا دیتا اور جس کو چاہتا بچا
دیتا اسوقت ہی جب میں نے اس کو محض رضائے الٰہی کی وجہ سے ترک کر دیا تھا اور
لوگوں کے خون بہاؤ سے علیحدہ ہو گیا تھا تو کیا اب پھر اس کو صرف اہل حجاز کی غمگینی کی
وجہ سے قبول کر لوں گا۔

آپکی بیوی جعدہ بنت اشعث بن قیس کو مدینہ شریف میں یزید نے خفیہ یہ پیغام بھیجا کہ اگر
تو امام حسنؓ کو زہر دیدیگی تو میں تجھ سے نکاح کر لونگا اس بہکائے و فریب میں آکر اس کمبخت نے آپکو

زہر دیدیا اور آپکی شہادت ۴۹ھ اور بقول بعض ۵ ربیع الاول ۵۰ھ میں اسی زہر کیوجہ سے واقع ہوئی جب آپکی شہادت ہوچکی تو اس نے یزید کو ایفاء وعدہ کیلئے کہا جسپر یزید نے کہلا کر بھیجا کہ جب میں تجھے حضرت امام حسنؓ کے ہی نکاح میں نہ دیکھ سکا تب تجھے اپنے لئے کسطرح پسند کرسکتا ہوں آپ کے انتقال کیوقت حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہر چند چاہا کہ آپ یہ تبلادیں کہ آپکو زہر کس نے دیا ہی مگر آپنے فرمایا کہ اگر قاتل واقعی وہی شخص ہے جسپر میرا شبہ ہو تو اللہ تبارک وتعالیٰ انتقام لینے والے ہیں اور اگر وہ نہیں تو خواہ مخواہ میں کسی کو کیوں قتل کراؤں

ابن سعد نے عمران بن عبداللہ بن طلحہ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک روز خواب میں دیکھا کہ میری دونوں آنکھوں کے درمیان قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ لکھی ہوئی ہے آپنے جسوقت یہ خواب بیان کیا تو اہل بیت بہت خوش ہوئے مگر جسوقت سعید بن مسیب کو یہ معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا کہ اگر آپ کا یہ خواب سچا ہی تو آپکی زندگی کے بہت کم روز باقی رہ گئے ہیں چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد آپ بہت کم زندہ رہے۔

بیہقی اور ابن عساکر نے ہشام کے والد سے روایت کی ہی کہ امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے آپکو ایک لاکھ سالانہ وظیفہ ملا کرتا تھا انھوں نے ایکسال اُسے روک لیا اسوجہ سے آپکا ہاتھ بہت تنگ ہوگیا آپ نے حضرت معاویہ کی یاد دہانی کے لئے ایک رقعہ لکھنا چاہا اور دوات منگائی پھر آپ کچھ سوچکر رک گئے اُسی رات آپنے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ فرماتے ہیں حسنؓ کیا حال ہی آپ نے عرض کیا حضور اچھا ہوں تنگدستی کی شکایت کی یہ سُنکر حضور نے فرمایا کہ تو نے دوات اس غرض سے منگائی تھی کہ اپنے جیسے ایک مخلوق کیطرف عرضداشت لکھے آپنے فرمایا جی حضور ایسا ہی ارادہ تھا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھا کرو (اس دعا کو ہم عربی میں نقل کرتے ہیں تاکہ ہر حاجتمند اسے پڑھکر حاجت میں فائدہ اٹھائے اور ترجمہ ترک کرتے ہیں مترجم) اَللّٰهُمَّ اقْذِفْ فِیْ قَلْبِیْ رَجَاءَكَ وَاقْطَعْ رَجَائِیْ عَمَّنْ سِوَاكَ حَتّٰی لَا اَرْجُوْا اَحَدًا غَیْرَكَ اَللّٰهُمَّ وَمَا ضَعُفَتْ عَنْهُ قُوَّتِیْ وَقَصُرَ عَنْهُ عَمَلِیْ وَلَمْ تَنْتَهِ اِلَیْهِ رَغْبَتِیْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْاَلَتِیْ وَلَمْ یَجْرِ عَلٰی لِسَانِیْ مِمَّا اَعْطَیْتَ اَحَدًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ مِنَ الْیَقِیْنِ فَخُصَّنِیْ بِهٖ

یَا رَبَّ الْعَالَمِیْن۔

ہشام کے والد ماجد کہتے ہیں کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس دعا کو پڑھنا شروع کیا ابھی پورا ایک ہفتہ بھی نہیں گذرنے پایا تھا کہ حضرت معاویہؓ نے آپکے پاس پندرہ لاکھ بھیجدیئے اس پر آپنے فرمایا اس خدا کا شکر ہے جو اپنے یاد کرنیوالیکو کبھی نہیں بھولتا اور اپنے سے مانگنے والے کو کبھی نا اُمید نہیں کرتا آپ نے پھر اپنے نانا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے فرمایا اے حسنؓ کیسے ہو آپ نے عرض کیا اچھا ہوں اور معاویہؓ نے پندرہ لاکھ بھیجدیئے ہیں حضور نے فرمایا بیٹیا خالق سے مانگنے اور مخلوق سے التجا نہ کرنے کا یہی اثر ہوتا ہے۔

طیوریات میں سلیم بن عیسٰی قاری کوفی سے مروی ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی وفات کے وقت گھبرانے لگے حضرت امام حسینؓ نے کہا بھائی صاحب آپ کیوں گھبراتے ہیں آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جارہے ہیں اور وہ دونوں آپ کے والد ہیں نیز اپنی والدہ خدیجۃ الکبریٰؓ اور حضرت فاطمہ زہرہؓ اور اپنے ماموں حضرت قاسمؓ اور طاہرؓ اور اپنے چچا حمزہؓ اور جعفرؓ کے پاس جارہے ہو پھر گھبراہٹ کیسی آپ نے فرمایا بھائی حسینؓ میں ایسی جگہ جارہا ہوں جہاں کبھی پہلے نہیں گیا اور میں ایسی مخلوق کو دیکھ رہا ہوں جسے کبھی پہلے نہیں دیکھا۔

عبداللہ چند راویوں کے طریقوں سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام حسنؓ نے اپنی موت کے وقت حضرت امام حسینؓ سے فرمایا کہ بھائی تمہارے باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تمہارے والد نے خلافت کا ارادہ کیا مگر حضرت ابوبکر کو ملی پھر حضرت عمر خلیفہ ہوئے اسکے بعد یقین تھا کہ شورہ والے حضرت علی کو ہرگز نہ چھوڑیں گے مگر حضرت عثمان خلیفہ بنائے گئے ان کے قتل کے بعد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہنچی تو میان سے تلواریں نکل آئیں یہ معاملہ طے نہ ہوا واللہ میں یہ پوری طرح سمجھ رہا ہوں کہ اب ہمارے خاندان میں خلافت اور نبوت جمع نہیں ہو سکتی اب ایسا نہ ہو کہ کوفہ کے بیوقوف لوگ تمہیں ذلیل کرکے نکلوادیں میں نے حضرت عائشہ صدیقہؓ سے درخواست کی تھی کہ وہ مجھے جناب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن ہونے کے لئے جگہ دیدیں، اسوقت انھوں نے وعدہ فرمایا تھا جسوقت میرا انتقال ہوجائے تم انھیں وعدہ یاد دلانا مگر مجھے خیال ہے کہ جب تم دریافت کروگے تو لوگ مانع ہوں گے اگر وہ مانع ہوں تو تم اصرار نہ کرنا چنانچہ حضرت امام حسین نے آپکے انتقال کے بعد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے دریافت کیا اور آپنے اجازت دیدی مگر مروان مانع آیا اس پر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپکے ساتھیوں نے تلوار کھینچ لی مگر حضرت ابو ہریرہؓ نے وصیت یاد دلاکر منع کردیا اور حضرت امام حسنؓ کو آپکی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہؓ کے پہلو میں دفن کردیا۔ (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ مترجم)

هو المعین
نوری بک ڈپو
امین پور بازار۔ فیصل آباد
۹۲/۸۶
ناشران و تاجرانِ کتب
قرآن پاک، تفسیر، حدیث، فقہ، تاریخ، تصوف، اعتقادیات، سیرت، سوانح اور ہر قسم کی تاریخی کتب کا مرکز
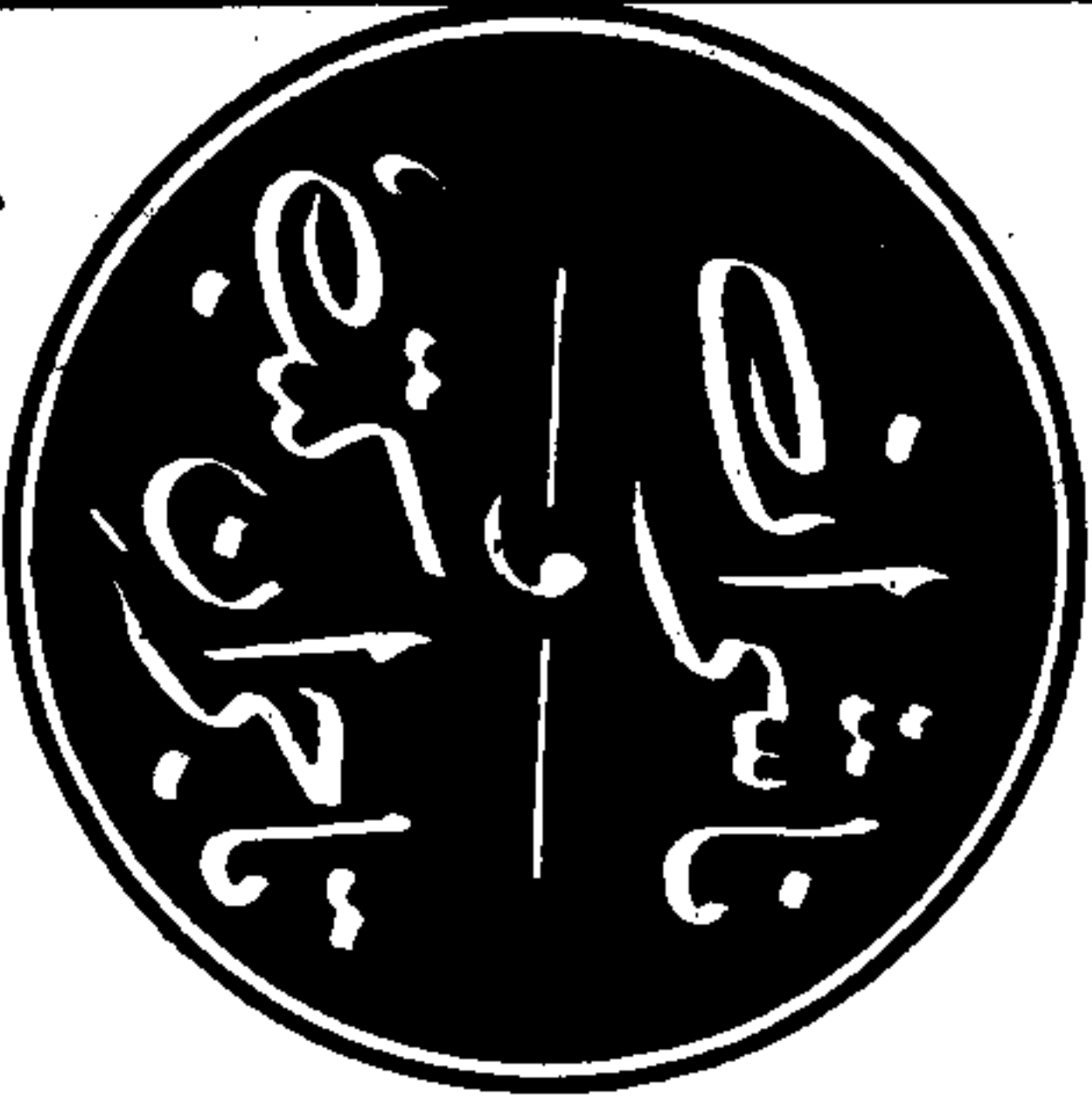
قطب ولائت شہنشاہ مملکت تصوف
سیدنا شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ
کی بے مثال
تصنیف لطیف
شجرۃ الکون
مترجمہ
ابوالحقائق صوفی محمد صدیق بیگ قادری صاحب
حقیقت محمدیہ کے حسین وجمیل خطوط وعکوس اور ظہور کائنات کے رموز واسرار جاننے والوں
کیلئے عظیم ترین راہنما کتاب۔ ہر باذوق دکاندار سے طلب فرمائیں۔
ہدیہ ۔۔ ۱۰ روپے
علی برادران
تاجران کتب قادری کلاتھ مارکیٹ
جھنگ بازار فیصل آباد